سورۃ البقرہ

حضورﷺ کو پکارنے کے آداب

الحمداللہ عالم القرآن کورس کی اس مبارک کلاس میں اللہ نے اپنے فضل اور کرم سے سعادت عطا فرمائی ہے اس نے ہمیں اپنے قرآن کے ساتھ ہر ہفتے میں ایک بار یہ نشست عطا فرما ئی ہے، علم کا سیکھنا اور علم کا سیکھانا یہ دونوں ہی بڑے مرغوب عمل ہیں لہذا آپ قرآن کو سیکھ رہے ہیں قرآن پاک کی گفتگو سے اپنے دلوں کو منور کرر ہے ہیں یقیناً کوئی بھی اسکو ۱۰۰ فیصد انجام نہیں دے سکتا لیکن یہ اللہ کا خاص کرم ہے کہ اس نے ہمیں ان لوگوں میں شامل کر دیا جو قرآن کو سمجھنے کے لئے بیٹھ جاتے ہیں کوشش کرتے ہیں وقت دیتے ہیں، اپنی صلاحیت اپنا دماغ خرچ کرتے ہیں اور یہی اللہ کو مطلوب ہے اور یہی مقصود ہے، قرآن پاک کو آج تک اس طرح نہ کوئی سمجھ سکا اور نہ کوئی سمجھا سکا جیسے میرے آقاﷺ نے سمجھایا جیسے حضورﷺ نے سمجھایا، حضورﷺ جیسا نہ کوئی سمجھا سکے گا، نہ کوئی سمجھا پایا ہے ہے اور نہ کوئی سمجھ پایا ہے، لیکن حضورﷺ کے امتی ہونے کے ناطے ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم کوشش کریں اور **اس چڑیا کی سی مثال** اس چڑیا جیسی اپنی حالت بنالیں جو نمرود کی لگائی ہوئی آگ کو بجھانے کے لئے ہزاروں میل دور سے ایک پانی کا قطرہ لے کرآ جاتی تھی، جب پوچھا گیا کہ تو اس پانی کے قطرے سے کیا کر رہی ہے میلوں لمبی آگ سے تیرا اپنا وجود بھی جل سکتا ہے یہ تو کچھ بھی نہیں، اور تو پانی کا قطرہ لا رہی ہے اس سے تو کچھ فرق نہیں پڑے گا تو اس نے پھر جواب دیا تھا کہ میں اس لئے ایسا کر رہی ہوں، میں یہ جانتی ہوں کہ میرے اس پانی سے کوئی فرق نہیں پڑے گا لیکن قیامت کے دن جب اللہ ابراہیمؑ کے خامیوں میں نام لے گا تو اس میں میرا نام بھی شامل ہوگا کہ میں ابراہیمؑ کی طرف۔

یاد رکھیئے یہ جو آپ کوشش کرر ہے ہیں یہ کبھی بھی ۱۰۰ فیصد نہیں ہوسکتی اور اگر کوئی بھی یہ توقع لے کر بیٹھا ہوا ہے کہ پورا قرآن ایک ایک لفظ ایک ایک حرف سمجھ کے جائے گا تو یہ نہ کبھی ہوا ہے اور نہ ہو سکے گا یہ اللہ کا قرآن ہے اس کی حکمتیں بے شمار ہیں اور اس کے بے شمار آگے آنے والے دور میں دروازے حکمت کے کھلنے والے ہیں اور ہر دور میں نئے نئے علماء پیدا ہوں گے، صلحا پیدا ہونگے، ریسرچ کریں گے اور ہر قرآن کے حرف کی تفسیر بیان کی جائے گی تو یہ خوش نصیبی سمجھیں کہ آپ کو اللہ نے ایسا موقع دیا ہے کہ آپ قرآن پاک کے ساتھ جڑ گئے ہیں یہ ہمارے لئے توشۂ آخرت ہے توشۂ نجات ہے (الحمداللہ)

قرآن پاک کی گفتگو اپنی جگہ اور انسانوں کی ریسرچ اپنی جگہ، اللہ نے جو بیان کیا ہے اس کو سمجھنے میں علماء نے زور لگا انہوں نے تحقیقیں کی انہوں نے تفاسیر لکھی انہوں نے یہ ہم پہ بڑا ہی احسان کیا اور حضرت پیر کرم شاہ الا ذہریؒ کی شہرہ آفاق کتاب ضیاء القرآن جس کو ہم پڑھ رہے ہیں سمجھ رہے ہیں اور تقریبا جو ہے کئی سال لگا کے اس کتاب کو مکمل فرمایا، الحمدوللہ ہمیں یہ توفیق حاصل ہوئی کہ ہم اس عاشق رسول کی تفسیر پڑھ رہے ہیں جس کے اوپر پوری دنیا متفق ہے آج انشاءاللہ العزیز سورۃ بقرہ کے رکوع نمبر ۱۳ سے لیکر رکوع نمبر ۱۶ تک ہمارا آج کا لیکچر ہے جس کے اندر ہماری گفتگو ہوگی (انشاءاللہ)

ہماری گفتگو کا آغاز ہوتا ہے آیت نمبر ۱۰۴ سے، معرکتہ الاراء آیت ہے اور اس میں بڑی خوبصورت گفتگو ہے، اللہ نے ارشاد فرمایا

يَآَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡ لَاتَقُوۡلُوۡا رَاعِنَا وَقُوۡلُو انۡظُرۡنَا وَاسۡمَعُوۡ ط وَ لِلۡكٰفِرِيۡنَ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ O

اے ایمان والو تم میں سے کوئی بھی رَاعِنَا کا لفظ نہ کہے بلکہ وہ یہ کہے کہ اے نبیﷺ ہماری طرف نظر رحمت کیجئے اور پھر غور سے ان ہی کی بات سنے اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

یہ آیت کریمہ اس وقت نازل ہوئی جب کچھ صحابہ کرام نے آقاﷺ سے جب گفتگو کی تو انہوں نے۔ راعنا۔ کا لفظ استعمال کیا، ۔راعنا۔ کے عربی میں مختلف معنی ہیں، عربی چونکہ بہت sensitive language ہے اور اس کی گہرائی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاتا ہے کہ اس میں تلوار کے لئے ستر سے زیادہ الفاظ ہیں، آپ رسی کا لفظ بولنا چاہیں

تو اس کے لئے چالیس سے زیادہ الفاظ ہیں بہت گہری زبان ہے اور alternate بہت زیادہ ہے لہذا **رَاعِنَا** کا لفظ اپنی جگہ درست تھا، اے نبی ہماری رعایت کیجئے، اس سے مراد یہ ہے کہ صحابہ جب حضورﷺ سے گفتگو سنتے تو یہ چونکہ زیادہ تر ان پڑھ لوگ ہیں اور انہوں نے کوئی تعلیم وغیرہ حاصل نہیں کی تھی، زیادہ تر بدو تھے اور ان کے ساتھ کوئی ایسا علم کا رشتہ نہ تھا تو جب حضورﷺ کی باتیں سنتے تو انہیں وہ نئی محسوس ہوتی اور نئی محسوس ہوتی تو بعض اوقات سمجھ نہ آتی کہ آقاﷺ نے کیا فرمادیا ہے تو پھر یہ قریب ہو کر کہتے کہ **یارسول اللہ رَاعِنَا** یارسول اللہ ہماری رعایت کیجئے، رعایت سے مراد ذرا دوبارہ کہہ دیجئے یہ جو آپ فرمارہے ہیں ذرا دوبارہ بول دیجئے، دوبارہ سے ہمیں کہہ دیجئے، ہمیں سمجھ آجائے گی، ایک تو اس کا مطلب یہ ہے۔ **رَاعِنَا** تو ارشاد فرمایا مفسرین نے کہ جب آپﷺ کے صحابہ اس طرح گفتگو کرتے ہوئے یہ لفظ بولتے، ایک تو اس کا مطلب یہ تھا کہ ہماری رعایت کیجئے، دوسرا یہ تھا کہ **راعنا** کہتے ہیں کہ اپنی آنکھیں ہماری طرف کیجئے ہمیں دیکھئے، تو یہی جو ہے عربی میں راعی جو ہے یہ بھیڑ بکری چرانے والے کو بھی کہتے ہیں تو راعنا سے بنا چراہی، بھیڑ بکریاں چرانے والا، تو یہودیوں نے جب یہ لفظ سنا تو انہوں نے اس کو اچھالنا شروع کردیا کہ دیکھو مسلمانوں کے نبی کو مسلمان ہی کہتے ہیں او ہمارے چراہے، او ہماری بکریاں چرانے والے، لفظ ٹھیک تھا لیکن اس کے اندر بے ادبی کا ایک پہلو تھا۔

تو یہ آیت میں نے آپ کے سامنے پڑھ دی ہے، **لَاتَقُوْلُوْا** حرام ہوگیا ہے یہ لفظ، قران جس کو کہہ دے نہیں کرنا ہے، وہ حرام ہے **لَاتَقُوْلُوْا رَاعِنَا** تم میں کوئی یہ نہ بولے **وَقُوْلُو انْظُرْنَا** بلکہ اس کی بجائے یہ کہے کہ اے نبیﷺ ہماری طرف نظر رحمت کیجئے **انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْ** اور دھیان سے سنو، یعنی یہ بھی ڈانٹ دیا کہ تم غور سے سنتے کیوں نہیں، تمہیں کیوں دوبارہ کہنا پڑتا ہے کہ دوبارہ سنادیں ہمیں، دوبارہ بات کیجئے، **واسمعو** غور سے سنا کرو، دھیان کیا کرو، میرے نبی کو دوبارہ بولنا پڑتا ہے تمہارے لئے، حضورﷺ کی عظمت کا اندازہ کیجئے کہ میرے نبی کو تمہارے لئے دوبارہ بولنا پڑتا ہے، پورا لفظ لگا دیا **وَاسْمَعُوْ** غور سے سنو، دھیان کرو اور وہ جو کہہ رہے ہیں **وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ** جو کہتے ہیں ان کے لئے بڑا دردناک عذاب ہے جو میرے نبی کی بارگاہ میں بے ادبی کررہے ہیں۔

تو مفسرین نے اس سے کچھ نتائج نکالے ہیں، ایک تو یہ نتیجہ نکلا کہ حضورﷺ کی بارگاہ میں ایسا لفظ بھی استعمال کرنا منع ہے جس کے اندر بے ادبی نہیں ہے، بے ادبی کا شک ہی ہو بے ادبی ہونا تو بہت دور کی بات ہے بے ادبی کا شک بھی ہو تو وہ بھی لفظ آقاﷺ کی بارگاہ کے لئے استعمال کرنا منع ہے، اب وہ لوگ جو آقاﷺ کو بشر ثابت کرنے پہ اپنی توتیں لگاتے ہیں یا حضورﷺ کو اپنا بڑا بھائی کہنے پہ لگے ہوئے ہیں وہ اپنے انجام پہ خود ہی غور کرلیں، ایسا جملہ، ایسا لفظ بھی منع ہے جس کے اندر بے ادبی کا شائبہ ہو، تو جو یہ ثابت کرنے پہ تلا ہوا ہے کہ حضور بشر ہیں اس کا کیا اندازہ کیا جاسکتا ہے تو اس لئے یہ آیت کریمہ اپنی جگہ آقاﷺ کی محبت کا ایک بہت خوبصورت پیغام ہمارے سامنے لئے ہوئے ہے کہ حضورﷺ کی بارگاہ میں کسی ایسے لفظ کا بولنا بھی منع ہے جو کسی طرح سے بے ادبی کی طرف لے کر جائے۔

اب یہی اصول حضورﷺ کی امت کے علماء، صلحاء، حضورﷺ کی امت کے شیوخ اور بزرگان دین کے لئے ہے ان کی بارگاہ میں بھی یہی آداب استعمال ہونگے اور ان کو برا کہتے رہنا اور ان کی بارگاہ میں بے ادبیاں کرتے رہنا، اور ان کو کسی طرح سے نیچا دکھانے کی کوشش کرتے رہنا یہ بھی حضورﷺ کے آداب کی ہی طرح ان کو بھی منع کیا جائے گا، یہی گفتگو آگے چلتی ہے اور آگے ایک اور آیت ہماری توجہ کو کھینچتی ہے، وہ ہے آیت نمبر ۱۰۶، جس میں اللہ نے ارشاد فرمایا کہ

جب ہم کوئی آیت منسوخ کردیتے ہیں یا فراموش کردیتے ہیں تو لاتے ہیں اس سے بہتر، یا کم از کم اس جیسی، کیا تجھے علم نہیں کہ اللہ سب کچھ کرسکتا ہے۔

یہ آیت کریمہ اس وقت نازل ہوئی جب اللہ پاک نے کچھ آیات کو، یہ اللہ کا اصول مبارک ہے کہ اللہ پاک کچھ آیات کا حکم منسوخ کردیتا ہے اور اس کی جگہ نئی آیات نازل کردیتا ہے، قرآن پاک میں وہ آیات موجود ہیں جو کہ شاہ ولی اللہؒ نے اس پہ ریسرچ فرمائی آپ نے فرمایا کہ قرآن پاک میں **۳ آیتیں** ایسی ہیں جو منسوخ ہیں، ہیں

وہ قرآن کے سینے پہ موجود ہیں لیکن ان کا حکم منسوخ ہو گا، لہذا بہت ضروری ہے کہ قرآن پاک کا حکم اس سے سیکھا جائے جسے ناسخ اور منسوخ دونوں کا علم ہو، کیونکہ اگر آپ کسی ایسے شخص سے قرآن سیکھ رہے ہیں جسے دونوں کا پتہ نہیں ہے تو وہ آپ کو ایسی آیت کا حکم بتا دے گا جو اللہ نے منسوخ کر دی ہوئی ہے لیکن وہ قرآن کے اندر موجود ہے اس لئے کہا جاتا ہے کہ کسی اجڑ یا ان پڑھ انسان یا ایسے بندے سے جس نے قرآن پاک کو صحیح کسی بندے سے نہیں سمجھا اس سے نہ پڑھو کیونکہ قرآن پاک کے اندر ایسی آیات موجود ہیں جو حکم تو رکھتی ہیں لیکن وہ منسوخ ہو چکا ہے تو یہی اشارہ اللہ نے فرمایا کہ جب ہم کسی آیت کو منسوخ کر دیتے ہیں یعنی ہم اس کا حکم چھوڑ دیتے ہیں ان آیات کا اظہار کسی اور درس میں کروں گا اللہ نے ارشاد فرمایا کہ اے میرے بندوں تم میں سے ہر کوئی اکیلا ۱۰۰ کفار پہ بھاری ہے، اتنی قوت میں نے ہر ایک کو دی ہے کہ وہ ۱۰۰ کافروں پہ بھاری ہے لیکن کچھ ہی عرصے بعد اللہ نے ایک نئی آیات بھیج دی اور فرمایا کہ ہمیں تمہاری کمزوری کا اندازہ ہو گیا ہے اب تم میں سے ہر کوئی ۱۰۰ پہ نہیں بلکہ دس پہ بھاری ہے تو اس طرح اس آیت کا حکم منسوخ کر دیا گیا لیکن وہ موجود رہی، اسی طرح اور بھی آیتیں، اچھا یہاں پہ اللہ نے ایک اور بھی لفظ ارشاد فرمایا کہ۔ اونسھا یعنی ہم فراموش بھی کروا دیتے ہیں، یعنی قرآن پاک کا بعض حصہ ایسا بھی ہے جو نازل ہوا تھا لیکن اس کو اُٹھا لیا گیا، قرآن پاک کی بعض آیات بعض سرتیں ہیں جنہیں نازل اللہ پاک نے فرمایا لیکن اسے واپس اُٹھالیا، جب وہ آیت نازل ہوتی ہے صحابہ کرام حضورﷺ سے سمجھتے ہیں یاد کر لیتے ہیں اور لے کر آقاﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں یا رسول اللہﷺ اب تو یاد بھی نہیں وہ آیت تو فرمایا کہ میں بھی کوشش رتا رہا لیکن مجھے بھی وہ یاد نہیں آئی، جبرائیلؑ تشریف لائے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ راتوں رات وہ سورۃ واپس اُٹھالی گئی تو ایسا بھی ہوا ہے کہ قرآن پاک کے کچھ حصے کو یا تو اللہ پاک نے بھلا دیا ہے لوگوں کو یا تو اسے اُٹھا لیا ہے تو اس لئے یہ گفتگو کی گئی کہ جب اللہ نے اپنی مرضی سے آیات کو اُٹھالیا، وہ علیم ہے وہ بذات الصدور ہے وہ بہتر حالات کو سمجھتا ہے، یہ ایسے ہی ہے کہ جو بہترین ڈاکٹر ہے وہ مریض کو وقت کے ساتھ دوائی بدلتا ہے، سیدھی سی بات ہے اس میں کوئی خیرت والی بات نہیں ہونی چاہئے، بعض شک وشبہ کا اظہار کرتے ہیں کہ دیکھیں اللہ کو پتہ نہیں تھا تو اللہ پہلے ہی نازل نہ کرتا، مومنین کے لئے دس لوگوں کا حکم ہونا تھا تو ۱۰۰ کا نازل نہ کرتا لیکن یہ حکمت ہے اللہ پاک کی کہ اللہ پاک حالات کے مطابق آیات کو نازل کرتا رہا اور جو اس وقت حالات تھے اسی طرح اللہ نے آیات کو نازل کیا۔

یہودیوں کو جب علم ہوتا کہ آیات بدل گئی ہیں تو وہ بہت برا بھلا کہتے، کہتے یہ کیا کتاب ہے جو ہر وقت بدل جاتی ہے کبھی کچھ کہتے ہو کبھی کچھ کہتے ہو تو اللہ نے وہ ساری ذمہ داری اپنے اوپر لی اور فرمایا کہ **اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْر** بھئی میں چاہوں میں ہر چیز پہ قدرت رکھتا ہوں میں جو جی چاہے کروں، جس آیات کو چاہوں بدل دوں، میرے نبی کو تنگ نہ کرو، یہ میری اپنی حکمت ہے میں جس آیات کو چاہوں بدل سکتا ہوں (اللہ اکبر)

اس کے بعد آگے گفتگو چلتی ہے اور **آیت نمبر ۱۰۸** پہ بڑا اچھا مضمون سامنے آتا ہے اور اللہ نے ارشاد فرمایا کہ

کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے نبی سے ایسے سوال پوچھو، جیسے موسیٰؑ سے پوچھے گئے تھے اور فرمایا کہ جو بدل لیتا ہے کفر کو ایمان سے وہ ٹھیک راستے سے بہک گیا۔

یہودی مسلمانوں کو تنگ کرتے تھے اور کہتے تھے یہ بھی سوال پوچھو، یہ بھی پوچھو، یہ بھی پوچھو، پتہ کرو یہ سچا نبی ہے کہ نہیں، یہ بھی پوچھو، یہ بھی پوچھو، مختلف قسم کے عجیب وغریب سوالات جن کا کوئی نہ سر نہ پاؤں، وہ بھی اکساتے مسلمانوں کو کہ چیک کرو کہ سچا نبی ہے یا نہیں، تو اللہ نے منع فرمایا، فرمایا کہ کیا تم بھی اپنے نبی سے وہ ہی سوال پوچھو گے جو موسیٰؑ سے پوچھے گئے کیونکہ وہ بھی ایسے سوالات کیا کرتے تھے ان سے کہ گائے کیسی ہونی چاہئے، کس رنگ کی ہونی چاہئے، کتنی بڑی ہونی چاہئے، کہاں ہونی چاہئے، جوان ہو یا بوڑھی، ہل چلاتی ہو یا نہیں، حالانکہ کوئی بھی لے آتے تو کام چل جانا تھا لیکن چونکہ ان سوالات کے اندر کوئی حکمت نہ تھی تو منع کیا گیا کہ آقاﷺ سے ایسے سوال نہ کرو جن کا کوئی سر نہ پاؤں ہے، نہ کوئی شریعت کا سوال ہے، تو اس طرح بزرگوں سے ایسے سوالات کرنا۔

حضور غوث اعظمؒ کا واقعہ

مشہور ہے کہ آپؒ کے دو دوست تھے آپ کے ساتھ، جوانی کا دور تھا اور اس وقت کسی اللہ والے کی بڑی شہرت تھی کہ اللہ کا ولی اس علاقے میں ہے تو ارادہ بنایا کہ چلو جا کے

ملتے ہیں، نیک لوگوں سے ملنا چاہئے ملاقات کرنی چاہئے، ایک دوست کہنے لگا کہ میں اس لئے جانا چاہتا ہوں کہ میں ایسا سوال پوچھوں ان سے کہ وہ جواب نہ دے پائیں دوسرے نے کہا کہ میں بہت سارے مشکل سوالات پوچھوں گا مجھے بھی امید ہے کہ کسی نہ کسی سوال میں پھنس جائیں گے وہ، حضور غوث اعظمؒ نے فرمایا کہ میں کوئی سوال پو چھنے نہیں جارہا ہوں میں صرف ان کی زیارت کرنے جارہا ہوں، تو یہ پہنچتے ہیں جب اوران بزرگوں سے ملاقات ہوتی ہے جب تو جو پہلا دوست تھا انہوں نے دیکھتے ہی اس کا سوال دہرایا کہ تمہارے ذہن میں یہ سوال تھا اوراس کا یہ جواب ہے، دوسرا جو تھا اس کو بھی اشارہ کیا کہ تمہارے ذہن میں یہ یہ سوالات تھے اور یہ یہ اس کے جوابات ہیں، حضور غوث اعظمؒ کو دیکھ کے کہا بچے تو بڑا خوش نصیب ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ تو بغداد میں درس قرآن دے رہا ہے، لہذا اللہ والوں سے فضول سوالات کرنے سے انسان کو سوائے بدبختی کے کچھ نہیں ملتا، ان لوگوں کے سامنے اپنی زبان سی دی جائے اپنے دل کا لگام دی جائے اپنے معاملات کو بہتر رکھا جائے نہیں تو جو ہے وہ بھی ختم ہو جائے گا، یہاں اشارہ انہی کو کیا گیا جو حضور ﷺ کو پوچھ رہے تھے لیکن لامحالہ یہ آیت کریمہ قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے ہے، قیامت تک کے مسلمانوں کو یہ سبق ملا ہے کہ کوئی فضول سوال نہیں پوچھنا چا ہئے

اسی طرح گفتگو چلتی ہے اور آیت نمبر ۱۱۰ ہمارا موضوع بنتا ہے

وَاَقِيْمُو الصَّلٰوةَ پہلی قرآن کی آیت جس میں اللہ نے نماز کو فرض کر دیا، اور نماز قائم کرو

اب یہاں پہ **اَقِمْ** کا لفظ موجود ہے، بعض اس سے بھی لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں کہ یہ قائم کرنے کا حکم ہے، پڑھنے کا تھوڑی حکم ہے تو چونکہ عربی کو انہوں نے صحیح سمجھا نہیں ہے تو یہ گمراہ ہو جاتے ہیں، اب **اَقِمْ** کا جو صحیح معنی ہے وہ جو آپ نے تفسیر میں لکھا ہے درست فرمایا ہے، فرمایا صحیح ادا کرو، اقم سے مراد کیا ہے؟ صحیح ادا کرو، نماز قائم کرو سے مراد صحیح ادا کرو، اس سے وہ شائبہ ختم ہو جاتا ہے، بعض گفتگو کرتے ہیں کہ نماز صرف قائم کرنے کا حکم ہے، پڑھنے کا حکم کہاں ہے تو وہ جہلاء ہیں انہیں نہ عربی کا پتہ ہے اور نہ انہوں نے صحیح طرح سیکھی ہے، اقم کا مطلب صحیح ادا کرنا ہے، اسی طرح یہ گفتگو آگے چلتی ہے اور حضور ﷺ کی گفتگو ہمارے سامنے آتی ہے جو

آیت نمبر ۱۱۳ کے اندر ہے اس میں اللہ نے ارشاد فرمایا

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ وَّ قَالَتِ الصّٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ط كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَO

کہ یہودی کہتے ہیں کہ عیسائی سیدھے رستے پہ نہیں ہیں، عیسائی کہتے ہیں یہودی سیدھے رستے پہ نہیں ہیں، حالانکہ یہ سب آسمانی کتابیں پڑھتے رہے ہیں تو انہوں نے جو کچھ نہیں جانتے تھے وہ بات کی ہے تو اللہ ان کا فیصلہ فرمادے گا قیامت کے دن جن باتوں پہ یہ جھگڑ رہے ہیں۔

ہوا یہ تھا کہ نجران کے کچھ عیسائی آپ ﷺ کی بارگاہ میں آئے اوران کی آمد کی خبرسن کر یہودی علماء بھی وہاں پہنچ گئے اور فریقین میں گفتگو شروع ہوگئی اور یہیں پہ ان دونوں نے ایک دوسرے کو کہنا شروع کر دیا، یہودیوں نے عیسائیوں کو غلط کہنا شروع کر دیا، حالانکہ دونوں حضور کے سامنے موجود ہیں اور عیسائیوں نے یہودیوں کو غلط کہنا شروع کر دیا تو اللہ نے ان کا یہاں ذکر فرمایا کہ اے نبی ﷺ یہ تمہارے سامنے جو دونوں گفتگو کر رہے ہیں، عیسائی کہہ رہے ہیں کہ یہودی غلط ہیں اور یہودی کہہ رہے ہیں کہ عیسائی غلط ہیں، ہم نے دونوں کو کتابیں دی تھی ایک کو تورات دی ہے ایک کو انجیل دی ہے اور اے نبی ان دونوں کو جو ہم نے آیتیں دی دونوں اس کو چھپا رہے ہیں دونوں اس سے روگردانی کر رہے ہیں، ان گنت شہادتیں ہیں موسیٰؑ کی تورات کے اندر، انجیل کے اندر، اوران گنت شہادتیں ہیں عیسیٰؑ کی تورات کے اندر، ان دونوں کے اندر ہم نے ان دونوں کی شہادتیں رکھی ہیں اور یہ دونوں ایک دوسرے کو ہی غلط کہہ رہے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ نہیں پڑھتے یہ لوگ تورات اور نہ انجیل پڑھتے ہیں، دونوں ہی اپنے جھگڑوں میں (اللہ اکبر)

اس میں جو اشارہ ہے وہ اصل میں جو اس کے پیچھے گفتگو ہے وہ یہ ہے کہ اللہ کے نبی کی بارگاہ میں دونوں جو وفد کھڑے ہوتے ہیں اور ایک اور گفتگو ہے کہ آقا ﷺ نے دونوں کو ہی، مسجد نبوی میں تھے اور بلا کے ان دونوں کو گفتگو میں شامل کرتے ہیں یعنی حضور ﷺ مذاکرات کے قائل ہیں، آقا ﷺ مذاکرات کو پسند کرتے تھے، جنگ وجدل آپ کا

آخری آپشن ہوتا تھالہذا ایک نبیﷺ کی سیرت یہ ہے کہ وہ مسجد نبوی میں بلا رہا ہے ان لوگوں کو جوان کے سخت مخالف ہیں تو ہم جو ہیں اپنی مسجد میں وہابی کو برداشت نہیں کرتے ،ہم اپنی مسجد میں کسی غیر سنی کو کہ کیوں آ گیا، پتہ نہیں ہم کس طرف چلے گئے ہمارا نبی تو مسجد نبوی میں با قاعدہ آ قاﷺ عیسائیوں کو دعوت دیتے ہیں اور ان کی عبادت کا جب وقت ہوتا ہے اور کہتے ہیں کہ ہم کوئی گرجہ تلاش کر لیں فرمایا نہیں ،تم ادھر ہی کر لو، کہا یہ مسجد ہے تو فرمایا مسجد ہے لیکن یہ اللہ کا گھر تو ہے نا، جس طرف آپ کا جی چاہتا ہے چہرہ کریں عبادت کریں آپ، اللہ کی عبادت ہی کرنی ہے تو حضورﷺ کی سیرت تو یہ ہے اور ہم ایک دوسرے کو گولیاں مار رہے ہیں، گردنیں کاٹ رہے ہیں ہم ایک دوسرے کو فنا کرنے پہ تلے ہیں ہم کدھر جا رہے ہیں، یہودی اور عیسائیوں دونوں کے علماء مسجد نبوی میں آئے قرآن سامنے ہے اور حضورﷺ نے دونوں کو بلا کے گفتگو کی، وہ الگ بات ہے کہ آپس میں ہی لڑ پڑے وہ تو اللہ نے ان کا ذکر یہاں کیا ہے۔

اس سے آگے گفتگو چلتی ہے اور یہ آیت نمبر ۱۱۴ میں آتی ہے جس میں اللہ نے ارشاد فرمایا

وَ مَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنۡ يُّذۡكَرَ فِيۡهَا اسۡمُهٗ وَسَعٰى فِىۡ خَرَابِهَا ط

اس سے زیادہ ظالم شخص کون ہے جو اللہ کی مسجدوں میں اللہ کے نام لئے جانے سے روک دے، اللہ کے پاک کلام کو روکنے کی کوشش کرے اور ان کی ویرانی کے لئے وہ اپنا مال خرچ کرے کہ کسی طرح مسجدیں ویران ہو جائیں۔

تو ایسے لوگ موجود ہیں دنیا میں اور ایسے مسلمان بھی ہیں جو نہیں چاہتے کہ مسجدوں میں ذکر ہو، مسجدوں میں رونقیں پھیلیں، مسجدوں میں کوئی نیکی کی گفتگو ہو، مسجدیں صرف اللہ کے نام کے لئے اور کوئی ذکر نہ ہو نہ نعت پڑھی جائے نہ کوئی درس، اصل میں وہ مسجد کی ویرانی چاہتے ہیں، یاد رکھیئے کہ حضورﷺ کا ذکر بھی اللہ ہی کا ذکر ہے، اللہ والوں کا ذکر بھی اللہ ہی کا ذکر ہے تو لہذا اللہ کے ذکر سے مراد صرف اللہ کا ذکر نہیں ہے، بلکہ اللہ کے نیک بندوں کا ذکر بھی اس میں شامل ہے اور آ قاﷺ کے ذکر کو جس نے جدا سمجھا اللہ کے ذکر سے وہ دین کی حقیقت نہیں جان سکا، حضورﷺ کا ذکر اللہ ہی کا ذکر ہے تو لہذا روکنا نہیں چاہئے جو مسجد میں ذکر کرتا ہے کسی بھی انداز میں کرتا ہے، کوئی جو ہے اونچی آواز میں کرتا ہے، کوئی جو ہے آہستہ آواز میں کرتا ہے، ہمارے سیفی حضرات جو ہیں ان کے ذکر کا طریقہ اور طرح کا ہے یہ بھی قبلہ عالم سے میں نے پوچھ لیا کہ یہ حقیقت کیا ہے یہ جو اچھل کر کودتے ہیں یہ جو چھلانگیں مارتے ہیں ایک دوسرے سے ٹکریں مارتے ہیں، بڑے عجیب طریقے سے وہ کرتے ہیں تو میں نے پوچھ لیا حضرت حقیقت بتا دیجئے تو انہوں نے مسئلہ ہی حل کر دیا، انسان کا شیخ ہو تو پھر ہی انسان بچتا ہے ورنہ انسان جو ہے وہ کسی کام کا نہیں ہے نکلما ہے تو پوچھا تو حضرت فرمانے لگے کہ اصل میں یہ ان کا علاقائی معاملہ ہے، حضرت پیر سیف الرحمان جو تھے وہ پٹھان تھے اور پٹھان جو ہیں وہ اس طرح کی حرکتوں سے نا اس کو بڑا اچھا سمجھتے ہیں اور پٹھانوں کو یہ چیز بڑی پسند آتی ہے تو آپ نے اس دور کے مطابق وہاں کے پٹھانوں کی قدر کرتے ہوئے یہ طریقہ جاری کیا اور یہ ہلنا جلنا یہ ذکر جاری کرنا، یہ ذکر ٹھیک ہے آپ دیکھیں ان کے چہرے دیکھیں سیفیوں کو ایسے چمکدار ہوتے ہیں کیسے پیارے ہوتے ہیں سرخ لال ہوتے ہیں تو پتہ چلا کہ

Face is the index of mind

انسان کا چہرہ اس کا آئینہ ہوتا ہے

تو پتہ چلا کہ اندر سے بات ٹھیک ہے بس طریقے میں فرق ہے تو فرمایا کہ یہ چونکہ علاقائی معاملہ ہے انہوں نے بہتر سمجھا کہ ان کو ایسے ہی قابو کرو، ان کو بس لے آؤ اللہ کے ذکر میں لے آؤ، تو آپ فرما رہے ہیں کہ سیفیوں کی بہت سی قسمیں ہیں جو یہ نہیں کرتے، آپ مثال دے رہے تھے کہ وزیر آباد میں جو ہیں ڈاکٹر صاحب وہ ایسے نہیں کرتے وہ دل کی دھڑکن والا اور سانس والا کرتے ہیں جس میں حکمت ہو اس طرح کرتے ہیں اور آپ نے فرمایا اور بھی سیفی ہیں جو اس طرح نہیں کرتے لیکن ان کی بھی کلاسیں ہیں جو ایسے کرتے ہیں بعض تو لہذا منع نہیں کیا جا سکتا، بعض اس پہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ بند کریں اسے، اللہ کے ذکر کے کڑوڑوں طریقے ہیں، اربوں طریقے ہیں جتنی انسان کی سانسوں کی تعداد ہے اس سے زیادہ اللہ کے ذکر کے طریقے ہیں اس لئے آپ کسی بھی فرقے کو منع نہیں کر سکتے اور یہ جان لو کہ ہے مسلمان، کلمہ گو، محمد الرسول اللہﷺ کو ماننے والا، آخری نبی تسلیم کرنے والا، وہ کسی بھی انداز میں اللہ کو یاد کرے اسے منع نہیں کیا جا سکتا، اس پہ آپ اپنی کوئی سوچ کے مطابق پابندی نہیں لگا سکتے **(اللہ اکبر)**

اوراسی طرح یہ گفتگو آگے چلتی ہے اور یہ سارا گفتگو کا انداز وہی رہا جو عیسائیوں اور یہودیوں سے ہے تو پھر آیت نمبر ۱۲۳ کے اندر ایک گفتگو سامنے آتی ہے اس سے پہلے آیت نمبر ۱۲۰ کے اندر بھی میں چاہوں گا آپ سے گفتگو کی جائے۔

اللہ نے ارشاد فرمایا

آیت ۱۲۰

وَلَنْ تَرْضٰی عَنْکَ الْیَھُوْ دُ وَ لَا النَّصٰرٰی حَتّٰی تَتَّبِعَ مِلَّتَھُمْ ط

اے نبی ﷺ یہ یہودی اور عیسائی آپ سے ہرگز خوش نہ ہونگے یہاں تک کہ آپ ان کی پیروی کریں۔

لہذا اللہ نے ان کا پول کھول دیا کہ یہ آپ سے آکر سوال تو کرتے ہیں کہ یہ بھی ان سے سوال کرو، یہ بھی ان سے جواب مانگو اور یہ بھی ان سے سوال کریں تو یہ بھی دل میں خیال آئے جب آپ جواب دیں گے ان کا تو یہ آپ کے دین کو قبول کرلیں گے تو اللہ نے فرمایا ایسا نہیں ہوگا یہ اتنے ظالم لوگ ہیں، یہ چاہتے ہیں کہ آپ کو اپنے دین سے اُٹھا کے اپنے دین پہ لے آئیں اور ان کا کوئی مقصد نہیں ہے اور جو یہ آپ سے معجزات کا پوچھتے ہیں کہ کبھی یہ معجزہ دیکھاؤ، کبھی یہ معجزہ دیکھاؤ تو ان کا مقصد قبول ایمان ہرگز نہیں ہے، ایمان قبول کرنا نہیں ہے یہ صرف حجت بازیاں کررہے ہیں اور یہ پسند کرتے ہیں کہ آپ ان کے دین کو اپنالیں تو اللہ نے یہ بھی حکمت حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کردی کہ تمہیں یہ غلط فہمی ہو رہی ہے کہ تم ان کا جواب دے دو گے اس کے بعد یہ قبول کرلیں گے تو اس کو بعض بزرگوں نے بھی درج کیا ہے کہ بعض لوگ سوال کرتے ہیں اللہ والوں سے تو اس پہ دو قسم کی اصلاحات فرمائی گئی ہے اور باقاعدہ بزرگوں کو یہ بتایا گیا یہ سیکھایا گیا کہ لوگ جب آکے آپ سے سوال کرتے ہیں تو وہ دو قسم کے ہیں، ایک تو وہ ہے جو صرف مذاق اُڑانے کے لئے ہے اور آپ کو zitch کرنے کے لئے اور تنگ کرنے کے لئے سوال کررہا ہے اور ایک وہ ہے جو واقعی علم کا درک رکھتا ہے تو لہذا ایک صحیح عالم بانظر وہ ہوتا ہے جو ان دونوں میں فرق کرسکے، کیونکہ زندگی میں بہت سارے لوگ ملتے ہیں جو سوال پوچھتے ہیں تو دو قسم کے ہوں گے وہ، ایک وہ ہونگے جو مذاق اُڑانے کے لئے اور تنگ کرنے کے لئے ہوں گے بس، بحث برائے بحث، سوال پوچھتے ہیں ان کا اپنا ٹھیک ہونا کوئی مقصد نہیں ہوتا کہ میں ان سے کوئی علم لے لوں، ان سے کوئی بات پوچھ لوں، ان کو اس بات سے کوئی غرض نہیں ہو تی کہ یہ کیا جواب دیں گے بس تنگ کرنا مقصد ہوتا ہے اور دوسرا وہ ہے جو واقعی علم چاہتا ہے اپنی اصلاح چاہتا ہے وہ آپ سے پوچھتا ہے کہ میں کس طرح فلاں کام کروں تو اہلِ نظر ہونا ضروری ہے کہ آپ کو یہ پتہ چل جائے کہ فلاں شخص کیا نیت لے کر آپ سے سوال کررہا ہے، اگر کوئی اس طرح سے سوال کرتا ہے کہ اس کا انداز بے حجابانہ ہے، گستاخانہ ہے، چہرے پہ نہ رونق ہے، فخر وغرور ہے اور ہلکا سا ہنس بھی رہا ہے تو سمجھ لیں کہ بدتمیز جاہل اور یہ آپ کا وقت ضائع کررہا ہے اس کو کوئی جواب نہ دیا جائے۔

یہاں تک کہ بزرگوں نے لکھا کہ آپ کو پورا پتہ ہے کہ اس کا آخر تک جواب کیا بنتا ہے تو خاموشی اختیار کی جائے اور کہا جائے میں نہیں جانتا یا رکسی اور سے پوچھو، اب جو اہلِ نظر نہیں ہوتے ہیں اور وہ بندہ آپ کو ذرا سا چھیرتا ہے تو آپ اس سے پورا عالم دین بن کر سوال کرنے کی کوشش کرتے ہیں، میں اس کو پوری طرح سمجھاؤں گھر تک چھوڑ کے آؤں ،اس نے ٹھیک نہیں ہونا وہ آپ سے اس لئے سوال کررہا ہے کہ آپ کا وقت ضائع کرے، تو اہل نظر جو ہیں وہ اس بات کو سمجھتے ہیں لہذا ان کا دیکھ لیا جائے کہ یہ بندہ جو آپ سے سوال کررہا ہے وہ کس انداز میں کررہا ہے، بہت سارے لوگ آتے ہیں پوچھتے ہیں تو ہر ایک کو ہم جواب نہیں دیتے اور اسی طرح کوئی آتا ہے عاجزی ہے بڑی، جھکا ہوا ہے، دل بھی جھکا ہوا ہے، جسم بھی جھکا ہوا ہے، حضرت مسئلے میں پھنسا ہوا ہوں، لگ رہا ہے اللہ نے آپ کو علم دیا ہوا ہے مجھے بتائیں ذرا، اللہ رحمت کرے میں سمجھدار بننا چاہتا ہوں، مجھے علم دے دیں کہ میں ایسا کرلوں تو وہ سمجھدار آدمی ہے اس کو علم دے دیں اس کو بتائیں اس کو سمجھائیں اس کو آیات بھی بتائیں احادیث بھی بتائیں، پوری اپنی جان نچوڑ کے رکھ دیں ، یہ اس آیت کے اندر اشارہ موجود ہے کہ یہ آپ سے سوال تو کرتے ہیں، لیکن ان کا ٹھیک ہونے کا کوئی ارادہ نہیں ہے ان کو چھوڑ دیجئے۔ اس کے بعد ابراہیمؑ کا ذکر ہے جو آیت نمبر ۱۲۴ کے اندر ہے، اور اللہ بڑے خوب صورت انداز میں ذکر کرتا ہے ابراہیمؑ کا،

وَاِذِ ابۡتَلٰٓی اِبۡرٰھٖمَ

اور جب آزمایا گیا ابراہیمؑ کو کوئی تعارف پیش نہیں کیا، کوئی آپ کے لئے پہلے تھوڑی سی گراؤنڈ بنالوں، اسلئے کہ آپؑ وہ ہستی ہیں جن سے عرب کا بچہ بچہ واقف ہے، ابراہیمؑ سے بہت لوگ واقف ہیں اور ابراہیمؑ کی گفتگو ان کے مجموں میں ان کی شاعری میں ہر جگہ جہاں یہ چند لوگ آ کھٹے ہوتے ہر جگہ کی جاتی تو اس لئے کہ یہ ابراہیمؑ کو پہلے ہی جانتے تھے تو اللہ نے بڑے سادہ سے انداز میں ابراہیمؑ کا ذکر کیا کہ یاد کرو وہ وقت جب ابراہیمؑ کو ہم نے آزمایا تھا اور وہ پورے طور پہ اسے بجالائے، (اللہ اکبر)

اب یہ گفتگو جب ابراہیمؑ کی شروع ہوتی ہے تو آگے آپ کا پورا واقعہ موجود ہے جب آپ نے کعبہ کی تعمیر کی اور اس پہ میں آپکی پوری توجہ چاہوں گا اس پہ آپ کا پورا جسم کان بن جانا چاہئے کیونکہ یہ گفتگو بہت قیمتی ہے اور اس میں بڑی اہم باتیں موجود ہیں۔

ایک تو اس ساری گفتگو میں اللہ نے کعبے کا ذکر فرمایا کہ کعبے کی تعمیر ہوئی اور اس کے بعد انہوں نے دعائیں مانگی اللہ سے اور پھر اس پتھر کا بھی ذکر موجود ہے جسے اللہ نے مقام ابراہیم کہا اور اسے آقاﷺ کی خدمت کے لئے جائے نماز بنا دیا، وہ پتھر جس پہ ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کھڑے ہوتے تھے اس کو اللہ نے اتنا پسند کیا کہ اللہ نے اسے نبیﷺ کی امت کے لئے جائے نماز بنا دیا یعنی اس سے پتہ چلا کہ وہ چیزیں جن کا تعلق نیک لوگوں سے ہوتا ہے ان چیزوں کی قدر و قیمت ہوتی ہے جیسے اس گائے کا واقعہ بھی پیش کیا گیا اور آگے اس پتھر کا بھی اس طرح ذکر ہے کہ یہ بھی اس کی نسبت ابراہیمؑ کے قدموں سے ہے لہذا اللہ نے اسے قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے قبلہ بنایا ہے نماز پڑھنے کے لئے (اللہ اکبر) پھر ہماری ساری توجہ اگلی آیت میں داخل ہوتی ہے اور وہ ہے

آیت نمبر ۱۲۹ میں

اللہ نے ارشاد فرمایا

رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِيۡهِمۡ رَسُوۡ لاً مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡ ا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَ الۡحِكۡمَةَ وَ يُزَكِّيۡهِمۡ ط اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُO

ترجمہ:

اے ہمارے رب ان میں ایک برگزیدہ رسول بھیج دے جو انہی میں سے ہو اور جو انہیں تیری آیتیں پڑھ کے سنائے اور انہیں تیری کتاب سکھائے اور دانائی کی باتیں بھی سکھائے اور انہیں پاک اور صاف کر دے بے شک تو بہت زبردست اور بہت حکمت والا ہے۔

یہ ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کی وہ دعا ہے جو آپ نے کعبے کو جب مکمل فرمایا تھا اس کے بعد کی تھی یہ ذہن نشین رہے، کعبہ کی عمارت بننے کے بعد یہ دعا کی گئی کہ اے اللہ ان میں اپنا وہ رسول بھیج جو انہی میں سے ہو اور جو ان کو تیری آیتیں پڑھ کے سنائے اور کتاب اور حکمت سکھائے اور ساتھ انہیں پاک اور صاف بھی کرے یہ وہی دعا حضورﷺ کی بہت بڑی عظمت کی نشانی ہے اور آپ اندازہ لگائیں اس کائنات کا سب سے بڑا کام ہو رہا ہے کعبے کی تعمیر ہو رہی ہے اور کعبے کی تعمیر کے بعد اس کے بدلے میں اس کی مزدوری میں جو مانگا جا رہا ہے اب سمجھ آئے گا آپ کو جو حضرت امام احمد کا شعر

؎ حاجیوں آؤ شہنشاہ کا روزہ دیکھو کعبہ تو دیکھ چکے ہو کعبے کا کعبہ دیکھو

اب سمجھ آئے گی اس شعر کی کہ آپ دونوں مل کر کعبے کی دیواریں مکمل کر رہے ہیں چھت پڑ چکی ہے کعبہ مکمل ہو گیا ہے اب جو دعا مزدوری جو مانگ رہے ہیں وہ کوئی اور شے نہیں، کوئی نعمت نہیں بلکہ دعا کے اندر اللہ کے اس رسول کو مانگا جا رہا ہے جو اس کائنات کا تاجدار ہے یعنی **کعبے کی دعا آقاﷺ ہیں** حضورﷺ کعبے کی دعا ہیں، کعبے کی عمارت کو بنانے کے بعد جو دعا کی جاتی ہے وہ نبیﷺ کی آمد کی دعا ہے اس سے بڑی کیا عظمت بیان کی جائے۔

آقا ﷺ نے فرمایا

اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَة

دعا عبادت کا مغز ہے

یعنی کعبے کو بنانے کے بعد جو مغز تھا وہ محمد الرسول اللہ ﷺ ہیں، یعنی حضور کعبے کا مغز ہیں، حضور کعبے کا کعبہ ہیں تو اعلی حضرت نے اسی آیت کا ترجمہ کیا، اور اسی آیت کو فرمایا تو چونکہ وہ سوئی وہاں تک پہنچتی نہیں وہ محبت کا انداز بنتا نہیں اور اس محبت کی طرح سوچا نہیں جاتا، جب کعبے کی دیواریں مکمل کر لی ہیں تو مانگا گیا، آقا ﷺ کو مانگا گیا، حضور ﷺ کو مانگا گیا اور پھر تین ڈیوٹیاں جو اللہ نے لگائی اور پھر یہ بھی کہ قرآن پاک صرف اللہ کا کلام نہیں یہ جو گفتگو ہے یہ ان دونوں کی زبان سے نکل رہے تھے تو اللہ نے اسے قرآن کے سینے پہ لکھ دیا، یہ جبرائیلؑ نے نہیں بھیجا یہ کسی اور نے نہیں بھیجا، یہ ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کے الفاظ ہیں اللہ نے وہ الفاظ اُٹھائے اور قرآن کے سینے پہ درج کئے اس لئے کہ انہوں نے حضور ﷺ کو مانگا ہے تو اللہ نے اس کی عظمت کا اظہار اس طرح فرمایا کہ اسے قرآن میں درج کر دیا اب تین ڈیوٹیاں

(۱) آقا ﷺ قرآن پڑھائیں گے، وہ اللہ کا رسول ہوگا جو انہیں قرآن پڑھائے

(۲) اور پھر انہیں سکھائے بھی، پڑھائے بھی اور سکھائے بھی، **یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِک** اور آگے **وَ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰب** اور انہیں کتاب سکھائے، قرآن کے پیغامات پہ گفتگو کرے اور انہیں اس کی گہرائی بتائے، میرے احکامات اچھی طرح سمجھائے، کر کے دیکھائے، **وَ الْحِکْمَةَ** ، اور حکمت سکھائے،

(۳) وَ یُزَکِّیْھِم اور انہیں پاک اور صاف بھی کرے، یہاں گفتگو بڑی خوبصورت ہے،

پہلی ڈیوٹی قرآن پڑھانا ہے

دوسری ڈیوٹی قرآن سیکھانا ہے اور پھر حکمت سیکھانا ہے

حکمت جو ہے اس سے مراد کیا ہے؟

حکمت سے مراد آقا ﷺ کا اپنا عمل ہے، حضور ﷺ کی سنتیں ہیں، آقا ﷺ کا اُٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، گفتگو کا انداز، حضور ﷺ کے طریقے، حضور ﷺ کی شادی بیاہ کے طریقے، حضور ﷺ کا نکاح یعنی آقا ﷺ کے سارے انداز جو ہیں انہیں حکمت کہتے ہیں **اللہ نے اپنے نبی پہ قرآن بھی نازل کیا ہے اور اللہ نے اپنے نبی ﷺ پہ حکمت بھی نازل کی ہے، حکمت بھی نبی پہ** نازل کی ہے یعنی بہت ساری ایسی گفتگو ہے جو قرآن کا حصہ نہیں ہے اور حضور ﷺ نے اسے فرمایا ہے اور جبرائیلؑ سے بھی نہیں کی ہے وہ گفتگو لیکن وہ اللہ اور اس کے رسول کا ڈائریکٹ معاملہ ہے اسے حکمت کہتے ہیں، حضور ﷺ جیسے چاہتے حکمت فرماتے اللہ پاک کی guidance میں آپ کر دیتے تو اسے حکمت کہا جاتا ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ سنت کے بغیر اسے سمجھنا محال ہے، حکمت بھی سیکھائے اور قرآن بھی سیکھائے یعنی دونوں چیزیں سیکھائے جو لوگ حضور ﷺ کی سنت کو چھوڑ کے اللہ کے قرآن کو سمجھنا چاہتے ہیں وہ ایسا نہیں کر پائیں گے اس لئے حکمت اللہ کے رسول کی سنتوں کو کہتے ہیں

حضرت پیر کرم شاہ الازہریؒ ایک جملہ ارشاد فرمایا میں اسے پڑھتا ہوں، فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ **جیسے قرآن کی اطاعت فرض ہے اسی طرح صاحب قرآن کی سنت پہ عمل بھی فرض ہے** جیسے قرآن میں لکھا ہے کہ نماز فرض ہے اور سنت حضور ﷺ کی داڑھی ہے، اور کہا جائے کہ سنت ہی ہے نہ تو کیا کیا جائے، فرمایا جیسے قرآن کی اطاعت کی ہے اسی طرح صاحب قرآن کی سنت پہ عمل بھی فرض ہے (اللہ اکبر)

تو اللہ پاک نے غلط فہمی کا ازالہ کر دیا ہے اور اچھا یہ بھی مجھے بات سننے کو ملی ہے پچھلے دنوں، یہ جو آقا ﷺ کی داڑھی شریف ہے نا یہ آقا ﷺ کا ذاتی عمل ہے لہذا اس کا تعلق دین سے نہیں ہے ایسے بھی عجیب و غریب لوگ ہیں کہ یہ ذاتی عمل ہے آقا کا اس لئے ہمیں اس کو کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ آپ کا علاقائی عمل تھا چونکہ اس

علاقے میں سب نے داڑھی رکھی ہوئی تھی، ابوجہل نے بھی رکھی ہوئی تھی، ابولہب کی بھی تھی تو حضور نے بھی رکھ لی تو چونکہ علاقائی عمل تھا اس لئے ہمارے علاقے میں لوگ نہیں رکھتے ہیں تو ہم بھی نہیں رکھتے ہیں تو اس قرآن پاک کی آیت سے سبق سیکھنا چاہئے چاہے وہ علاقہ ہی تھا چاہے وہ ذاتی تھا، علاقائی ہو یا ذاتی ہو لیکن ہے وہ نبی کا طریقہ ہم اسے چھوڑ نہیں سکتے کیونکہ قرآن پاک میں یہ فرمایا گیا کہ اے نبی ہم نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم نے انہیں حکمت بھی سیکھانی ہے اور قرآن بھی سیکھانا ہے، یہاں پہ اپنی ذاتی رائے بنا کے اس پہ عمل نہیں کرتے اللہ ہمیں سمجھنے کی توفیق دے۔

اب اس کے بعد یہی حکم اولیائے نظام پہ آئے گا جو حضورﷺ کے تابعداری میں ہیں کہ ہم اس نبی کی تابعدار ہیں یا ہم پیر ہیں، ہم مرشد ہیں، ہم شیخ ہیں کیونکہ ہم اس نبی کی تابعداری میں ہیں ہمیں خلافت ملی ہے تو جناب اعلی یہ خلافت جو ہے یہ انہی تین چیزوں کا نام ہے، نبوت کی تین ذمہ داریاں ہیں اور اسی طرح ولائیت کی بھی یہی ذمہ داریاں اور اسی طرح شیخ اور پیر کی بھی یہی ذمہ داریاں ہیں کہ وہ اپنے مریدوں کو قرآن پرھائے، قرآن سیکھائے اور ان کو حکمت بھی سیکھائے اپنے عمل سے انہیں بھی سیکھائے اور آخر میں **یُزَکِّیۡهِم** انہیں پاک اور صاف بھی کردے، کیا پاک اور صاف سے مراد کپڑے صاف کرنا ہے، نہیں، خیالات پاک اور صاف کردے دل پاک کردے، دماغ پاک کردے، نظر پاک کردے، سوچ پاک کردے، نیت پاک کردے، ان کو سر سے پاؤں تک اللہ کا ولی بنادے **وَ یُزَکِّیۡهِم** یہ کام چھوڑ دیا پیروں نے، اب پیر صاحب نظرانے لے رہے ہیں موجیں کر رہے ہیں، آستانے چل رہے ہیں الا ماشاءاللہ ، یہ کام چھوڑ دیا ہے، ہمارے پاور ہاؤس بند ہو گئے ہیں، ہمارے پاور ہاؤس تھے یہ پیر خانے، یہ اللہ والوں کے آستانے ہمارے پاور ہاؤس تھے انہوں نے اپنا یہ فنکشن ہی چھوڑ دیا ہے، ان کے پاس جاؤ ان کو سب کچھ آتا ہے سوائے قرآن کے تو اب یہی ڈیوٹی بہت سے علماء نے اس آیت کی تفسیر کے اندر درج کیا کہ اب یہی ڈیوٹی اب امت کے شیوخ اور اساتذہ کی ہوگی، امت کے اساتذہ اور جوامت کے دین کے اساتذہ ہیں وہ اسی طرح اپنی ڈیوٹی سرانجام دیں گے تو ہی وہ اساتذہ کہلائیں گے ورنہ وہ برکتیں نہیں لے پائیں گے جو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ملنی چاہئے تھی، اکچھ نہیں ملے گا ور جو ڈیوٹی ہی نہیں کرے گا تو اسے مزدوری تو نہیں ملے گی بظاہر وہ کسی بھی مسند پہ بیٹھے ہوں کسی بھی بڑی کوٹھی کار پہ بیٹھے ہوں کہ میں بہت بڑے آستانے کا پیر ہوں ایسا کچھ بھی نہیں ہے اللہ پاک کو یہ چیزیں منظور نہیں ہیں

ہم کو تو میسر نہیں ہے مٹی کا دیا بھی — اور گھر پیر کا بجلی کے چراغوں سے ہے روشن

میراث میں آئی ہیں انہیں مسندِ ارشاد — چراغوں کے تسرخ میں ہیں عقابوں کے نشیمن

اتنے اتنے بڑے اللہ والے ہیں لیکن آگے ان کی اولادوں میں دیکھ لیں کیا حال ہے ، نہ کوئی نماز، نہ کوئی دین کی توفیق، نہ کوئی قرآن کے اوپر ریسرچ، نہ کوئی قرآن کا ایسا پڑھنا پڑھانا، نہ سمجھنا سمجھانا، یہ دین کی ایک شمع آپ لوگوں نے روشن کی ہوئی ہے یہ بہت بڑا کام کیا آپ لوگوں نے، بہت بڑا کام، آپ کو اندازہ نہیں کہ آپ کس جگہ پہ بیٹھے ہیں اور یہ کیا کام کر رہے ہیں آپ اور آپ کی کتنی نسلیں اس سے فیض یاب ہوں گی کتنا بڑا کام آپ لوگوں نے شروع کر دیا ہے یہ وہی ہے جو قرآن کہتا ہے کہ آپ سیکھاؤ حکمت کی تعلیم دو اور پاک اور صاف کرو (اللہ اکبر)

یہی گفتگو آگے چلتی ہے اور آگے چلتی ہے اور آخر میں ہماری گفتگو کا مرکز ایک آیت بنتی ہے جو آیت نمبر ۱۳۸ ہے جس میں اللہ نے ارشاد فرمایا

آیت ۱۳۸

صِبۡغَةَ اللّٰهِ وَ مَنۡ اَحۡسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبۡغَةً وَّ نَحۡنُ لَهٗ عٰبِدُوۡنَ O

یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب یہودیوں نے سوال کیا مسلمانوں سے کہ جب تم میں کوئی مسلمان ہوتا ہے تو اسے کیسے مسلمان کرتے ہو تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم اسے کلمہ پڑھاتے ہیں اللہ رسول کا کلمہ پڑھایا جاتا ہے، کہا نہیں تو ہم جب یہودی بناتے ہیں تو ہم پانی سے ایک رنگین پانی سے رنگتے ہیں اور اللہ کا رنگ چڑھاتے ہیں اسکو، کہا وہ کونسا پانی ہوتا ہے، کہا ہم پیلے پانی سے جو بھی بچہ پیدا ہوتا ہے اسے نہلا دیتے ہیں لہذا وہ یہودی بن جاتا ہے تو تم لوگ نہیں کوئی ایسا پانی چڑھاتے تو اللہ نے جواب دیا، اچھا سوال

نبی سے ہوتا اور جواب اللہ دے رہا ہے، کیا بات ہے، حضور کو بولنے نہیں دیا، پورے قرآن میں کئی بار تدبر کر چکا کہ کسی جگہ بھی آقا ﷺ کو اللہ نے جواب نہیں دینے دیا خود ہی آیت بھیج دی، نوحؑ سے کہا کہ خود ہی نمٹو عیسیٰؑ سے بھی کہا خود ہی بات کرو، یحییٰؑ سے بھی کہا کہ **خذ الکتاب بالقوی** اے یحییٰؑ اپنی کتاب کو خود پکڑ وقوت کے ساتھ، باقی نبیوں کو بھی کہا خود ہی کرو، آدمؑ کو بھی کہا خود ہی جواب دو، اور جب آقا ﷺ کی باری آئی تو کہا تو چپ رہ اب میں بولوں گا **لَاتَقُوْلُوْا رَاعِنَا** کوئی راعنا نہ کہے، **وَقُوْلُوْ انْظُرْنَا** یہ کہا کرو میرے نبی ﷺ کو کہ اے نبی ﷺ ہماری طرف نظر رحمت کریں (اللہ اکبر) تو یہاں بھی سوال مسلمانوں سے ہوا اللہ نے جواب دے دیا کہ ان سے یہ کہو **صِبْغَةَ اللّٰهِ** اللہ کا رنگ، تم رنگ کی بات کرتے ہو **وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً** اللہ کے رنگ سے بہتر کونسا رنگ ہے،

تو کہا ہم اللہ کا رنگ چڑھاتے ہیں، تم پیلا رنگ چڑھاتے ہو، ہم اپنے بندوں پہ اللہ کا رنگ چڑھاتے ہیں، مفسرین فرماتے ہیں اس سے مراد حضور ﷺ کی سنتیں ہیں، آقا ﷺ کا چہرہ، آقا ﷺ کی گفتگو، آقا ﷺ کے کپڑے، آقا ﷺ کی زندگی کے انداز، یہ اللہ کا رنگ ہے جو کبھی نہ پانی سے خراب ہوگا، نہ دھوپ سے خراب ہو، نہ وقت اسے خراب کرے گا، جو ہمیشہ لہلاتا رہے اور امت کے لئے ہمیشہ تعلیم بن کے چمکتا رہے جو حضور ﷺ کی سیرت کی گفتگو ہے یہ اللہ کے رنگ ہیں (اللہ اکبر)

اللہ پاک سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں ان تمام باتوں کو سمجھنے کی سعادت عطا فرمائے اور جو گفتگو کی ہے اس پہ عمل کی سعادت عطا فرمائے (آمین)

نیکیوں میں جلدی کرو

عالم القرآن کورس کی چھٹی کلاس میں آپ سب کوخوش آمدید ہے،آج ہماری گفتگوانشاءاللہ العزیز دوسرے پارے سے شروع ہوگی ، پہلا پارا ہم ختم کر چکے ہیں جس میں بہت سی خوبصورت باتیں ہم نے سمجھی اور بڑی اچھی گفتگو رہی ہے اورانشاءاللہ ہم اسی طرح آگے بڑھتے چلے جائیں گے اورآپ قرآن پاک کوسمجھنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں،آج ہماری گفتگو رکوع نمبر ۱۷ سے لیکر رکوع نمبر ۲۰ تک ہوگی ،سورۃ البقرہ کے رکوع نمبر ۱۷ سے رکوع نمبر ۲۰ تک آج ہمارا یہ سیشن ہے اورآج ہم جس پہ گفتگو کررہے ہیں، دوسرے پارے کا آغاز ہوتا ہے۔

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَاوَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِیْ کَانُوْ عَلَيْهَاط قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ ط يَهْدِی مَنْ يَّشَآءُ الٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍO

حضورﷺ کی یہ بڑی خاصیت ہے کہ آپ کواللہ پاک نے مالک اور مختار بنایا ہے اوراللہ پاک نے آقا کریمﷺ کی شان اقدس کو بے انتہا بیان فرمایا ہے اور حضورﷺ کی قدر ومنزلت قرآن کی بہت ساری آیات ہیں اور جوابھی ہم پڑھنے لگے ہیں

حضورﷺ جب مکہ شریف سے مدینہ شریف آتے ہیں تو آپ بیت المقدس کی طرف چہرہ کرکے نماز پڑھا کرتے تھے اور یہ بات حضورﷺ کے دل پہ کچھ گراں تھی کیونکہ بیت المقدس یہودیوں کا قبلہ تھا تولہذا آقاﷺ جو ہیں آپ کا یہ دل چاہتا تھا کہ ہمارا قبلہ کعبہ بن جائےلیکن چونکہ آقاﷺ خدا کی بارگاہ میں بڑے باادب ہیں آپ نے خودعرض نہیں کی ،دعانہیں کی ،بس دل میں ہی بار بارخیال آتا تھا کہ ہمارا قبلہ جو ہے بدل دیا جائے ،بیت المقدس سے کعبہ قبلہ بنے توایسا ہوگیا تو اس آیت میں جو آیت نمبر ۱۴۲ ہے جوابھی میں نے پڑھی ہے اس میں اللہ پاک نے ارشادفرمایا کہ

بہت سارے لوگ اس بات پہ اعتراض کریں گے کہ اے نبیﷺ ہم نے جو تمہاری وجہ سے قبلہ بدلا ہے تولوگ اعتراض کریں گے کہ یہ کیسا مذہب ہے کہ کبھی یہ کدھر منہ کرواتا ہے کبھی کدھر کرواتا ہے تواس حوالے سے اعتراض ہوں گے کیونکہ منافقین بھی تھے یہودی بھی تھے تو وہ یقیناًاعترض جریں گے تواے نبیﷺ آپ کو پہلے ہی خبردار کررہا ہوں اوروہ لوگ جو یہ سوچتے ہیں وہ بڑے ہی بیوقوف قسم کے لوگ ہیں فسادی قسم کے لوگ ہیں جو فضول میں انکار کرتے ہیں،اورآج بھی یہ سلسلہ جاری ہے اللہ والوں کے اوپر، نیک لوگوں کے اوپرلوگ مختلف قسم کے اعتراض کرتے رہتے ہیں اورادب واحترام کے حوالے سے لوگ گفتگو یہاں کرتے ہیں۔

تواللہ نے آیت نمبر ۱۴۲ کے اندر یہ بیان فرمایا کہ

اللہ ہی کا ہے مشرق بھی مغرب بھی ،جدھر بھی چہرہ میں کروادوں اصل میں مقصوداللہ ہی کی ذات ہے،تم خانہ کعبہ کی طرف چہرہ کرو،تم بیت المقدس کی طرف کرو مقصود تواللہ ہی کی ذات ہے۔

مثال

جب آپ سفر میں ہوتے ہیں تواس وقت آپ کا چہرہ کعبے سے بھی پھر جاتا ہے یعنی سفر کے اندرفقہاء نے یہ کہا کہ جب آپ سفر میں نماز پڑھ رہے ہیں تو پہلی بار یہ تسلی کرلیں کہ آپ کی گاڑی کا رخ کعبے کی طرف ہے یانہیں،اگراسی وقت یہ تصور ہوگیا ہے کہ کعبے کی طرف چہرہ پہلے سے ہی ہے توسمجھ لیں آپ نماز پڑھ سکتے ہیں جونہی نماز کا وقت ہوا آپ نماز شروع کردیں اب اس کے بعد ٹرین،بس کدھر کو مڑتی ہے اس چیز کا کوئی تعلق نہیں ہوگا آپ کی نماز درست ہوگی توبظاہر آپ کا چہرہ کعبے سے کئی بار پھرتا ہے تونماز درست ہو گی اس لئے کہ کعبہ مقصود نہیں ہے،مقصوداللہ کی ذات ہے،کعبہ صرف سمت ہے direction ہے تولہذا اللہ نے اس آیت میں واضح کردیا کہ اللہ ہی کا مشرق بھی ہے اورمغرب بھی ،ہم جدھر مرضی تمہارا چہرہ کروادیں، یہ جواعتراض کرنے والے ہیں یہ فضول قسم کے لوگ ہیں ان کا اعتراض کرنا بے معنی ہے اللہ جدھر چاہے منہ کروائے اوراس کے بعد امت محمدیہ ﷺ کی بہت بڑی خصوصیت جواگلی آیت میں پیش کی گئی جو کہ آیت نمبر ۱۴۳ ہے، آیت نمبر ۱۴۳ میں اللہ پاک نے امت محمدیہ کو امت وسط کہا ہے یعنی درمیانی امت،اس امت

میں کوئی بہت سختی نہیں رکھی گئی اور کوئی بہت نرمی بھی نہیں رکھی گئی، اس امت کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ یہ امت وسط ہے، ایک تو اس لئے بھی اس کو امت وسط کہا گیا ہے کیونکہ ہر چیز کا درمیانی حصہ زیادہ خوبصورت ہوتا ہے آپ دیکھیں انسان کی زندگی کے تین حصے ہیں، پہلے بچپن ہے، پھر جوانی ہے اور پھر بڑھاپہ ہے اس میں جوانی کو زیادہ اہمیت حاصل ہے، اور اسی طرح نمازیں پانچ ہیں جن میں درمیان والی نماز نمازِ عصر ہے نماز عصر کی فضیلت باقی نمازوں سے زیادہ ہے کیونکہ یہ درمیان میں آتی ہے تو اللہ پاک نے اس حوالے سے حضورﷺ کی امت کو امت وسط کہا ہے کہ یہ امت ایسی ہے کہ اس کی فضیلت تمام دنیا کی امتوں سے زیادہ ہے تو ایک اس کا یہ معنی ہے دوسرا اس آیت کے اندر اللہ پاک نے اس امت کی تعریف فرماتے ہوئے بیان فرمایا کہ ہم نے تمہارے اندر اعتدال رکھا ہے کوئی سختی نہیں کی ہے، اسلام سے زیادہ آسان مذہب دنیا میں نہ کبھی پہلے آیا تھا اور نہ کبھی بعد میں آ سکتا ہے، اسلام سب سے زیادہ آسان مذہب ہے اس میں اتنی آسانیاں ہیں کہ دیگر مذاہب کے مقابلے میں اگر دیکھا جائے تو دنیا میں جو لوگ آج اسلام قبول کر رہے ہیں تو اس کی تین بڑی وجوہات ہیں۔

☆سب سے پہلی وجہ قرآن پاک ہے، آقاﷺ کی یہ کتاب دنیا میں اسلام کو پھیلانے میں سب سے بڑی وجہ ہے اس کا ایک ایک لفظ وہی ہے جو حضورﷺ پہ نازل ہوا لہذا اس قرآن کا اثر لوگوں تک پہنچتا ہے۔

☆دوسرا جو اسلام کے پھیلنے کی وجہ ہے وہ آقاﷺ کی سیرت ہے، وہ حضورﷺ کی زندگی ہے جب لوگ حضورﷺ کی زندگی کو پڑھتے ہیں سمجھتے ہیں تو انہیں اسلام کی سچائی پہ یقین آ جاتا ہے۔

☆اور تیسرا اسلام کے پھیلنے میں سب سے بڑی وجہ ہے وہ اس کا آسان ہونا ہے، باقی مذاہب بہت مشکل ہیں ان کے اندر بڑی تنگیاں ہیں ، بڑی تکلیفیں ہیں، بڑی زبردست پابندیاں ہیں، ہم مسلمان ہیں اور ہمیں چونکہ دوسرے مذاہب کو پڑھنے کا چونکہ اتفاق نہیں ہوا لہذا ہم نہیں جانتے ہیں، میں تھوڑی سی جھلک آپ کے سامنے رکھتا ہوں تا کہ آپ کو سمجھ آ جائے۔

مثال

اگر صرف ہندوؤں کی مثال لی جائے تو ہندو ایسا مذہب ہے جس میں ناپاک رہنے والوں کو زیادہ بہتر سمجھا جاتا ہے جو جتنا زیادہ گندا ہوگا وہ ان میں اتنا زیادہ پاک اور بڑا سمجھا جاتا ہے ان کے اندر ایک لاکھ سے زیادہ خدا ہیں اور انسان کا ماتھا صرف ایک خدا کے آگے نہیں بلکہ لاکھوں خدا کیا گے جھکانا یہ ہنو مذہب جائز سمجھتا ہے اور اس کے پیروکار ایسا کرتے ہیں، ان کا یہ عقیدہ ہے کہ تم جب اپنی میت جو جلا دیتے ہو تو اس کے بعد یہ نرک میں سے نکل جاتی ہے اور ان کا بھگوان جو ہے ان سے راضی ہو جاتا ہے اس لئے وہ جسم کو جلا دیتے ہیں اور اس کی خاک کو دریائے جمنا میں بہا دیتے ہیں، ناخن بڑے کر لینا اور رقص جو ہے یہ ان کی عبادت ہے وہ اپنے بھگوان کو منانے کے لئے رقص کرتے ہیں، ستی کی رسم آج بھی موجود ہے کہ ان کا مذہب یہ کہتا ہے کہ جو عورت بیوہ ہوگئی ہے اب وہ زندگی بھر سفید کپڑے پہنے گی، ہمیشہ دکھ میں رہے گی، کوئی میک اپ کوئی خوشی کا اظہار نہیں کر سکتی اس لئے کہ وہ بیوہ ہے اس قدر گندہ ترین مذہب ہے دنیا کا کہ اس کی مثال کہیں بھی نہیں۔

عیسائیوں کو دیکھ لیں کہ ان میں یہ تصور پایا جاتا ہے کہ آپ اس وقت تک خدا کو نہیں پا سکتے جب تک آپ دنیا بالکل نہ چھوڑ دیں، دنیا چھوڑ دیں، بیوی بچوں کو چھوڑ دیں شادی نہ کریں، کاروبار چھوڑ دیں، جنگلوں میں چلے جائیں اور بس بند ہو جائیں ایک کمرے میں اللہ کو اسی طرح پایا جا سکتا ہے اور کوئی طریقہ نہیں، اور پھر ان کے اندر یہ تصور موجود ہے کہ عیسیٰؑ چونکہ ہمارے گناہوں کی سزا پا چکے ہیں آپ ہماری وجہ سے صلیب پہ چڑھے ہیں پھانسی آپ نے لے لی ہے لہذا ہم اب شراب پئیں، اب ہم زنا کریں، اب ہم سود کھائیں، اب ہم قتل کریں، اب ہم جو مرضی کریں ہمیں بخشے گئے ہیں کیونکہ عیسیٰؑ ہماری سزا پا چکے ہیں، کیسا باحیات قسم کا عقیدہ ہے۔

اب یہودیوں کی طرف آئیں تو عجیب وغریب مذہب ہے یہ لوگ اپنے مردوں کو جانوروں کے سپرد کر دیتے ہیں کہ دفن بھی نہیں کرنا اور ان کو جو ہے پانی کے اندر بھی نہیں ڈالنا اور انہیں جو ہے کسی اونچے درخت پہ رکھ دیا جائے اور پرندے آ کر کھا لیں، عبادات کے بہت عجیب طریقے ہیں، عبادت کرتے ہیں ایک مٹی کا بہت چھوٹا سا ٹیلہ ہوتا ہے اس کے اوپر سر رکھتے ہیں اور ان کے اندر بھی یہ تصور پایا جاتا ہے کہ ہم بخشی ہوئی قوم ہیں ہم اللہ کے لاڈلے ہیں اللہ نے ہمارے لئے من وسلوی اتارا تھا، بڑے انعام واکرام کئے تھے لہذا ہم بڑے اچھے لوگ ہیں، ساری دنیا کا قبضہ ایک دن ہمارے پاس آ جائے گا، اور ہم حکمرانی کریں گے۔

اسی طرح یہ تینوں مزاہب اوراسی طرح بدھ مت ہے، دنیا میں جتنے بھی مذاہب ہیں آپ تھوڑا سا ان کو study کریں آپ اپنے کانوں کو ہاتھ لگانے پر مجبور ہوجاتے ہیں اس قدر سخت مذہب، سب سے آسان ترین مذہب اور دین وہ دین اسلام ہے، دوسرے مذاہب میں اگر کوئی ناپاک ہوجاتا تھا اس کے جسم کا وہ ٹکڑا کھرچنا پڑتا تھا، کپڑا اگرناپاک ہوگیا ہے تو اس کا جلانا پڑتا تھا اس کو گاڑنا پڑتا تھا، آپ کسی حالت میں اگر آپ سے گناہ ہوگیا ہے تو آپ کے چہرے پہ لکھ دیا جاتا تھا کہ یہ فلاں گناہگار ہے تو اس قدر سخت مذاہب دنیا میں آئے، **اللہ نے بڑا اکرم فرمایا کہ تمام مذاہب میں سے جو آسان ترین مذہب تھا وہ اپنے سوہنے نبی ﷺ کو عطا فرمایا**

ہمارا مذہب اتنا آسان ہے کہ آپ اگر نماز کھڑے ہوکر نہیں پڑھ سکتے تو بیٹھ کر پڑھ لیں، بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتے تو لیٹ کر پڑھ لیں، لیٹ کر نہیں پڑھ سکتے تو آپ خیالات میں پڑھ لیں، آنکھوں سے پڑھ لیں آپ اشاروں سے پڑھ لیں، نماز ہوجائے گی بالفرض نہیں پڑھی گئی تو اگلی نماز کے ساتھ پڑھ لیں، ساری زندگی کی نمازیں آپ آکھٹی پڑھ سکتے ہیں اگر آپ نے توبہ کرلی ہے اور آپ کو پتہ چلا کہ ساری زندگی میں نے نماز نہیں پڑھی تو اکھٹی شروع کرلیں اللہ اگر توفیق دیتا ہے تو اسلام اجازت دیتا ہے اور روزہ دیکھ لیں، اسلام کی ساری عبادتیں آسانیوں سے بھری ہوئی ہیں، آپ مسافر ہیں تو آپ چھوڑ سکتے ہیں نماز، زیادہ گرمی لگی ہے تو روزہ توڑ دیں اپنی جان کو نقصان نہ پہنچائیں، بیماری ہوگئی ہے انجیکشن لگنا ہے خون لگوانا ہے تو روزہ توڑ دیں حاجی ہے بیمار ہوگیا ہے گھر آجائے کوئی بات نہیں، زکوۃ اگر تمہارے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں تو زکوۃ تم پر فرض ہی نہیں ہوئی، ہر لحاظ سے آسانی ہمارا مذہب یہ کہتا ہے کہ تم نے گھر سے باہر نکلنا ہے ہم تمہیں گھر کے اندر قید نہیں کرنا چاہتے، ہم تمہیں جنگلوں میں بھیجنا نہیں چاہتے، ہم تمہیں اپنا قرب دینا چاہتے ہیں اس کے لئے طریقہ وہی ہوگا جو محمد الرسول اللہ ﷺ کا طریقہ ہے، حضور ﷺ نے کبھی جنگلوں میں زندگی نہیں گزاری، حضور ﷺ کی ایک وقت میں گیارہ بیویاں حیات تھیں، بچیاں بھی تھیں آپ کے گیارہ نواسے نواسیاں بھی تھیں، آپ نے ۸۰ جنگیں لڑی ہیں، آپ نے جماعت بھی فرمائی ہے، آپ نے لوگوں کو قرآن بھی پڑھایا ہے، آنے دین کی تعلیم سیکھائی ہے ، آپ نے سب کچھ کیا ہے لیکن دنیا کو چھوڑا نہیں آپ نے لہذا بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ میں کمرے میں بند ہوجاؤں تو شاید یہ دین ہے، نماز پڑھوں دنیا کو چھوڑ دوتو کامیاب ہوجاؤ گے تو وہ جاہل ترین لوگ ہیں، اسلام اس کی تعلیم نہیں دیتا۔

آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا

لا رعبا نیت فی الاسلام

اسلام میں کوئی رعبانیت نہیں ہے

تم گھر کے اندر بھی رہوگے، بیوی بچے بھی پالوگے، اپنے بہن بھائیوں کی خدمت بھی کروگے، اپنے ماں باپ کے ساتھ بھی رہوگے، دکانداری بھی کروگے، جاب بھی کروگے ساتھ پانچ نمازیں بھی پڑھنی ہیں ساتھ روزے بھی رکھنے ہیں، حج کا موسم آیا تو حج کے قافلے کے ساتھ حج بھی کرنا ہے یہ سارا کچھ کروگے تو اللہ تمہیں مل جائے گا، قرآن کی آیت واضح ہے۔

قرآن میں اللہ نے ارشاد فرمایا

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِی یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

اے نبی ﷺ ان سے کہہ دو کہ جو اللہ سے محبت کرتا ہے وہ تیرے پیچھے چلے وہ تیرے پیچھے پیچھے چلے **فَاتَّبِعُوْنِی** میری پیروی کرو، میرے پیچھے چلو **یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ** اللہ تم سے پیار کرے گا۔

آپ اندازہ کریں کہ اس میں ایک بہت بڑا راز کھولا گیا ہے اللہ سے محبت کرنے والے یہ سمجھتے ہیں کہ شاید اللہ کسی کونے کھدرے میں مل جائے گا ہم چھوڑ کر ساری دنیا کسی جنگل میں چلے جاتے ہیں اور اندر کمرہ میں بند ہوجاتے ہیں اور نمازیں پڑھنی شروع کردیتے ہیں قرآن کی آیت یہ کہتی ہے کہ ایسے نہیں ملے گا **فَاتَّبِعُوْنِی** میری پیروی کرو، گھر

سے نکلو، باہر آؤ جہاں میں موجود ہوں وہاں بیٹھو، وہاں آ کر مجھے دیکھو، میرے ساتھ ساتھ چلنے کی کوشش کرو، میری بیٹیوں مجھے یہ بتاؤ کہ جب کوئی آ قاعلیہ کے پاس جاتا ہوگا صحابی تو کیا حضوعلیہ اکیلے بیٹھتے ہوں گے، نہیں نا، حضور کے ساتھ اور بھی لوگ ہوں گے مجلس ہو رہی ہوگی لوگ بیٹھے ہوں گے گفتگو ہو رہی ہوگی تو پتہ چلا کہ حضوعلیہ سے ملنے کی ترتیب مل رہی ہے تو اکیلے رہنے سے نہیں اللہ ملنا، اللہ ملنا ہے کسی کے پیچھے چل کے۔

جیسے قرآن پاک میں اللہ پاک نے ایک اور جگہ ارشاد فرمایا کہ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ اتَّقُو اللّٰہَ اے ایمان والوں اللہ سے ڈرو وَ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ اور نیک لوگوں کے ساتھ رہو

یہ ساتھ رہنے کے اندر پھر اشارہ ہے، نیڑا اللہ اللہ نہیں کرنی ہے، نیک لوگوں کے ساتھ سے مطلب ہے اُٹھو نکلو جا کر کسی ایسے شخص کے پاس بیٹھو جو اللہ کا ولی ہے، یعنی امت محمد یہ علیہ کے اندر اپنے اوپر سختی کرنا منع ہے آپ اپنے اوپر سختی نہیں کر سکتے۔

آ قاعلیہ مسجد نبوی شریف میں تھے تو کچھ صحابی گفتگو کر رہے تھے تو ایک صحابی نے کہا کہ میں اب کبھی بھی ساری زندگی کسی سے شادی نہیں کروں گا مجھے اللہ سے پیار ہو گیا ہے محبت ہو گئی ہے مجھے دین پسند آ گیا ہے میں اب کسی سے شادی نہیں کروں گا تا کہ نہ بیوی ہوں نہ بچے ہوں میں آرام سے نمازے پڑھ سکوں، آرم سے حضوعلیہ کے ساتھ رہوں اور مجھے کوئی تکلیف نہ آئے، دوسرے نے کہا ٹھیک ہے میں یوں کروں گا کہ میں ساری زندگی روزہ رکھوں گا میں کبھی افطار نہیں کروں گا میں ساری زندگی روزہ رکھوں گا تا کہ عبادت اچھی ہو سکے، تیسرے نے یہ کہا کہ میں ساری راتیں جاگ کر گزاروں گا عبادت کیا کروں گا راتوں کو جاگوں گا، نفل پڑھوں گا نماز پڑھوں تا کہ میں اور دین اور قرآن اور اللہ کی قربت لے سکوں، آ قاعلیہ نے یہ تینوں باتیں سن لی، حضوعلیہ قریب تشریف لائے چہرے پہ آپ کے ناگواری کے اثرات موجود ہیں فرمایا یہ تم تینوں نے کہا کہ ایک نے یہ کہا کہ وہ شادی نہیں کرے گا، ایک نے یہ کہا کہ وہ روزے رکھے گا ساری زندگی، ایک نے یہ کہا کہ وہ راتوں کو عبادت کرے گا، ارے میں تمہارے سامنے ہوں میں روزہ بھی رکھتا ہوں روزہ افطار بھی کرتا ہوں، میں شادیاں بھی کر رہا ہوں، میں راتوں کو جاگتا نہیں ہوں، میں راتوں کو سوتا بھی ہوں، ہم ارا دین مشکلات والا نہیں ہے ہمارا دین آسانیوں والا ہے اپنی زندگی آسان بناؤ خبر دار ابھی یہ وعدے توڑو، حضوعلیہ نے اسی وقت وہ وعدے تڑوائے، ہمارا دین بہت آسان ہے۔

یہ امت وسط اسی لئے کہا گیا ہے ہماری امت کو امت وسط اسی لئے کہا گیا ہے کہ ہمارے اندر اعتدال ہے، ہمیں اعتدال والی امت اللہ نے بنایا ہے، اور جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ساری رات نفل پڑھنا بڑا کمال ہے وہ لوگ یہ نہیں جانتے کہ آ قاعلیہ نے کبھی ساری رات نفل نہیں پڑھے حضوعلیہ کی سنت نفل پڑھنا نہیں ہے حضوعلیہ کی سنت مبارکہ رات کو سونا ہے، ہاں تہجد کے وقت اُٹھتے تھے اور اس وقت آپ نوافل پڑھتے تھے یہ آپ کی سنت ہے، اور اپنے آپ کو تنگ کرنے والے لوگ مشکلات میں ڈالنا اپنے آپ کو یہ منع ہے اسلام آپ کو اس سے منع کرتا ہے اسلام آپ کے لئے آسانی چاہتا ہے یہ ساری گفتگو اللہ نے فرمائی

اس کے بعد ایک آیت آتی ہے جو بڑی معرکۃ الاراء آیت ہے اور **اس کے اندر بڑی خوبصورت گفتگو ہے یہ ہے آیت نمبر ۱۴۴**

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْھِکَ فِي السَّمَآءِ ہم دیکھ رہے ہیں بار بار آپ کا منہ کرنا آسمانوں کی طرف فَلَنُوَ لِّیَنَّکَ قِبْلَةً تَرْ ضٰھَا فَوَلِّ وَجْھَکَ تو ہم پھیر دیں گے ضرور آپ کو اسی قبلے کی طرف جسے آپ پسند کرتے ہیں۔

حضوعلیہ کی شان کریمہ کا بہت بڑا اظہار، آپ کا جی یہ چاہتا تھا کہ ہمارا قبلہ بدل جائے تو اس آیت میں وہ ذکر موجود ہے حضوعلیہ اپنی نگاہ مبارک کو آسمان کی طرف اُٹھاتے تھے، نماز پڑھتے تھے اکثر ایسا ہوتا تھا جب آپ بیت المقدس کی طرف چہرہ کر کے نماز ادا کر رہے ہوتے تو آپ اپنا چہرہ مبارک آسمان کی طرف کرتے اور پھر نیچے کرتے، پھر تھوڑی دیر گزرتی تو آپ آسمان کی طرف کرتے، زبان سے کچھ نہیں فرمایا لیکن حضوعلیہ کی نگاہ مبارک جب اُٹھتی تھی تو اللہ نے حضوعلیہ کا یہ سر اُٹھانا اتنا پسند فرمایا کہ اس کو قرآن کے سینے پہ درج فرمایا کہ ہم دیکھ رہے ہیں آپ کا چہرہ آسمان کی طرف اُٹھا ہوا ہے، اب اس میں ایک جو ہے پیچھے ایک خوبصورت نقطہ ہے کہ ہم دیکھ رہے ہیں یہ جملہ جو ہے ماضی کا نہیں ہے یہ حال کا ہے اور جو عربی ہے اس میں حال اور مستقبل آ کھٹے ہوتے ہیں جو عربی کے سٹوڈنٹ ہیں وہ جانتے ہیں کہ مضارع کا صیغہ حال اور مستقبل دونوں کے لئے ہوتا

ہے، یعنی اللہ پاک دیکھ رہے ہیں جو کہا، ہم دیکھ رہے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ آج بھی اپنے نبی کا چہرہ دیکھ رہا ہے آج بھی اسی طرح ہے، یہ مستقبل میں بھی ہے کہ ہم دیکھ رہے ہیں اور دیکھتے رہیں گے آپ کے چہرے کو، اب جس نبی ﷺ کو چہرے کو اللہ ہر وقت دیکھ رہا ہو، جس کے اوپر ہر وقت اللہ کی نگاہ ہو کیا اس پہ جادو ہوسکتا ہے، کیا اس کے حوالے سے کوئی ایسی گفتگو کی جا سکتی ہے جس کے اوپر اللہ کی نظریں ہیں ہر وقت آپ کے سامنے قرآن کی آیات ہیں **قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ** پس ہم دیکھ رہے ہیں ہم تجھے ملاحظہ کر رہے ہیں (اللہ اکبر)

یہ وقت جب حضور ﷺ کے لئے قبلہ کو بدلا گیا یہ حضور ﷺ جامع مسجد بنو سلمہ میں ظہر کی نماز ادا فرما رہے تھے، ظہر کی نماز ادا ہو رہی تھی اور حضور ﷺ جماعت کروا رہے تھیا ور غالبا دوسری رکعت تھی جب آقا ﷺ پہ وحی نازل ہوتی ہے اور یہ آیت آتی ہے کہ ہم آپ کی مرضی کے مطابق بدلنے لگے ہیں قبلہ، آپ کا جدھر جی چاہتا ہے اب یہاں جملہ دیکھئیے گا، ہم ضرور پھیر دیں گے اس قبلے کو جسے آپ پسند کرتے ہیں، اللہ نے یہاں کعبے کا لفظ نہیں لگایا، کوئی لگظ نہیں کسی مقام کا ذکر نہیں کیا ہے، اللہ کو نبی کی پسند عزیز تھی نبی ﷺ کی پسند کہ اے نبی ﷺ تو جدھر راضی ہے تو چہرہ ادھر کر لے ہم ادھر ہی قبلہ پھیر دیں گے تو آقا ﷺ نے اسی حالت میں آپ نماز ادا کر رہے تھے تو جدھر آپ کا چہرہ تھا تو بیت المقدس ادھر تھا اور کعبہ بالکل پیچھے تھا تو حضور ﷺ وہاں سے چلے آپ نے ایک راؤنڈ لیا پیچھے صحابہ کھڑے ہیں ان کے پیچھے ایک اور قطار ہے اور پیچھے ایک اور قطار ہے، چوتھی قطار میں خواتین ہیں اور اس سے پیچھے بچے ہیں یہ ترتیب تھی تو حضور ﷺ نے راؤنڈ لگایا ہے اور پیچھے چلتے ہوئے ادھر پیچھے چہرہ کعبے کی طرف کیا، اب قربان جائیں صحابہ پہ (سبحان اللہ)

حضور ﷺ کے صحابہ ادب کی بے مثال نظیر ہیں آپ جیسا کوئی نہیں ہوسکتا، انہوں نے یہ نہیں کہا کہ کدھر جا رہے ہیں حضور، نماز نہیں توڑی کسی نے اسی ترتیب سے پہلی صف چلتی چلتی حضور کے پیچھے آ گئی، پھر دوسری آ گئی پھر تیسری آ گئی پھر خواتین آئی اور پھر بچے آئے اور وہ سارے کے سارے حضور کے پیچھے ادھر چہرہ کر کے کھڑے ہو گئے اسی ترتیب کے ساتھ، آپ اور میں اگر نماز میں چلیں تو ہماری نماز ٹوٹ جاتی ہے، نبی چلے تو نماز نہیں ٹوٹتی، نبی چلے تو نماز قائم رہتی ہے حضور ﷺ نے نماز کو توڑا نہیں تھا حضور ﷺ نے نماز کو جاری رکھا اور باقی رکعتیں آپ نے کعبے کی طرف چہرہ کر کے ادا کی اور ابھی یہ جماعت جب ہو رہی تھی تو کچھ صحابہ ابھی باہر سے آ رہے تھے تو انہوں نے جب یہ منظر دیکھا کہ کعبہ کی طرف چہرہ ہو گیا ہے تو دیگر ارد گرد کی مساجد تھیں آس پاس گلیوں میں آگے پیچھے وہ بھاگے اور باہر سے آواز دی کہ کعبے کی طرف منہ ہو گیا ہے آقا ﷺ کا، اب جہاں جہاں نماز ظہر ادا ہو رہی تھی کسی نے یہ نہیں پوچھا کہ اب جا کر پہلے تحقیق کر لیں جنہوں نے یہ سنا کہ حضور ﷺ کا چہرہ کعبے کی طرف ہو گیا انہوں نے اسی وقت بیت المقدس کو چھوڑا اور کعبے کی طرف منہ کر کے نماز شروع کر دی یہ صحابہ کا طریقہ ہے **(اللہ اکبر)**

آپ اندازہ کیجئے کہ جس نبی ﷺ کی اتنی عظمت ہو کہ مفسرین فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ اگر اس وقت کسی پتھر کی طرف بھی چہرہ کرتے تو وہ بھی کعبہ بن جاتا، یہ تو کعبے کی خوش قسمتی سمجھیں، ایک جملہ لکھا حضرت ملّا علی قاریؒ نے اللہ ساری رحمتیں آپ پہ نازل فرمائے، اللہ والوں نے بڑے خوبصورت جملے لکھے ہیں فرمایا یہ تو کعبے کی خوش نصیبی ہے کہ میرے محبوب کا چہرہ کعبے کی طرف ہو گیا، ورنہ اگر حضور ﷺ کا چہرہ کسی دیوار کی طرف ہو جاتا کسی پتھر کی طرف ہو جاتا تا اللہ اسے بھی کعبہ بنا دیتا **(اللہ اکبر)**

تو اسی طرح یہ گفتگو آگے چلتی ہے اور ایک آیت پہ آتی ہے جو ہے، **آیت ۱۴۶ کے اندر اللہ نے یہودیوں اور عیسائیوں کی ایک گفتگو سامنے رکھی ہے** ارشاد فرمایا کہ

اے نبی ﷺ جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ پہچانتے ہیں تمہیں جیسے وہ پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو، یعنی اے نبی یہ جو تمہارے سامنے مکر کر رہے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ مسلمانوں میں کوئی نبی آیا ہے ہم نہیں جانتے کہ مسلمانوں کا کوئی رسول موجود ہے یہ جھوٹ بول رہے ہیں انہیں اپنے بیٹوں کی خبر ہے کہ فلاں اتنی عمر کا ہے فلاں کی اتنی عمر ہے فلاں کا یہ نام ہے، جیسے ماں باپ اپنے بیٹوں کو یاد رکھتے ہیں اسی طرح یہ یہودی اور عیسائی تمہیں اچھی طرح جانتے ہیں کہ تم اللہ کے رسول ہو، یہ حقیقت آپ کے دور میں بھی تھی اور آج سے قیامت تک یہ حقیقت موجود رہے گی یہ عیسائی اور یہودی بہت اچھی طرح جانتے ہیں کہ مسلمانوں میں ایک محمد ﷺ ہے اور ان کا نام یہ ہے، وہ کہاں پیدا ہوئے، کیا زندگی تھی، کیا کیا کیا، اچھی طرح جانتے ہیں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کل کو اگر قیامت کے دن اللہ سوال کرے گا تو یہ کہیں گے کہ ہم تو تیرے نبی کے ساتھ رہے نہیں تھے ہم تو تیرے نبی کے بعد دنیا مین آئے ہیں تو ہمیں کیوں دوزخ میں پھینکتا ہے تو اللہ نے اچھی طرح واضح کر دیا کہ تو ایمان کیوں نہیں لایا، تو نے میرے نبی کا کلمہ کیوں نہیں پڑھا، اب تیری سزا دوزخ ہے لہذا یہ واضح کر دیا اس آیت میں کہ یہ اچھی طرح جانتے ہیں اور بیٹوں کو جانتے ہیں اے نبی تجھے پہچانتے ہیں **(اللہ اکبر)**

آگے ارشاد فرمایا اور اسی طرح یہ گفتگو آیت نمبر ۱۴۸ تک آتی ہے جس میں اللہ نے ارشاد فرمایا

فَاسْتَبِقُو الْخَيْرٰتِ نیکیوں میں آگے بڑھ جاؤ **ان دولفظوں کے اندر بہت بڑا پیغام ہے** جو اللہ دنیا کو دے رہا ہے، نیکیوں میں آگے بڑھو **فَاسْتَبِقُو الْخَيْرٰتِ** دیکھیں ہم سب مسلمان ہیں اور ہم نے اللہ کے رسول کا کلمہ بھی پڑھا ہوا ہے اور ہم پانچ نمازیں بھی جانتے ہیں، رمضان کے روزوں کی بھی خبر رکھتے ہیں ہم حج کے موسم کو بھی جانتے ہیں اور زکوۃ کا بھی ہمیں پتہ ہے اچھی طرح اسلام کو ہم سمجھتے ہیں لیکن قرآن نے یہ جو دعوی کر دیا ہے یہ جو بات کر دی ہے اس کے اوپر غور کرنا پڑے گا قرآن صرف اتنا ہی نہیں چاہتا ہم سے کہ تم پانچ نمازیں پڑھ کے سو جاؤ، تم رمضان کے روزوں کا انتظار کرو کہ سال بعد رمضان آئے گا تو روزے رکھوں گی، اسی طرح حج کے موسم کا بھی انتظار کرو کہ سال بعد حج آئے گا تو حج کی تیاری شروع کردو اسلام صرف یہ نہیں چاہتا، اسلام کہہ رہا ہے **فَاسْتَبِقُو الْخَيْرٰتِ** نیکیوں میں آگے بڑھو، آگے چلو اور کوشش کرو، اللہ اور کیا کریں پانچ نمازیں پڑھ تو لی ہیں، مولا اور کیا کریں رمضان کے روزے بھی رکھ لئے ہیں، یہ کافی نہیں ہے میری جنت کے بڑے بڑے محل ہیں میری جنت کے بڑے اعلی مقام ہیں

؎ ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں   ابھی عشق کے امتحان اور بھی ہیں

ابھی آگے چلو، اور سوچو اور آگے بڑھنے کی کوشش کرو، بہتر سے بہتر نیکی کرو، اگر پانچ نمازیں پڑھ رہے ہو تو اب ساتھ تہجد شروع کرو، اب ساتھ ذکر شروع کرو، اب ساتھ درود پاک شروع کرو، اب کوئی قرآن پاک کا درس بھی شروع کردو **فَاسْتَبِقُو الْخَيْرٰتِ** (اللہ اکبر)

اب اس آیت سے مفسرین اکرام نے بیعت کا ثبوت نکالا ہے اور فرمایا

جس طرح جب کسی اللہ والے سے نسبت ہوتی ہے تو لوگ کہتے ہیں کیا ضرورت ہے بیعت کی، کیا ضرورت ہے اللہ والوں کی ہمیں مل گیا نا قرآن ہمیں مل گیا نبی، ہمیں نبی نے بتا دیا کہ نمازیں پڑھو بس یہ ہی ہے سب کچھ تو وہ اس کے اوپر سن لیں کہ قرآن کہہ رہا ہے کہ تم نے نیکیوں میں آگے بڑھنا ہے اور اس کے لئے تمہیں ظاہر ہے کسی استاد کی ضرورت ہوتی ہے جب آپ آگے بڑھنا چاہتے ہیں تو پھر ٹریننگ لینی پڑتی ہے اور ٹریننگ لینے کے لئے کسی استاد کے پاس جانا پڑتا ہے اور اس کے پاس جا کر پھر آگے بڑھنا پڑتا ہے جو لوگ زندگی میں آگے بڑھتے ہیں ڈاکٹر، انجینیئر ز، پائلٹ اور جو جو مختلف شعبوں میں جاتے ہیں کیا وہ خود ہی پڑھ کے جاتے ہیں یا استاد سے پڑھ کے جاتے ہیں، استاد کے ساتھ جاتے ہیں تو قرآن کہہ رہا ہے آگے بڑھو، اگلے شعبوں میں آؤ، صرف نمازی نہ بنو ایسے نمازی بنو جنہیں دیکھ کر لوگ نمازی بنیں، صرف روزے دار نہ بنو ایسی روزے دار بنو کہ تمہارے روزے کو دیکھ کر لوگ روزے رکھیں۔

فَاسْتَبِقُو الْخَيْرٰتِ لہذا ثابت ہوا کہ آگے بڑھنے کے لئے ہمیں مدد کی ضرورت ہے، آگے بڑھنے کے لئے ہمیں کسی شیخ کی ضرورت ہے، آگے بڑھنے کے لئے ہمیں کسی اللہ والے کی ضرورت ہے، یقیناً **لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ** پڑھنے کے بعد دوازہ جنت کھل جاتا ہے آپ جنت میں داخل ہو جاتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن جنت کے اندر کلمے سے نہیں وہ اعمال سے، جس کے جتنے زیادہ بہترین اعمال ہوں گے وہ اتنی ہی بڑی جنت میں جائے گا اتنا فرق پڑے گا کہ جس نے ایک بار زبان سے لفظ اللہ زیادہ بولا ہے نوٹ کر لیں کہ جس نے ایک بار زبان سے لفظ اللہ زیادہ بولا ہے وہ بڑی جنت میں پہنچ جائے گا اور دوسرا چھوٹی میں رہ جائے گا اور اب وہ سر پٹکتا رہ جائے گا جنتی نیچے والا کہ مولا مجھے ایک بار دنیا میں بھیج دے تو مجھ پہ کرم کر چکا ہے میں تیرا جنتی ہوں تو میری دعا سن لے تو مجھے دنیا میں بھیج دے میں وہاں پہ لفظ اللہ ایک بار زیادہ بول کر واپس آجاؤں گا اور اپنے اس دوست کے پاس پہنچ جاؤں گا جو مجھ سے بڑی جنت میں ہے لیکن موقع نہیں ملے گا اللہ فرمائے گا اب ختم وہ سلسلہ wind up ہو گیا ہے اور دنیا لپیٹی جا چکی ہے اب جو جہاں ہے وہیں رہے گا، ملاقات کرنی ہے تو تھوڑی دیر کے لئے مل آؤ لیکن وہ نعمتیں جو وہ انجوئے کر رہا ہے وہ تجھے نہیں مل سکتی اس لئے کہ اس کی زبان سے ایک بار لفظ اللہ زیادہ بولا ہے تو یہ ہے **فَاسْتَبِقُو الْخَيْرٰتِ** جب آپ کسی رشتہ بیعت میں یا کسی اللہ والے کے ساتھ تعلق بناتے ہیں تو وہ آپ کو پانچ وقت کی نماز بھی پڑھاتے ہیں

وہ آپ کو روزے بھی رکھواتے ہیں وہ آپ کو حج بھی کرواتے ہیں وہ آپ کو زکوۃ بھی ادا کرواتے ہیں لیکن ساتھ وہ کہتے ہیں کہ رات کو اُٹھو درود پاک پڑھو ۳۰۰ بار، وہ کہتے ہیں کہ سارے دن میں ایک بار استغفار کی تسبیح ضرور پڑھنا، وہ کہتے ہیں ہر نماز کے بعد اللہ ھو کا ذکر کرو، یہ کیا ہے، یہ وہ ہے کہ جب جنت میں جاؤ گے اور اس وقت فرق پیدا ہوگا اور تم سر پٹک پٹک کے کہہ سکو گے کہ مولا مجھے بھی توفیق دے دے میں بھی جا کر کسی اللہ والے کا دامن پکڑ لوں لیکن اس وقت موقع نکل چکا ہونا، **فَاسۡتَبِقُو الۡخَيۡرٰتِ** ہاں جو کم گوش ہوتے ہیں جو چھوٹے ذہن کے لوگ ہوتے ہیں جن کا ذہن اور دماغ چھوٹا ہوتا ہے جو کہتے ہے نہیں شکر ہے اپنا ہی بڑا اے ساڈے واسطے ٹھیک پے وہ اسی پر رہیں یہ فرض نہیں ہے فرض نہیں لیکن علامہ نے اسی لئے کہا کہ

محبت مجھے ان جوانوں سے ہے ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

تو شاہین ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں پر

علامہ تو یہ چاہئے کہ اس قدر قیمتی ہے تو کوئی چھوٹی چیز ہے کہ تیرا تو روٹی پانی ہی پورا نہیں ہو رہا تو تو اللہ کا نائب ہے اور تو حالات کی مار کھا رہا ہے تو اللہ کا نائب ہے اور تیرے سے دو تین چار دن کی روٹی ہی تیرے سے پوری نہیں ہوتی، افسوس ہے تیری زندگی پہ،

ارے وہ بھی کوئی زندگی ہے غم کی ماری زندگی غربت کی تہہ میں بلبلاتی بیچاری زندگی

زندگانی کی حقیقت کو خندک دل سے پوچھ جو تو شے سنگ دراں ہے زندگی

غافل جسے سمجھا ہے اختتام زندگی ہے وہ صبح زندگی صبح دوام زندگی

زندگی آمد برائے بندگی زندگی بے بندگی شرمندگی

لہذا قرآن دو لفظوں سے اتنی بڑی تعلیم دے گیا کہ اگر کوئی سمجھے تو، نیکیوں میں آگے بڑھو، اپنے سے بڑھے کی طرف دیکھو، آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

دنیا کے معاملے میں دیکھنا ہو تو اپنے سے چھوٹے کو دیکھو اور اگر اللہ اور رسول کے بارے میں دیکھنا ہو تو اپنے سے بڑے کو دیکھو

دنیاوی معاملات میں دیکھنا ہو تو اپنے سے چھوٹے کو دیکھو کہ یا اللہ تیرا شکر ہے وہ بھی تو ہے نا جس کے پاس سائیکل بھی نہیں ہے اللہ تیرا شکر ہے، وہ بھی تو ہے نا جس کے پاس ایک وقت کی روٹی بھی نہیں ہے تو نے کرم کیا مجھ پہ رحمت کی تیرا بڑا رحمت اور کرم کا معاملہ ہے میرے ساتھ لیکن جب نیکیوں کو دیکھو تو پھر چھوٹوں کو نہ دیکھو پھر اپنے سے بڑے کو دیکھو، اچھا وہ بھی تو ہیں جو اللہ کے ولی ہیں وہ بھی تو ہیں جن کو آقا ﷺ کی راتوں کو زیارتیں ہوتی ہیں وہ بھی تو ہیں جن کو حضور ﷺ بڑا پیار فرماتے ہیں وہ بھی تو ہیں جن کی دعائیں قبول ہوتی ہیں، وہ بھی تو ہیں جو ابھی آج فجر اپنے گھر میں پڑھ رہے ہیں رات عشاء مسجد نبوی ﷺ میں پڑھتے ہیں وہ بھی تو ہیں جو جب ہاتھ اُٹھاتے ہیں تو فرشتے اس پہ آمین کہتے ہیں ان کی طرف دیکھو، یہاں معاملہ عجیب ہو گیا ہے دنیا کے معاملے میں ہم اپنے سے اوپر والے کو دیکھتے ہیں، او کوٹھی والا میری کیوں نہیں، وہ گاڑی والا میری کیوں نہیں ہے مارے گئے، وہ زیادہ پیسے والا، ہم ایسا کرتے ہیں جب کہ آخرت کے معاملے میں ایسا کرنا چاہئے، دیکھو جی لوگ نماز نہیں پڑھتے لوگ تو کچھ بھی نہیں کر رہے میں پھر ایک پڑھتی ہوں، یعنی اپنے سے نیچے کو دیکھ رہی ہے کیا جو اتنے غلط لوگ پھرتے ہیں دنیا میں وہ بھی تو زندہ ہیں نا یعنی اپنے سے نیچے کو دیکھ رہے ہیں حالانکہ تعلیم یہ تھی کہ دین کے معاملے میں اپنے سے اوپر والے کو دیکھیں اور دنیا کے معاملے میں اپنے سے نیچے والے کو دیکھیں آپ خوش رہیں گے اور آپ کی زندگی بڑی اچھی ہو جائے گی تو ان دو لفظوں میں بہت بڑا پیغام ہے

فَاسۡتَبِقُو الۡخَيۡرٰتِ نیکیوں میں آگے بڑھو

اسی طرح گفتگو آگے چلتی ہے اور آیت نمبر ۱۵۲ کے اندر آتی ہے اس میں اللہ پاک نے اصول بیان فرمایا

فَاذْكُرُونِيٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْالِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ O

تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا اور میرا شکرادا کرو

آیت ۱۵۲ کے اندر ایک جملہ اللہ نے ارشاد فرمایا

فَاذْكُرُونِيٓ اَذْكُرْكُمْ ترتیب ذرا دیکھئے گا اب آپ ماشاءاللہ سمجھدار ہو چکی ہیں اور آپ کے لئے قرآن کو سمجھنا آسان ہوتا چلا جا رہا ہے۔**فَاذْكُرُونِيٓ اَذْكُرْكُمْ** پہلے تم میرا ذکر کرو، اس کے بعد کیا ہوگا میں تمہارا ذکر کروں گا، ترتیب یہی ہے تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا، تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا، ترتیب دیکھیئے آپ اور ہم اس کو بھی اُلٹ کر دیتے ہیں ہم کہتے ہیں مولا پہلے تو میرے حالات ٹھیک کر پھر نماز پڑھوں گی، پہلے تو میری روزی روٹی کھول، اگر پیٹ میں کچھ نہیں تو پھر نماز تو نہیں پڑھی جاتی نا دیکھو جی گھر کے حالات ہی نہیں ٹھیک تو قرآن کون پڑھے، یہ مولوی صاحب تو پتہ نہیں بیوقوف ہیں یہ کہتے ہیں پڑھو، بھئی پیٹ میں کچھ ہوگا تو قرآن پڑھیں گے نا، تو وہ بیوقوف جاہل وہ قرآن کی اس ترتیب کو اُلٹ کر جاتے ہیں، اللہ کہہ رہا ہے **فَاذْكُرُونِيٓ** پہلے تم مجھے یاد کرو، میرا ذکر کرو، ذکر میں اللہ کے ذکر میں ہر اچھی چیز آ جاتی ہے، نماز آئے گی، تسبیح آئے گی درود آئے گا، اللہ کے ذکر میں اللہ کا ہر نام آئے گا، ہر وظیفہ آئے گا، اللہ کی دی ہوئی ہر عبادت آئے گی، شیخ کا دیا ہوا ہر وظیفہ آ جائے گا یہ سارا کچھ ہے۔**فَاذْكُرُونِيٓ** اور جونہی تم یہ کرو گے اب تمہیں انتظار کرنے کی ضرورت نہیں ہے میں بہت ہی calculated ہوں میں بہت تیزی سے حساب کرتا ہوں۔

اللہ نے قرآن میں آگے فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ اللہ بہت تیزی سے حساب کرتا ہے

سَرِيْعُ الْحِسَابِ تیزی سے حساب کرتا ہے، جونہی تم نے میرا ذکر کیا بس اسی وقت میں نے تمہارا ذکر شروع کر دیا، واضح حدیث موجود ہے

آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا بخاری شریف کی مستند حدیث

کہ تم مجھے اکیلے یاد کرو میں بھی تمہیں اکیلا یاد کروں گا تم مجھے دو لوگوں میں یاد کرو میں بھی تمہیں دو فرشتے بلا کر یاد کروں گا، تم پورے مجمے میں مجھے یاد کرو میں پوری فرشتوں کی جماعت بلا کر تمہیں یاد کروں گا تمہارا نام لوں گا۔

مثال

اگر کوئی نام لیتا ہے اللہ کا تو ایک اور حدیث میں فرمایا

اللہ نے کہ جب میرا بندہ ایک بار میرا نام لیتا ہے تو میں ستر بار اپنے بندے کا نام لیتا ہوں۔

یعنی اللہ کا نام لیا عمر صاحب نے تو اللہ نے ستر بار یا عمر، یا عمر، یا عمر کہتا ہے یعنی وہ اتنا کریم رب، وہ اتنا عظیم رب وہ اتنی محبت کرنے والا، کہ تو ایک بار نہیں لے سکتا اور وہ اس قدر کرم فرماتا ہے کہ وہ ستر بار تیرا نام لیتا ہے وہ بنی اسرائیل کا ایک شخص تھا حدیث شریف میں پورا اس کا واقعہ موجود ہے کہ وہ شخص کسی پتھر کے بت کو پوجتا تھا اس نیا ایک دن بت بنایا تو وہ بڑا پیارا بن گیا بڑا خوبصورت بن گیا تو اس نے بیچا ہی نہیں اسے رکھ لیا اور اس کے سامنے سجدے کرنے لگا اور اس کو اپنا خدا بنا لیا اور اس کو یہ کہنے لگا کہ۔ یا صنم، یا صنم، یا صنم، اے بت، اے بت اے بت، دل چاہتا ہے تجھ سے بات کروں تو مجھ سے بات کر لے تو وہ بت تھا وہ کیسے بولتا تو اسی طرح آقا ﷺ فرماتے ہیں کہ ۷۰ سال گزر گئے یا صنم یا صنم کہتے ہوئے یا صنم یا صنم یا صنم تو ایک دن یا صنم یا صنم یا صنم کہتے سوچکا تھا تو یا صمد منہ سے نکل گیا جو اللہ کا نامئہ نامی اسم گرامی ہے بے نیاز، اللہ الصمد ہے اللہ بے نیاز ہے اللہ کا

نام ہے تو اس کی زبان سے یا صمد نکلا آ قاﷺ فرماتے ہیں کائنات میں بھونچال پیدا ہو گیا اللہ نے جبرائیل کو بلایا کہ جا میرے بندے کی طرف اور اس سے جا کر پوچھ کہ رب خاضر ہے رب تجھے بلا رہا ہے تیری پکار سن چکا ہے جاؤ اس سے جا کر کہو تیرا رب خاضر ہے، جبرائیلؑ نے کہا مولا اس نے اپنے بت کو پکارا اس نے غلطی سے تیرا نام لے لیا اس کے منہ سے غلطی سے یا صمد نکلا ہے کہا اے جبرائیل غلطی سے ہی سہی لیکن اس نے میرا نام لیا تو ہے میں تو ضرور اس کا نام سنوں گا، ارے غلطی سے کوئی اس کا نام لے وہ تو اس کو بھی نہیں چھوڑتا (اللہ اکبر)

ہم عجیب لوگ ہیں ہم اس کے اوپر اپنا حکم چلانے کی کوشش کرتے ہیں ہم کہتےہیں نہیں پہلے تو میرے حالات بدل نہیں وہ کہتا ہے میں رب ہوں میں قادر ہوں ہر شے پہ، میں ہر شے پہ قدرت رکھنے والا ہوں تو ترتیب صحیح رکھ میں وعدہ کرتا ہوں تیرے حالات بدلوں گا

بزرگوں نے فرمایا کہ

اَذۡکُرۡکُمۡ اللہ ہمارا ذکر کرتا ہے اس سے ہمیں کیا فائدہ؟ اگر اللہ آسمانوں پہ اس وقت ہمارا ذکر کر رہا ہے ہمارے نام لئے جا رہے ہیں یقیناً لئے جا رہے ہیں آپ کا عقیدہ ہے نا کہ ہمارے نام لئے جا رہے ہیں کیونکہ ہم اللہ کے قرآن کے اوپر گفتگو کر رہے ہیں گفتگو ہو رہی ہے اور اوپر ہمارے نام، کیا فائدہ ہو رہا ہے، مجھے اس کا کیا فائدہ ہو رہا ہے کہ اللہ میرا نام لے، کیا فائدہ ہے فوز یہ کو کہ آسمانوں پہ اس کا نام لیا جائے، کیا فائدہ ہے کسی اور کو کہ اس کا نام لیا جائے نہیں، فائدہ یہ ہے کہ بزرگ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جب اللہ کسی کا نام آسمانوں پہ لیتا ہے تو اللہ وہاں پہ فرشتوں کے سامنے جب نام لیتا ہے تو ان فرشتوں کو جب بھیجتا ہے نا تو کہتا ہے جاؤ دنیا میں چلے جاؤ اور جہاں جہاں وہ بندہ جاتا آتا پھرتا ہے وہاں جا کے اس کی مشکلیں آسان کرنا شروع کر دو، اس کے لئے عزتوں کے مینار عطا کرو، اس کو رزق پہنچاؤ، اس کی بیماریاں دور کرو، کوئی بھی ایسا دکھ اس کے قریب نہ آنے دو جو اس کا برا چاہتا ہے، فرشتے جانے لگتے ہیں اللہ پھر بلا لیتا ہے اور فرماتا ہے کہ اچھا یہ تو کرو لیکن اب جا کر ایک اور کام کرو کہ جو لوگ اس کے ارد گرد رہتے ہیں اس کے محلے میں جہاں یہ کام کرتا ہے وہاں، جہاں یہ آتا جاتا ہے چونکہ یہ میری وہ شرط پوری کر رہا ہے۔

فَاذۡکُرُوۡنِیۡۤ میرا ذکر کر رہا ہے میرا نام لے رہا ہے لہذا جاؤ اور ان کے دوں سے اس کی نفرت نکال کر اس کی محبت بھرنا شروع کر دو، لہذا سمجھ لو میری بات سمجھ لو کہ اگر کوئی آپ سے نفرت کر رہا ہے نا تو سمجھ لیں کہ آپ اللہ کو یاد نہیں کرتے ورنہ اللہ پاک دل میں ڈال دیتا ہے پیار ڈالتا ہے محبت ڈالتا ہے، لہذا اس کو برا نہ کہو بلکہ اپنے گریبان میں جھانکو یہ محبت تو اللہ پاک کے کنٹرول میں ہے وہ جب چاہے تو کسی کو تمہاری محبت میں لگا دے وہ جب چاہے ،اور اسی طرح فرشتے جانے لگتے ہیں تو اللہ دوبارہ بلا لیتا ہے فرماتا ہے فرشتوں ٹھہر جاؤ، مولا دوسری دفعہ بلا لیا اب کیا حکم ہے، فرمایا اب یہ حکم ہے کہ دیکھو اس کی جا کر پریشانیاں، دکھ، تکلیفیں دور کرو اور دوسرا یہ کہ لوگوں کے دل میں اس کی محبت ڈالو، مولا کر دیا ڈال دی ،فرمایا اب کرنا یوں ہے کہ تم سارے کے سارے جتنے کائنات میں رہتے ہو سب جتنے بھی ہو وہ سب اس سے محبت کریں اور ان کو یہ بتا دیں یہ اطلاع پہنچا دی جائے کہ اللہ بھی ان سے محبت کرتا ہے حد ہو گئی حد ہو گئی اتنا بڑا بدلہ اللہ کو یاد کرنے کا اتنا بڑا بدلہ، اتنا بڑا اجر، اچھا مولا یہ زندگی تک ہی ہے۔

فَاذۡکُرُوۡنِیۡۤ تو وہ زندگی میں ذکر کر گیا تیرا تیرا نام لے لیا تیرے ذکر کی محفلوں میں بیٹھا رہا قرآن پاک پڑھتا اور پڑھاتا رہا، سمجھاتا رہا اس نے بڑی محنت کی سب کچھ ہو گیا مولا مر گیا، کہا اس نے ۹۰، سوسال جتنی بھی عمر تھی اس کی اس نے میرا ذکر کیا ہے لیکن آگے جو شرط ہے نا وہ ڈیوٹی میری ہے **اَذۡکُرۡکُمۡ** میں اس کا ذکر کروں گا، بندے تو نے تو نویں سال بعد ذکر بند کیا موت آ گیا فوت ہو گیا میری کبھی بھی موت نہیں آئے گی میں قیامت تک بلکہ قیامت کے بعد تک بھی تیرا ذکر کرتا چلا جاؤں گا میں کبھی تجھے نہیں بھولوں گا، داتا صاحبؒ کی قبر دیکھ لیں میں بھولنے نہیں دوں گا دنیا کو بھی، میرا ایک بندہ آیا تھا دنیا میں اس نے قرآن پڑھا اور پڑھایا لوگوں کے لئے اس نے محنت کی تھی میں اس کی ایسی دنیا کے اندر اس کی عزت کا معاملہ بناؤں گا کہ لوگ آ آ کے اس کی قبر پہ دعائیں مانگیں گے، غوث اعظمؒ کو دیکھ لیں، معین الدین چشتی اجمیریؒ کو دیکھ لیں یہ سارے اللہ والے اپنی زندگی میں چند سو سال جتنے بھی تھے وہ کر کے چلے گئے اب کون کر رہا ہے اب اللہ کر رہا ہے۔

اَذۡکُرۡکُمۡ میں تمہارا ذکر کروں گا یعنی مخلوق کو تمہارے ذکر پہ لگا دوں گا مخلوق تجھے یاد کرے گی، ایک اور اشارہ دیا ہے کہ **اَذۡکُرۡکُمۡ** تم میرا ذکر کرو، تھوڑا کرو گے تو میں بھی تھوڑا

سایاد کرلوں گا، زیادہ کروگے تو میں بھی زیادہ کروں گا، بہت زیادہ کروگے تو میں بھی بہت زیادہ کروں گا، شدت سے کروگے تو میں بھی شدت سے کروں گا، تم کسی دکھ پریشانی مصیبت کونہیں دیکھوگے تو میں بھی دنیا کی کسی پریشانی مصیبت کونہیں دیکھوں گا، تم میرے لئے اپنی ہر شے تج دوگے میں بھی ساری دنیا کو تمہاری ڈیوٹی پہ لگا دوں گا جتنا تم کرتے جاؤ گے اتنا میں کرتا جوؤں گا، سادی سی گفتگو (اللہ اکبر)

لہذا اس ترتیب کو اسی طرح رکھنا چاہئے اور اس کو خراب نہیں کرنا چاہئے اللہ پاک نے اصول جو درج کیا ہے قرآن کے سینے میں وہ ہمیشہ یہی رہے گا ہمیں پہلے اس سے یاد کرنا ہے اس کے بعد وہ ہمیں یاد کرے گا ہمیں پہلے اسے راضی کرنا ہے اس کی نماز پڑھنی ہے گناہوں کو چھوڑ نا ہے ماں باپ کو راضی رکھنا ہے گناہوں کو چھوڑ نا ہے اس کے جتنے حکم ہیں ان پہ عمل کرنا ہے اس کے بعد اس کی ڈیوٹی شروع ہو جائے گی ہم عجیب لوگ ہیں ہاں پہلے اس کی ڈیوٹی اس کے اوپر حاکم بننے کی کوشش کرتے ہیں ہماری دعاوؤں کا انداز وہ ہی ہوتا ہے کہ پہلے یہ کردے، یہ انداز نہیں ہونا چاہئے یہ انداز غلط ہے اے اللہ یہ کردے، بھئی کیوں کرے وہ خدا ہے وہ تیرے ماتخت نہیں ہے اس کی بہت بڑی عظمت ہے وہ کبریائی کی چادر والا ہے عظمت کی چادر اس نے پہنی ہوئی ہے وہ بہت بڑا ہے کیا اسے ایسے کہا جا سکتا ہے کہ ایسے کردے، نہیں، تم ایسے کام کرو کہ وہ خود ہی کردے بلکہ تم ایسے کاموں میں لگ جاؤ کہ وہ خود ہی کردے (اللہ اکبر)

تو یہ اشارہ اس آیت میں موجود ہے اگلی آیت میں اللہ نے ارشاد فرمایا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْ اسْتَعِيْنُوْا بِالصُّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ط

جب بھی تم پہ کوئی مصیبت آئے تو میری مدد طلب کرو صبر کرکے اور نماز پڑھ کے

آقا ﷺ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ جب بھی آپ پہ کوئی پریشانی آتی تھی تو حضور نماز پڑھتے اور متوجہ ہو جاتے اور فوراً دو نفل نیت کرتے قرآن نے اس آیت میں واضح کردیا کہ جب بھی تمہیں میری مدد کی ضرورت پڑے، جیسے دیکھیں نا آپ دنیا میں ناظم سے مدد لینا چاہتے ہیں تو نائب ناظم صاحب کو فون کرکے رابطہ کرتے ہیں، اور اگر دنیا میں کسی وزیر سے مدد لینا چاہتے ہیں تو وزیر کا سیکرٹری ڈھونڈ واس سے ملو، ہم کسی عہدیدار کی مدد چاہتے ہیں کسی تھانے دار کی مدد چاہتے ہیں تو اس کا ریفرنس ڈھونڈتے ہیں تو پھر اس تک پہنچتے ہیں تو اللہ نے واضح کردیا کہ اگر میری مدد چاہتے ہو تو صرف دو رکعت نماز شروع کردو مدد ہو جائے گی، سارے ناک کی لکیریں نکال کے جب ہر طرف سے ٹُٹ مار کھا کے مایوس ہو جاتے ہیں پھر یاد آتا ہے او حضرت صاحب کے پاس بھی جانا تھا اب جا کے ان سے بھی کوئی وظیفہ پوچھ لوں تو بیوقوفا پہلے ہی آ جاتا لیکن بیٹو دنیا بہت کم ہے یہ چھوٹی سی دنیا ہے اور اس میں اللہ نے ہمیں اپنی طرف لے ہی آنا ہے

آج میں جمعے میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ نے واضح کردیا یہ ابھی قرآن کی آیت آپ نے پڑھی۔۔ فاذکرونی واذکروکم۔۔ تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا تو ایک جگہ اس نے یہ کہہ دیا کہ جو بھی میرا ذکر کرے گا میں اس کے دل کو سکون دوں گا۔

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

میرے ذکر میں آجاؤ میں تمہارے دلوں کو سکون دوں گا، یہ ہے اس کا سافٹ انداز محبت سیوہ آپ کو بلا رہا ہے اپنی طرف، محبت سے بلا رہا ہے آجاؤ دلوں کا سکون ملے گا آجاؤ میں تمہیں یاد کروں گا، میری نماز میں آجاؤ یہاں بھی کہا جا رہا ہے کہ میری مدد آجائے گی میری نماز شروع کردو سافٹ طریقے سے بلا رہا ہے لیکن جب کوئی نہیں آتا تو قرآن انداز بدلتا ہے اللہ انداز بدلتا ہے پھر کہتا ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْ اسْتَعِيْنُوْا بِالصُّبْرِ وَالصَّلٰوةِ

تم نہیں آئے میرے پاس اب میں تمہارا جینا حرام کرنے لگا ہوں، اب تیری روٹی پانی تنگ کروں گا اب تیرے اوپر مصیبتوں کے انبار پھینکوں گا، آنا تو تجھے میرے پاس ہے تو خوشی اور ناخوشی دونوں میں جانا کس کے پاس ہے، اللہ کے پاس، خوشی میں بھی اسی کے پاس جانا ہے اور غم میں بھی اسی کے پاس جانا ہے تو یہ بہتر نہیں کہ بندہ خوشی میں چلا جائے، ماریں

کھا کراور سارے زمانے کی گرد اپنے سر پہ ڈال کراور بے عزتیوں کے انبار سر پہ رکھ کے جانا تو پھر بھی اللہ ہی کے پاس ہے تو بہتر نہیں کہ بندہ صحیح طریقے سے اللہ کے پاس چلا جائے ، لےلتو اس نے آنا ہے اس کے پاس چھڑیاں سوٹیاں بہت زیادہ ہیں جن کے ذریعے وہ تمہاری ہر شے سیدھی کر سکتا ہے ایک سیکنڈ میں، ارے جو سانس لے رہے ہو یہ سانس جس رستے سے گزرتا ہے اس رستے کے آگے صرف پانی یا کوئی رکاوٹ رکھ دے تو جان نکل جائے ایک سیکنڈ میں اور یہ سانس جب باہر نکالتے ہو تو یہ تمہارے اس رستے کے اندر پھر کوئی چیز رکھ دے تو جان نکل جائے تو بہتر یہ ہے کہ بندہ پیار سے مان جائے اور محبت سے اس کی طرف لگا رہے اور اپنے معاملات میں اپنی اس روٹین میں اللہ کے ذکر کو شامل کر یکل میں عرض کر رہا تھا ایک دوست سے تو وہ کہتا کہ آپ بار بار مجھے دعوت دیتے ہیں آپ کہتے ہیں کہ قرآن کے درس میں آئیں لیکچر میں آ کر بیٹھیں میں آ نہیں پاتا، میں نے کہا جی آپ نہیں آتے ہیں کیونکہ آپ نے قرآن کے لیکچر کو اللہ کے ذکر کو اپنی روٹین میں رکھا ہی نہیں ہوا آپ نے اسے روٹین سے باہر رکھا ہوا ہے کہ جب جی چاہا چلا جاؤں گا ابھی تو میں موج کر رہا ہوں، میں کوئی مارکُٹ دیکھوں گا تو ضرور جاؤں گا اللہ کے پاس ایسے نہیں ہونا چاہئے انسان کو اپنی روٹین میں ذکر کو رکھنا چاہئے اور یہ خود کرنا پڑتا ہے، میں نے کہا آپ صبح واک پہ گئے تھے آپ صبح جاب پر گئے تھے کہتے ہاں گیا تھا، میں نے کہا گھر گئے کہتے ہاں گیا میں نے کہا ناشتہ کیا کہتے ہاں کیا تھا، کیوں یہ سارا کچھ کیوں ہے کیونکہ آپ کی روٹین میں یہ سب شامل ہے اللہ کا ذکر آپ کی روٹین میں نہیں ہے اور اس کو کبھی routine vise کیا ہی نہیں لہذا اللہ کا ذکر بھی نہیں تو اس لئے یہ کہ انسان اللہ کی بارگاہ میں محبت سے ہی چلا جائے ورنہ اس کے پاس بھیجنے کے بڑے طریقے ہیں

آگے آیت نمبر ۱۵۴ کے اندر اللہ نے بہت بڑی حقیقت کھول دی

وَ لَاتَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ O

اور انہیں جو میری راہ میں قتل کئے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تم سمجھ نہیں سکتے۔

جو میری راہ میں قتل کیے جائیں انہیں تم مردہ نہ کہو وہ زندہ ہیں مگر تم سمجھ نہیں سکتے، آگے قرآن نے کہا کہ یہ خیال بھی نہ کرو۔۔۔۔اور کسی ایسے میرے بندے کے بارے میں خیال بھی نہ کرنا کہ وہ مردہ ہے جو میرے رستے میں قتل ہوا، یہ اس وقت آیت نازل ہوئی جب میدان بدر میں بہت سارے مسلمان شہید ہو گئے اور میدان بدر میں بہت سارے مسلمان شہید ہوئے اس وقت لوگوں نے کہنا شروع کر دیا ہائے فلاں فوت ہو گیا اگر زندہ رہتا تو اتنا مزہ کرتا ہائے فلاں ہمارا شہید ہو گیا مر گیا اس کے بیوی بچے کیا کر رہے ہوں گے مصیبتیں پریشانیاں ہیں اس کے اوپر تو لہذا اس کے لئے اللہ نے اس آیت کا نزول کیا کہ جو میرے ان بندوں کے بارے میں یہ سوچتے ہیں جو میرے رستے میں قتل ہوئے ہیں وہ مر چکے ہیں، قرآن کی نس نس اس بات کی گ واہ ہے کہ وہ زندہ ہیں اپنی قبروں کے اندر، شہید زندہ ہے تو اللہ نے آیت نازل فرما کے مردہ کہنے سے منع فرما دیا اور یہ حقیقت موجود ہے

اس ضیاء القرآن کے اندر لکھا ہوا ہے کہ جنگ احد کے چالیس سال بعد حضرت امر بن جموعؓ اور حضرت عبداللہ بن جبیلؓ کی قبر سیلاب کی وجہ سے کھل گئی تو ان کے جسم یوں تر و تازہ اور شگفتہ پائے گئے جیسے انہیں کل ہی دفن کیا گیا تھا۔اسی طرح موتہ کے اندر واقعہ موجود ہے کہ جب دریائے دجلہ حضرت عبداللہ بن جابر اور دیگر شہداء کی قبروں کے بالکل نزدیک پہنچ گیا تو حکومت عراق نے ان شہداء کی لاشوں کو حضرت سلمان فارسی کے مزار کے جوار میں منتقل کرنا چاہا تو ان مزارات کی قبریں کھودی گئی تو تیرہ صدیاں گزرنے کے بعد بھی ان کے جسم صحیح سلامت پائے گئے تو اس طرح کے اور بھی واقعات تاریخ میں موجود ہیں کہ جو شہداء تھے ان کے جسم اقدس آج بھی اسی طرح زندہ سلامت ہیں اب اس سے ایک اور بات ثابت ہوتی ہے جو قرآن کی یہ گفتگو آپ کے سامنے پیش کی گئی کہ شہید کبھی بھی نہیں مرتا، شہید کی خاص زندگی ہے اور اللہ پاک اسے ہمیشہ قائم و دائم رکھتا ہے گو ہمیں اس کا شعور نہ ہو، ہمیں اس بات کا شعور نہیں ہے قرآن نے اس کا بھی اظہار کر دیا ہے **وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ** تمہیں شعور نہیں ہے لیکن ہم نے انہیں ایک نئی زندگی عطا کی ہے اب اس سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ شہید جو ہے وہ **حضور ﷺ کی حدیث کے بعد شہید ہوتا ہے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ**

میری امت میں دو قسم کے شہید ہیں حضور ﷺ کی اس حدیث سے جو میں ابھی پڑھنے لگا ہوں فرمایا میری امت میں شہید دو قسم کے ہیں۔

☆ایک وہ ہیں جنہیں حقیقی شہادت ملی یعنی وہ میدان جنگ میں کفار کے ساتھ اسلام کی حفاظت کرتے ہوئے لوگوں کی حفاظت کرتے ہوئے اپنی جان قربان کر گئے وہ ہیں حقیقی

شہیدانہیں گولی تلوار سے شہید ہوجاتے ہیں فرمایا وہ شہید جواس طرح کے ہیں ان کا خون کا قطرہ زمین پہ نہیں گرتا کہ اللہ پہلے ہی ان کی روح کو جنت میں پہنچادیتا ہے وہ جنت میں پہنچ جاتے ہیں ان کا کوئی حساب نہیں ہوتا، اور فرمایا

☆دوسرے میری امت کے اندر شہید وہ ہیں جو خفیہ شہادت پاتے ہیں، فرمایا حضور وہ کون ہیں، فرمایا میری امت میں وہ بھی شہید ہے جو پانی میں ڈوب کے شہید ہوا، میری امت میں وہ بھی شہید ہے جو پیٹ کی بیماری سے دنیا سے گیا، گلے سے لے کر پیٹ تک جسم کے اس حصے میں کسی بھی جگہ تک کوئی بیماری آئی اور وہ دنیا سے رخصت ہوگیا تو آقاﷺ نے فرمایا کہ وہ شہید ہے۔

☆تیسرا وہ ہے جس کے اوپر کوئی چھت آگری اور وہ اس سے دب کر دنیا سے چلا گیا فرمایا میری امت میں وہ بھی شہید ہے یہ تینوں شہید حضورﷺ نے اپنی حدیث میں بیان کیے ہیں اور ان کا سب کا ایک جیسا معاملہ ہے اور انہیں اللہ بغیر حساب کے بخش دیتا ہے اور یہ زندہ ہیں اپنی قبروں میں آپ اندازہ کیجئے کہ جس نبی حدیث سے لوگ زندہ ہو رہے ہیں اپنی قبر کے اندر وہ نبی اپنی قبر میں کیسا زندہ ہوگا (سبحان اللہ) وہ نبی اپنی قبر میں کتنا زندہ ہوگا، او جاہلو او بیوقوفو جو دنیا میں یہ کہتے ہو کہ کس کی طرف جارہے ہو وہ تو قبر ہے وہاں پہ تو مرے ہوئے لوگ ہیں قرآن کہتا ہے شہید زندہ ہے اور شہید نبی کی حدیث سے زندہ ہے تو جو نبی ہے اس کی زندگی کا کیا عالم ہوگا ایک عام شہید کے لئے **وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ** تمہارا ذہن نہیں جاسکتا ایک عام شہید کا جو درجہ ہے تمہارا ذہن اس کی زندگی تک نہیں جاسکتا وت نبی کی زندگی کو کون ماپ سکتا ہے میرے نبی کی زندگی کیسی ہوگی

اس نبی کی زندگی نے زندگی کو زندگی بخشی۔

ارے جس نبی کا سینہ چاک کیا جاتا ہے اس کے اندر سے دل نکالا جاتا ہے نکال کے پلیٹ میں رکھا جاتا ہے اس کو دھویا جاتا ہے آب زمزم سے اور پھر نکال کے رکھ دیا جاتا ہے اور حضورﷺ دیکھ بھی رہے ہیں حضورﷺ دیکھ بھی رہے ہیں، دو حدیثیں ہیں۔ شرح صدر کی، حضورﷺ کا سینہ دوبارہ چاق کیا جاتا ہے فرمایا میرا دل نکالا گیا اسے دھویا گیا آب زم زم سے پھر دوبارہ ڈالا گیا اور نشان موجود رہا اور نبی دیکھ رہا ہے، ارے اگر حضورﷺ کی زندگی کا شعور ہمیں ہوجائے (اللہ اکبر)

لہذا انسان آقاﷺ کی زندگی کا شعور نہیں رکھ سکتا اس سے ثابت ہوا کہ وہ تمام اللہ والے جو اللہ کے رستے میں لگے ہوئے ہیں یہاں پہ ایک لفظ ہے **فی سبیل اللہ** اللہ کے رستے میں جو اللہ کے رستے میں اپنی جان دے دے تو جو لوگ قرآن پڑھتے رہے پڑھاتے رہے جو لوگوں کو دین سکھاتے رہے سیکھتے رہے وہ تمام بزرگ جو لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے رہے اور لوگوں کو اللہ اللہ سکھاتے رہے کیا یہ اللہ کے رستے میں نہیں تھے؟ کیا یہ اللہ کا رستہ نہیں تھا؟ کیا قرآن پڑھانا اللہ کا رستہ نہیں ہے؟ کیا درود پڑھانا اللہ کا رستہ نہیں ہے؟ کیا دین سکھانا اللہ کا رستہ نہیں ہے؟ یہ سارے اللہ کے رستے ہیں اس سے مراد جتنے بھی اللہ والیاں پنی قبروں میں ہیں بظاہر نہ وہ کسی جنگ میں گئے نہ کسی پانی اور نہ کسی چھت کے نیچے آکے فوت ہوئے بلکہ وہ اللہ کے رستے میں آکے فوت ہوئے ہیں تو وہ اسی طرح اپنی قبروں میں زندہ ہیں وہ بھی اسی طرح زندہ ہیں لہذا یہ عقیدہ باطل ہے کہ اللہ والوں کی قبروں پہ تم نہ جایا کرو، یاد رکھیں کہ روح روح کو فیض دیتی ہے بدنوں کو نہیں دیتی، تم نہ جاؤ تمہیں نہیں ملنا وہاں سے کچھ اس لئے کہ تمہارا عقیدہ ہی نہیں ہے میں قرآن کی آیت سے واضح کر رہا ہوں دیکھئے قرآن کی آیت کے ہزروں مفہوم ہوتے ہیں بظاہر یہ آیت شہداء کے لئے ہے واضح موجود ہے کہ اللہ کی راہ میں جو مارے گئے انہیں مردہ نہ کہو۔ واضح ہے، لیکن اسی آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہاں پہ اللہ کہہ رہا ہے کہ کسی شہید کو مردہ نہ کہو تو جس نبیﷺ نے اس شہید کو وہ درجہ دیا ہے اس نبی کا کیا درجہ ہوگا اور اس نبی کے اولیاء کا کیا درجہ ہوگا، اس نبی کی امت کے علماء کا کیا درجہ ہوگا، دیکھیں نا یہ حدیث جو حضورﷺ نے **فرمایا کہ شہید جنت میں جائے گا** یہ کسی عالم نے اپنے قلم سے ہی لکھی ہوگی نا کہ خود ہی آگئی ہے، کسی عالم نے اپنے قلم کو حرکت دی اور اس نے اس کو لکھا ارے اس حدیث کو پڑھ کے ایک شہید جنت میں جارہا ہے اور جس کے ہاتھ نے لکھا تھا اس کو کیا سمجھتے ہیں کیا وہ جنت میں نہیں جائے گا (اللہ اکبر) تو یہ عقیدہ ہے اس کو ختم کیا جائے اور یہ وہ عقیدہ ہے جس سے بے شمار مسائل پیدا ہو چکے ہیں قرآن پاک کی گفتگو اس بات کو واضح کر رہی ہے کہ شہید زندہ ہیں اور سید الشہدا حضرت امام حسینؓ کا کیا عالم ہوگا اور آپ تو شہیدوں کے بھی سردار ہیں اور جس کا نواسہ شہیدوں کا سردار ہے اس نبی کا کیا عالم ہوگا یہ تو understood چیزیں ہیں میں عقلمند اور سمجھدار لوگوں کو صرف اشارہ ہی کر رہا ہوں، یہ understood ہے کہ جو سید الشہداء امام حسین ہیں ان کا کیا عالم ہوگا اور اللہ کے رسول کا کیا عالم ہوگا (اللہ اکبر)

آپ دیکھئے اگلی آیت میں اللہ ایک اور بات کرتا ہے آیت نمبر ۱۵۶ کے اندر اور آیت نمبر ۱۵۵، اس میں اللہ پاک بہت بڑی ایک غلط فہمی دور کرنے لگا ہے بہت بڑا خاص طور

پہ شیطان کی طرف سے بہت بڑا وار ہے، وار یہ ہے کہ شیطان یہ کہتا ہے کہ تم نماز پڑھو، روزے رکھو نیکیاں کرو، اپنے حضرت کے پاس جایا کرو نیک لوگوں کے پاس بیٹھا کرو تم جہنم سے آزاد ہو جاؤ گے، اب قرآن پاک اس جگہ ایک بہت بڑا ارا زکھولنے لگا ہے کہ نہیں ہم پھر بھی تمہیں آزماتے رہیں گے ہم تمہیں آزمائیں گے، کس سے، خوف کے ساتھ، بھوک کے ساتھ، تمہارے مالوں کا نقصان کر کے، تمہاری جانوں کا نقصان کر کے، تمہارے کاروباروں کا نقصان کر کے، گھروں کا نقصان کر کے، اور خوشخبری دے دو ان لوگوں کو جو صبر کرتے ہیں یعنی نیک ہونے کے بعد اگر تم یہ سوچ رہے ہو کہ اب فرشتے میری ہر وقت حفاظت میں لگے رہیں گے اور ہر وقت میں جو ہوں خور پری بن جاؤں گا اور میری ہر آرزو پوری ہو گی تو قرآن وہ سارے کا سارا زورتوڑ رہا ہے قرآن کہہ رہا ہے ہم پھر بھی آزمائیں گے، آزمائش تو ہم نے لینی ہی لینی ہے۔

جو جتنا چھوٹا ہے وہ اتنی زیادہ چھوٹی آزمائش میں ہے جو جتنا بڑا ہے وہ اتنی ہی بڑی آزمائش میں ہے جو جتنا بڑا اللہ کا ولی وہ اتنا زیادہ آزمایا گیا اور جو جتنا چھوٹا اللہ کا ولی وہ اتنا چھوٹا آزمایا گیا، آقا ﷺ نے اپنے بارے میں فرمایا کہ

اے میرے صحابہ سارے نبیوں کی آزمائشیں اکھٹی کرو میرے اکیلے کی آزمائش ان تمام نبیوں سے زیادہ ہے مجھے اللہ نے ہر وقت آزمایا

، ایک ہفتہ حضور ﷺ کا چین سے نہیں گزرا، مصیبتیں، پریشانیاں، بھوک، خوف، جان کا خوف، مال کا خوف، دکھ، بیٹے فوت ہو گئے، بیٹی کا خاوند فوت ہو گیا، عزیز ترین بیوی دنیا سے چلی گئی، آپ کے والد بچپن میں ہی اور آپ پیدا ہی یتیم ہوتے ہیں اور والدہ بھی معصوم ۶ سال کا چھوڑ کے اپنی آنکھوں کے سامنے آپ اپنی والدہ کو فوت ہوتے دیکھتے ہیں اور والدہ آپ کا ہاتھ چوم رہی ہے اور آپ کو، آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہیں کہ میرے بیٹے کو اللہ نے نبی بنانا تھا اور میں وہ وقت نہیں دیکھ سکی اور حضور ﷺ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہیں اور آپ کی کنیز ام ایمن رو رہی ہے لیکن آپ کی والدہ پتھر کے ایک ٹیلے کے اوپر اس نبی کا ہاتھ چوم کے کہتی ہے اے ایمن اس کی حفاظت کرنا میں اس کو نبی بنتے ہوئے نہیں دیکھ سکی جس نبی کا یہ عالم ہو کہ اس کے عزیز ترین چچا بھی دنیا سے چلے جاتے ہیں اور سخت ترین آزمائشوں کا دور، ۶۳ سال کی حضور ﷺ کی زندگی گزرتی ہے مکہ کے اندر تکلیفوں دکھوں اور کانٹوں سے بھری ہوئی اور پھر مدینے آ کے آپ کو چین نہیں آ گیا مدینے آ کے کوئی بہت بڑی سلطنت نہیں کھڑی ہو گئی، مدینے آ کے سونے کو کوئی ڈھیر نہیں لگ گئے، یہاں آتے ہیں تو ایک نئی پریشانی سامنے آتی ہے ارد گرد یہودیوں کے قبائل ہیں، عیسائیوں کے قبائل ہیں، ان کو تنگ کرتے ہیں نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں بہت سارے قبیلے مسلمان ہوئے ہیں پھر کافر ہو جاتے ہیں، بھاگ جاتے ہیں لوگ یہاں تک کہ اس قدر عجیب ہے معاملہ کہ ایک دفعہ حضور جمعہ پڑھا رہے ہیں اور باہر ایک قافلہ آتا ہے اور اس قافلے کے اندر اعلان ہوتا ہے آجاؤ سستہ مال ملے گا حضور جمعے کا خطبہ دے رہے ہیں سارے لوگ اُٹھ کے چلے جاتے ہیں اور جا کے اس قافلے میں خریداری شروع کر دیتے ہیں کوئی سنتا ہی نہیں ، کوئی موج نہیں اور جو دس سال مدینے میں گزرے ہیں غزوہ بدر اس میں ہوتا ہے غزوہ احد اس میں ہوتا ہے، غزوہ خندق اس میں ہوتا ہے، غزوہ تبوک ہوتا ہے، جو رکوئی جنگوں کا سامنا کرنا پڑا ہے کئی جگہ حضور کی جان خطرے میں آتی ہے آقا ﷺ پہ پتھروں کی بارش بھی کی جاتی ہے حضور ﷺ کو زہر بھی دینے کی کوشش کی جاتی ہے آپ اور میں خدا کی قسم حضور ﷺ کی زندگی کا وہ ایک صفحہ کھول لیں تو ہمارے آنسو نہ رکیں جو حضور ﷺ نے زندگی گزاری، ہم اس زندگی کا تصور نہیں کر سکتے جو آقا ﷺ نے گزاری ہے، ہم کہتے ہیں کہ ہم پھولوں کی سیج پہ سوئیں صبح اُٹھیں اور بہترین اورنج جوس کا گلاس ہمارے سامنے پڑا ہو اور چار خادم ہمارے آگے پیچھے ہوں اور صبح اُٹھیں تو بھی موج مستیاں ہوں یہ کیا سوچیں ہیں ، قرآن واضح کر رہا ہے ایسا نہیں ہونے دیں گے ہم، ہم تمہیں آزمائیں گے۔

سب سے پہلے خوف

خوف دو قسم کا ہوتا ہے تمہاری جان کا خوف، یا تمہارے گھر میں ایسی حالت پیدا کر دیں گے کہ تمہاری عزت کا خوف تمہیں ڈال دیں گے

ہم آزمائیں گے اچھا اس سے نکل جاؤ گے تو بھوک ڈال دیں گے، اگر اس سے بھی نکل جاؤ گے تو پریشانی مصیبتیں دکھ ڈال دیں گے اور اگر اس سے بھی نکل جاؤ گے تو تمہارے مال میں کمی کر دیں گے چوری ہو جائے گی، ڈکیتی ہو جائے گی، مال ضائع ہو جائے گا کوئی چھین کے لے جائے گا، چلو اس سے بھی نکل آئے تو ہم تمہاری جانوں کا نقصان کر دیں گے گھر میں سے کسی کو فوت کر دیں گے، والد صاحب گزر گئے، والدہ گزر گئی، بہن گزر گئی، بچہ گزر گیا، کوئی ان کوئی عزیز رشتے دار چلا گیا دنیا سے اچھا اس سے بھی نکل گئے تو تمہارے کا

روبار کو برباد کر کے رکھ دیں گے، ہم تمہیں آزمائیں گے یہ میں نہیں کہہ رہا، قرآن کہہ رہا ہے کہ ہم تمہیں آزمائیں گے خوف کے ساتھ، بھوک کے ساتھ، مالوں کا نقصان کر کے، جانوں کا نقصان کر کے

وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ اور جوان سب میں صبر کرے گا انہیں خوشخبری سنادو۔

کامیاب ہوگیا وہ بندہ جوان سب میں خوش رہے مولا تیرا کرم ہے تیرا فضل ہے، اگر آج یہ دیا تو تو نے ہی دیا اور اگر لیا تو تو نے ہی دیا تھا میری تو نہ پہلے کوئی چیز تھی نہ اب ہے، اولاد بھی تیری ہی دی ہوئی ہے، صحت بھی تیری دی ہوئی، مال بھی تیرا دیا ہوا، سارا کچھ تیرا دیا ہوا ہے لے لے، جو پہلے ہی یہ compromise کر کے بیٹھے وہ کبھی بھی پریشان نہیں ہو، وہ صابرہ ہے وہ عورت صابرہ ہے جو خدا کی قسم ان تمام پریشانیوں سے گزرتے ہوئے اللہ کے سامنے ہاتھ جوڑ لیتی ہے مولا میں تیرے سامنے پھر بھی صبر کرتی ہوں میں صبر کرتی ہوں مجھے پتہ ہے کہ تو ہی ہمارا مالک ہو، اچھا اس آیت میں یہ ذکر نہیں ہے کہ ہم ولیوں کو آزمائیں گے یہ ذکر نہیں ہے کہ ہم بروں کو آزمائیں گے سب کے لئے ہے اللہ نے نیکوں کو بھی ایسے ہی آزمایا ہے اور بروں کو بھی ایسے ہی، وہ سب کو اسی طرح آزماتا ہے کوئی اس سے بچا نہیں ہے لہذا اگر آپ یہ کہتی ہیں کہ میں اس لئے وظیفہ شروع کر دوں میں اس لئے قرآن شروع کر دوں کہ میری زندگی خوشحال ہو جائے گی تو ہاں یہ ضرور میں آپ کو ضمانت دیتا ہوں کہ آپ کے دل کو اتنی تسلی دی جائے گی اتنا دل مطمئن رہے گا کہ یہ سب کچھ آپ کے ساتھ ہو رہا ہو گا لیکن ایک لمحے کے لئے بھی دل پریشان نہیں ہونے دے گا اللہ، چہرے کے اوپر آپ کے پریشانی نہیں آئے گی یہ آپ کو ضمانت ہے کہ اللہ کے ذکر کی وجہ سے چہرہ پریشان نہیں ہوگا، نہ آپ واویلا کریں گے، نہ چیخیں گے نا روئیں گے، نہ دیواروں سے ٹکریں ماریں گے کچھ نہیں کریں گے آپ، یہ ہے اللہ کے ذکر کی فضیلت، دینا اس نے دونوں کو ہے ماریں اس نے ہر ایک کے ساتھ رکھی ہوئی ہیں، پریشانیاں مصیبتیں جوڑ دی ہیں اگر اس دنیا میں آرام دہ زندگی ہی سب کچھ ہوتی تو سب سے بہترین زندگی محمد الرسول اللہ ﷺ کی ہوتی۔

آج اس چیز کو بیٹو اپنے دلوں میں لکھ لو، لکھ کے نا روزانہ ہزار بار کم از کم اس کو یاد کرو خوش رہو گی مطمئن رہو گی پریشان نہیں ہو گی اس لئے کہ یہ آنی ہی آنی ہے، آج جو دکھ ہے وہ سوچ لے کہ کل سکھ آئے گا **اللہ نے سورۃ الم نشرح میں فرمایا**

ان مع العسر یسرا فان مع العسر یسرا

ہر مصیبت کے بعد آسانی ہے، بے شک ہر مصیبت کے ساتھ آسانی ہے

دوبارا ایک ہی جملے کو دہرایا قرآن نے، ہر مصیبت کے بعد ہم نے آسانی رکھی ہے تم ذرا ٹھہرو تو سہی، تمہیں ذرا میں چیک کر رہا تھا تمہیں آزما رہا تھا ارے صبر تو کرو نہیں، کیوں آئی، کیوں آئی، ابھی ختم ہونی چاہئے، لحاظہ ویسے کی ویسی رہ، کُٹ کھاتی رہ، لیکن اگر صبر کرے تو اللہ معاملات ایسے کر دیتا ہے کہ پتہ بھی نہیں چلتا، صبر نہیں کرتے لوگ نہیں بس آج تو لہذا واضح کر دیا کہ ہم ضرور مصیبتیں ڈالیں گے، جب پہنچتی ہے انہیں کوئی مصیبت

الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ

اور وہ ہمیشہ سوچتے ہیں اور اپنے رب کی طرف اسے لوٹا دیتے ہیں کہ اے اللہ تیری ہی طرف سے آئی ہے تو ہی اس کو واپس کر سکتا ہے میں خود مصیبت سے نکل نہیں سکتا تو ہی مجھے نکال تو لہذا اللہ والے آج بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔

قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ O

یہ وہ خوش نصیب ہیں جن پہ ان کے رب کی طرف سے رحمت ہے اور یہی لوگ سیدھی راہ پہ ہیں اندازہ کریں اللہ نے واضح کر دیا کہ یہ سیدھی راہ والے لوگ ہی اچھے ہیں یہی گفتگو آگے چلتی ہے اور اب آیت نمبر ۱۶۰ کے اوپر آتی ہے آیت نمبر ۱۶۰ میں اللہ ارشاد فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو توبہ کر لیں اور اپنی اصلاح کر لیں اور ظاہر کر لیں جو وہ چھپاتے رہے ہیں ایسے لوگوں کی توبہ میں قبول کرتا ہوں، **توبہ کو قبول کرنے کے تین طریقے اللہ نے بیان کئے**

ایک تو بیان کیا کہ پہلے تو توبہ کرو، توبہ کا باقاعدہ انداز اختیار کرو اللہ سے معافی مانگنی ہے تو اس کے لئے باقاعدہ انداز اختیار کرو، یعنی دو نفل پڑھو، کسی اللہ والے کے ہاتھ پہ توبہ کرلو، کسی کو گواہ بنالو، یا اکیلے ہی کرلو کسی بھی طرح پہلے تو کہا توبہ کرو۔

پھر کہا کہ اپنی اصلاح کرو یعنی جس عمل سے توبہ کی ہے دوبارہ اس کی طرف نہیں جانا، توبہ یہ نہیں ہے کہ توبہ مجھ سے ہوگئی لہٰذا اب چھٹی ہوئی اب پھر دوبارہ گناہ کرے نہیں ایسا نہیں ہے، **کسی اللہ والے سے پوچھا گیا کہ حضور صحیح توبہ کب ہوتی ہے فرمایا**

اصل توبہ وہ ہوتی ہے جب گناہ کا خیال آئے تو تمہارے دل میں اس کی کراخت پیدا ہو کہ گناہ کا خیال آتے ہی تمہارے دل میں کرا خت پیدا ہو کہ میں نے ایسا کیوں کیا تھا یہ توبہ ہے اور تمہارا دل دکھ سے بھر جائے۔

ایک اور بزرگ سے پوچھا گیا کہ حضور توبہ کیا ہے تو فرمایا

کہ توبہ یہ ہے کہ جس طرح بھینس کا دودھ تھنوں سے نکل آتا ہے تو واپس تھنوں میں نہیں جا سکتا ایسے ہی گناہگار واپس گناہ کی طرف نہیں جا سکتا اگر ایسا ہے تو توبہ ہے یعنی اصلاح دوسرا اسٹیپ، پہلے کہا توبہ کرو، پھر کہا اپنی اصلاح کریں یعنی اصلاح سے مراد اس کے اوپر نیکیاں شروع کردے، برائی ہوگئی تھی اب اس کے اوپر نیکیاں، اب نماز، اب روزہ اب اچھائی، ارے گناہ ہو جو گیا تھا اب دفعہ کرو، اب نیکی کی طرف آ جاؤ چھوڑ دو اسے اصلاح کرو **و بین** نیکی صادر کریں، اللہ کے سامنے کھل کے بولیں، مولا مجھ سے یہ ہوگیا تھا میں مانتا ہوں توبہ کرتا ہوں (اللہ اکبر)

فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ

اب میں اس کی توبہ قبول کرلوں گا، توبہ بھی کرلی، اصلاح بھی کرلی اور کھل کے بھی اللہ کے سامنے کہہ دیا کہ مولا بس، اور کہا میں اب توبہ قبول کرلوں گا، تمہارے پچھلے سارے گناہ نیکیوں میں بدل دیئے جائیں گے تمہارے پچھلے سارے گناہ نیکیاں بن جائیں گیا و راللہ بخش دے گا اسے

وَ اَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

اور میں بہت توبہ قبول کرنے والا ہوں

یہی گفتگو آخر میں، آخری جو بات آخری رکوع جو بیسویں رکوع سے پہلے جو گفتگو ہے وہ ہے آیت نمبر ۱۶۵ کے اندر اللہ فرما رہا ہے

يُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ

وہ لوگ جو اللہ سے محبت کرتے ہیں وہ اللہ سے بہت شدید محبت کرتے ہیں

یعنی اللہ کی محبت میں وہ شدت میں چلے جاتے ہیں اور اللہ کی محبت میں بہت اعلی پیمانے پہ ہوتے ہیں، کوئی چھوٹی موٹی محبت نہیں کرتے وہ، اللہ سے محبت کرنے میں وہ بہت شدت میں چلے جاتے ہیں یہ نہیں کہ مطلب ظہر کے وقت مہمان آ گیا تو چھوڑ گیا وہ کہ مہمان آیا ہوا ہے، یہ اللہ سے آپ نے دھوکا کیا ہے، عصر کا وقت ہے تھوڑی سی تھکاوٹ ہوگئی ہے سارا دن کام کرتے رہے ہیں چھوڑ دی عصر یہ بے عزتی ہے اللہ کی، اس کا مطلب آپ نے اللہ کو کچھ نہیں سمجھا ہوا۔

والذین امنوا، جو ایمان والے ہوتے ہیں **اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ** آیت نمبر ۱۶۵، وہ بہت شدید محبت کرتے ہیں ان کی اللہ سے محبت بہت شفت میں چلی جاتی ہے، کوئی مہمان وہمان نہیں پہلے ظہر، جسم تھکاوٹ محسوس کررہا ہے پہلے نماز، پہلے درس قرآن، پہلے حضرت کی مجلس، پہلے نیکی یعنی جس چیز کا تعلق اللہ سے ہوگا نا وہ اس کو اُٹھائیں گے اور اس کو اُٹھا کے سب سے پہلے رکھیں گے بس، یہ ہے **اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ** یہاں پہ شادی آ گئی تو کیا کہیں گے عزیز رشتے دار کہ میں نماز پڑھنے لگی ہوں، کیا سوچیں گے کہ میں اب مہندی سے اُٹھ

کے نماز پڑھنے جاؤں گے، کیا سوچیں گے میرے دوست احباب کہ میں جو ہوں ناخنوں پہ نیل پالش نہیں لگاتی، مطلب آپ نے اللہ کے ساتھ جو مزاق شروع کیا ہوا ہے یہ اللہ کا وتیرہ نہیں ہے یہ اللہ کے ساتھ وفاداری نہیں ہے، وفاداری یہ ہے کہ جس چیز کا تعلق اللہ کے ساتھ جڑ جائے آپ اسے سب سے بلند درجے پہ لے جائیں۔

آقاﷺ نے **اَشَدُّ حُبّاً لِّلّٰهِ** میں آقاﷺ سے بڑھ کے کوئی نہیں ہے جب سارے کفار مل کے حضور کے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے محمدﷺ تو اس دین کی تبلیغ چھوڑ دے، ہم تیری شادی عرب کی سب سے خوبصورت عورت سے کروا دیتے ہیں، تو مال و دولت چاہتا ہے ہم تجھے سونے کے انبار دیں گے، تو مکے کی سرداری چاہتا ہے ہم تجھے مکے کا سردار بنا دیتے ہیں، تو کعبے کی چابیاں چاہتا ہے ہم تجھے وہ بھی دیتے ہیں تو دین کی تبلیغ چھوڑ دے، آقاﷺ نے ایسا جملہ کہہ کے ان کے منہ بند کر دیتے ہیں فرمایا

اگر میرے دائیں ہاتھ پہ سورج اور بائیں ہاتھ پہ چاند بھی رکھ دو تو محمدﷺ اس کام سے باز نہیں آ سکتا

یہ ہے **اَشَدُّ حُبّاً لِّلّٰهِ** میں نہیں چھوڑ سکتا اس کو، یہاں تک کہ حضرت ابو طالب آ جاتے ہیں کمرے میں اکیلے ہیں کہتے ہیں بھتیجے انہیں چھوڑ تو، میں تیرا چچا ہوں، میں نے تجھے بچپن سے پالا ہے، تیرے ساتھ رہا ہوں، میں نے تیری بڑی خدمت کی ہے تو میری ذرا بات سن لے تو ذرا چھوڑ دے نا یہ، ذرا حالات ٹھیک ہو جائیں پھر کرنا تبلیغ، فرمایا چچا آپ جیسے ایک ہزار بھی ہوں تو میں انہیں بھی دین پہ قربان کر دوں، میں نہیں پیچھے ہٹوں گا اور اے چچا آپ ایک دن دیکھیں گے کہ میرا دن اتنا پھیلے گا اتنا پھیلے گا کہ ساری دنیا میں اس کی آواز سنی جائے گی جب **حضورﷺ** کا یہ جملہ سنا تو **حضرت ابو طالب کی آنکھیں بھیگ گئی فرمایا اے بھتیجے** اب تو جو جی چاہے مرضی کر لے اب تیرا چچا تیرے ساتھ ہے

اصل میں ہم اللہ سے شدید محبت نہیں کرتے تو اللہ بھی آگے سے جواب اسی طرح دیتا ہے، جب آپ اس سے شدید محبت کریں گے تو وہ بھی اسی طرح جواب دے گا اپنے معاملات میں اللہ رسول کو اوپر لے آئیں آسان ہو جائے گا آپ کے لئے، نماز کو priority دیں، ذکر کو priority دیں، اہمیت دیں اپنے معاملات کے اندر نیکی کو اہمیت دیں، اللہ رسول کو پہلے سوچیں پھر دنیا کو سوچیں آپ دیکھیں گے کہ دنیا بھی آپ کے ساتھ چلے گی، دنیا بھی آپ کے قریب آئے گی، دنیا بھی آپ کی ماننے پہ مجبور ہو جائے گی کیونکہ آپ دنیا کو چھوڑ کے اللہ کی طرف گئے اور اگر آپ اللہ کو چھوڑ کے دنیا کی طرف آئیں گے تو اللہ دنیا بھی راضی نہیں ہونے دے گا، کسی کو آپ سے خوش نہیں ہونے دے گا وہ کسی جگہ آپ کو خوش نہیں ہونے دے گا اور پریشانی اسی طرح رہے گی لہٰذا ہمیں اللہ سے شدید محبت کرنی چاہئے اور اللہ سے محبت یہ ہے کہ اس کے ہر کام کو پہلے کرنا چاہئے۔

اللہ سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور جتنی گفتگو جو ۲۰ رکوع تک آج کی ہے اللہ اس پہ عمل کرنے کی سعادت عطا فرمائے (آمین)

روزمرہ زندگی کے بارے میں اللہ پاک کے احکامات

قرآن پاک کو سمجھنے کے لئے عالم القرآن کورس کی مبارک کلاس میں آپ سب تشریف رکھتے ہیں، یہ مبارک موقع ہے قرآن پاک کو سمجھنے کا، آج انشاء اللہ العزیز سورۃ بقرہ کے رکوع نمبر۲۲ سے لیکر ۲۶ تک قرآن سمجھا جائے گا اور اس میں ہم سمجھیں گے کہ ان چار رکوعوں میں اللہ نے ہمیں کیا پیغام دیا ہے۔

۲۳ رکوع کا آغاز ہوتا ہے آیت نمبر۱۸۳ سے، یہاں سے ایک نیا ذکر شروع ہوتا ہے جسے روزے کا ذکر کہتے ہیں یہاں سے ایک نیا ذکر شروع ہوتا ہے جسے روزے کا ذکر کہتے ہیں، رمضان المبارک کے تمام چھپے ہوئے گوشے وہ سامنے لائے جائیں گے۔

آیت نمبر۱۸۳ میں اللہ نے ارشاد فرمایا

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَO

اے ایمان والوں تم پہ روزے فرض کئے گئے جیسے تم سے پہلے لوگوں پہ فرض کئے گئے تھے تا کہ تم پرہیزگار بن جاؤ

اس آیت میں اللہ نے روزوں کی فرضیت کا حکم نازل کیا ہے۔ کتب۔ کا لفظ سامنے ہے اور وہ یہ کہہ رہا ہے کہ روزے تم پہ فرض ہیں اور ساتھ یہ بھی ارشاد فرمادیا گیا کہ تم سے پہلے بھی امتوں پہ روزے فرض کئے گئے تھے\

روزہ ایک عظیم الشان عبادت ہے اور بڑی اعلیٰ عبادت ہے اور اس عبادت کو بڑا خاص درجہ حاصل ہے اللہ والوں نے روزے کو بڑا پسند کیا ہے اس لئے کہ جب اللہ نے روزے کی جب جزا دینے کی بات کہی تھی تو **حضورﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ ارشاد فرماتا ہے کہ**

تم میں جب کوئی روزہ رکھتا ہے تو اس کی جزا کوئی ثواب کوئی نیکی نہیں ہے بلکہ تم میں سے جب کوئی روزہ رکھتا ہے تو میں خود خدا ہو کے اس کی رضا دیتا ہوں

یعنی اس کو اللہ مل جائے گا جو روزہ رکھے گا یہ بڑی اعلیٰ عبادت ہے اور اس کا مقصد کیا ہے جو آپ کو صبح سے شام تک بھوکے پیاسا رہنا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ آپ کے ذہن میں اللہ کا ڈر پیدا ہو، تقوی پیدا ہو **لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ** اس لئے روزہ رکھوایا جاتا ہے تا کہ تم تقوی اختیار کرو، اللہ کا ڈر، اللہ کا خوف

مثال

اگر کوئی روزہ رکھتا ہے تو اس نے روزے میں روٹی پانی اور دیگر چیزوں سے اپنا ہاتھ کھینچ لینا ہے حالانکہ ساری جائز چیزیں ہیں، روزے کی حالت میں اگر ساری جائز چیزوں سے روکا گیا ہے تو سوچیں جو چیزیں جائز نہیں ہیں ان سے رکنا کتنا زیادہ ضروری ہوگا۔ اس لئے روزہ بذات خود انسان کے لئے ڈھال بن جاتا ہے برائیوں کے خلاف، انسان گناہ چھوڑ دیتا ہے، ایک مہینے کی یہ ٹریننگ ہے، پورے ایک مہینے آپ کو ٹریننگ دی جاتی ہے تا کہ آپ پاکی اختیار کریں اور اس سے سیکھیں اور اپنے آپ کو پاک رکھیں۔

تو یہاں اشارہ کیا گیا کہ تم سے پہلی امتوں میں بھی روزہ فرض تھا تو یہ جاننا ضروری ہے کہ ہم سے پہلے جتنی امتیں آئی ہیں ان میں بھی روزہ کسی نہ کسی شکل میں موجود رہا ہے، عیسائیوں نے بھی رکھا ہے لیکن ان کا روزہ بڑا عجیب ہے وہ کیا کرتے ہیں کہ صبح سے شام تک صرف پکی ہوئی چیز نہیں کھائیں گے، باقی دودھ پئیں گے، گاجریں کھائیں گے، وہ پھل کھائیں گے ان کا روزہ یہ ہے، پکی ہوئی کوئی چیز نہیں کھائیں گے، ہندوؤں میں بھی برت کے نام کا روزہ ہے وہ برت کہتے ہیں اسے، عام طور پہ ان کی جو بیویاں ہیں وہ رکھتی ہیں کہ چاند جب پورا ہو جاتا ہے تو پھر برت رکھتی ہے سارا دن کچھ نہیں کا کھاتی پیتی اور شام جب خاوند آتا ہے تو اپنے خاوند کا چہرہ دیکھ کے پانی پیتی ہیں، اسی طرح یہودیوں میں بھی روزہ موجود ہے یہ ہر قسم کے دین میں جو حضورﷺ سے پہلے تھے ان میں موجود رہا ہے اور اس کی کوئی نہ کوئی شکل باقی رہی ہے، موسیٰ چالیس دن تشریف لے گئے تھے کوہ طور پہ وہاں بھی آپ نے روزے رکھے تھے اس طرح یہ مسلسل جاری رہا اور آقاﷺ کی امت پہ آ کر صرف رمضان کے روزے فرض کئے گئے پورا مہینہ کے روزے یہ صرف حضورﷺ

کی امت کوسعادت حاصل ہے کہ حضور کے پاس رمضان کا مہینہ ہیا سی طرح یہ گفتگو آ گے چلتی ہے اور اس میں آپ کو اسائنمنٹ میں آپ کو بہت ساری چیزیں پڑھنے کو مل جائیں گی

آیت نمبر ۱۸۶ کی طرف، اس میں اللہ نے بہت خوبصورت بات ارشاد فرمائی ہے، فرمایا

وَاِذَاسَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّی فَاِنِّی قَرِیْب ؕ ط

اے میرے محبوب جب صحابہ تم سے میرے بارے میں پوچھیں کہ میں کہاں ہوں تو انہیں بتادو کہ میں تمہارے بہت قریب ہوں۔

وَاِذَاسَاَلَکَ عِبَادِیْ

ہوا یہ تھا کہ اکثر صحابہ کرام حضورﷺ سے آ کر یہ دریافت کرتے تھے کہ حضور جس خدا کی طرف آپ ہمیں بلاتے ہیں وہ ہے کہاں، وہ کس جگہ ہے، اوپر ہے، نیچے ہے، دائیں ہے، بائیں ہے، پیچھے ہے وہ کہاں ہے، ہم اس سے ملنا چاہتے ہیں، ہمارا جی چاہتا ہے ہم اس سے ملیں، حضورﷺ سے جب یہ سوال ہوتا تو آقاﷺ خاموشی اختیار فرماتے، یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی جو میں نے آپ کی خدمت میں پڑھی ہے کہ اللہ نے رشاد فرمایا کہ میرے بندے جب تم سے میرے بارے میں پوچھتے ہیں تو انہیں یہ کہو کہ میں تمہارے بہت قریب ہوں، یعنی اللہ پاک کی ذات آپ کے اتنے قریب ہے کہ آپ اس کو محسوس کرتے ہیں تو وہ آپ کی ایک ایک نس کے اندر محسوس ہوسکتا ہے، وہ آپ کی ایک ایک رگ کے اندر محسوس ہوسکتا ہے وہ آپ کے بالکل قریب ہے آپ کی جان سے بھی زیادہ قریب ہے تو لہذا یہ تسلی ہے اس شخص کے لئے جو دعائیں مانگ رہا ہے اپنی مجبوریوں کے ہاتھوں تنگ ہے اس کے لئے یہ بہت بڑی تسلی ہے کہ اس کا رب اس کے بہت قریب ہے۔

اللہ نے ارشادفرمایا (حدیث قدسی) آقاﷺ نے ارشاد فرمایا

اے میرے بندوں جب تم میں سے کوئی مجھے اکیلا یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کے قریب ہوتا ہوں اس کے پاس ہوتا ہوں، اور جب کوئی تم میں سے ایک مجھے یاد کرتا ہے تو دوسرا میں ہوتا ہوں، جب تم میں کوئی دو مجھے یاد کرتے ہیں تو تیسرا میں ہوتا ہوں، جب تم میں کوئی تین مجھے یاد کرتے ہیں تو چوتھا میں ہوتا ہوں، میں تمہارے پاس ہوتا ہوں۔

لہذا دعا کے لئے جب کوئی ہاتھ اُٹھاتا ہے تو قطعا یہ نہ سوچے کہ اس کی دعا کوئی نہیں سن رہا اور کوئی اس کی بات نہیں جان رہا اور یہ کہ اللہ ساتویں آسمان سے اوپر پتہ نہیں کہاں ہے اور میری دعا کہاں جائے گی اس تک، یہ تصور مٹادیا گیا

آ گے فرمایا

اُجِیْبُ دَعْوَۃَالدَّاعِ اِذَادَعَانِ میں فورا قبول کر لیتا ہوں دعا جب کوئی دعا کرنے والا مجھ سے دعا کرتا ہے. دعا کا انداز بھی اللہ نے سیکھا دیا کہ میں قبول کر لیتا ہوں دعا، جب کوئی دعا کرنے والا مجھ سے دعا کرتا ہے **فَلْیَسْتَجِیْبُوْالِیْ**۔ پس تمہیں چاہئے کہ میرا حکم مانو **وَلْیُؤْمِنُوْابِیْ** اور مجھ پہ ایمان لائے **لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ** تا کہ راہ پائیں۔

دعا کی قبولیت کے تین انداز ہوتے ہیں۔

☆ **پہلا انداز** یہ ہے کہ اللہ پاک فورا دعا قبول فرماتا ہے، جونہی دعا کی اسی ٹائم قبول ہوئی جیسے مانگا جو مانگا مل گیا، صبح کی شام کو مل گیا، آج کی کل مل گیا، یہ پہلا انداز ہے۔

☆ **دوسرا انداز** یہ ہے دعا قبول کرنے کا کہ اللہ پاک اس کو کچھ وقت کے لئے موخر کر دیتا ہے، چھ مہینے دس مہینے، بیس سال کے بعد اس دعا کو ظاہر کرتا ہے، قبول وہ کر چکا ہے لیکن اس

کوظاہر کرنے کا وقت آگے ہوتا ہے، اور اگر اس وقت ظاہر کی جائے دعا تو شاید تمہارے لئے نقصان دہ ہو، تو اس لئے اللہ پاک اپنے بندے کی بھلائی کے لئے اس داع کے اثر کو دور تک پہنچا دیتا ہے۔

جیسے حضرت موسیٰ نے جب فرعون کے غرق ہونے کی دعا مانگی تھی تو چالیس سال بعد دعا کا اثر ہوا، حالانکہ نبی ہیں اگر چاہتے تو شام تک دعا قبول کروا سکتے تھے لیکن اللہ نے اپنی حکمت سے چالیس سال بعد دعا کو ظاہر فرمایا، اس سے پتہ چلا کہ دعائیں اللہ قبول تو کر لیتا ہے لیکن اس کو ظاہر کرنے کے لئے وہ بہتر وقت کی تلاش کرتا ہے اس لئے رونا دھونا نہیں چاہئے جلدی نہیں مچانی چاہئے اور بار بار رب کے آگے اس طرح گفتگو کرنا کہ میرا رب تو میری سنتا ہی نہیں، میرا رب تو میری دعا قبول کرنا ہی نہیں چاہتا، یہ بہت بڑی زیادتی اور ظلم ہے، ایسا نہیں کرنا چاہئے۔

☆ **تیسرا جو انداز ہے** دعا کی قبولیت کا وہ یہ ہے کہ اللہ قیامت کے دن اس کو عطا فرمائے گا، جو دنیا میں نہ ظاہر ہوا اور دنیا کے اندر نہ اسکے آثار ظاہر ہوئے وہ دعا اللہ قیامت کے دن تک موخر کر دیتا ہے کہ میرے بندے کے لئے جب تک وہ دنیا میں زندہ تھا اس دعا کو ظاہر کرنا مناسب نہیں تھا تو اس دعا کو پھر اللہ قیامت کے دن عطا فرمائے گا، بے شمار اس کے ساتھ نیکیاں عطا کی جائیں گی **ارشاد فرمایا کہ**

اس وقت جب لوگ دعا کی نیکیوں کو ملتے ہوئے دیکھیں گے تو کہیں گے کہ کاش دنیا میں ہماری کوئی بھی دعا قبول نہ ہوئی ہوتی، آج ہمیں اتنا اجر اور اتنی رحمت مل رہی ہے کاش ہماری کوئی دعا دنیا میں قبول نہ ہوتی۔ اتنا اجر اللہ قیامت کے دن عطا فرمائے گا، اس سے پتہ چلا کہ دعا کرنا اللہ کو پسند ہے اور یہ بھی بتا دیا کہ جب تم دعا کرتے ہو تو میں بالکل تمہارے قریب ہوتا ہوں، میں سن لیتا ہوں تمہاری دعا،

؎ میری رات کی دعائیں جو نہیں قبول ہوتی میں سمجھ گئی یقیناً مجھ ہی میں کوئی کمی ہے

کمی ہم میں ہوتی ہے دعاؤں میں نہیں ہوتی، اللہ دعائیں قبول کر چکا ہوتا ہے لیکن چونکہ ہمارے اعمال اس قدر خراب ہو چکے ہیں کہ اللہ چاہتے ہوئے بھی اس دعا کو اس وقت ظاہر نہیں کرتا، اس لئے آپ صحت مانگتی ہیں، اولاد مانگتی ہے لیکن ہمارا انداز عجیب ہوتا ہے دعا کا، ہمارا انداز یہ ہوتا ہے کہ اے اللہ یہ مجھے دے، یہ انداز ہوتا ہے کہ مجھے دے میری یہ خواہش پوری ہو، یہ انداز نہیں ہونا چاہئے، اس انداز سے آپ اللہ سے گفتگو نہیں کر سکتے، وہ ہم سب کا پیدا کرنے والا ہے بہت بڑی ہستی ہے اس کی مرضی کے ساتھ چلنا چاہئے اور اس پہ چھوڑ دینا چاہئے کہ مولا تو جب چاہے مجھے عطا کر دے، تو اس لئے سالہا سال گزر جائیں دعا قبول نہ ہو تو اس کی بھی ایک وجہ ہوتی ہے

آقا علیہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

جب تم میں کوئی شخص اپنی دعاؤں کو قبول ہوتا نہ پائے تو اس کی پہلی وجہ یہ ہے کہ اس کا رزق حرام ہے۔

حرام رزق سے وہ پل رہا ہے تو جو حرام رزق کماتا ہے اللہ اس کی دعا قبول نہیں فرماتا، بلکہ فرمایا کہ اگر کوئی **حرام رزق والا پیدل چل کے کعبے کی طرف آئے اور وہ کعبے کے غلاف پکڑ کے روئے اور اپنے ہاتھ اتنے بلند کرے کہ اس کے ہاتھ اللہ کے عرش سے جا کے لگ جائیں اللہ پھر بھی اس کی دعا قبول نہیں کرتا، جس کے اندر حرام کا خون دوڑ رہا ہو۔**

تو آپ لوگ سمجھدار بیٹیاں ہیں، آپ نے اس بات کو سمجھنا ہے کہ آپ کے گھر میں حرام رزق نہ آئے، حلال رزق آنا چاہئے، حرام رزق کا ایک لقمہ بھی نہ کھایا جائے (اللہ اکبر) حضور ﷺ سے ایک صحابی نے پوچھا، حضور ﷺ میں چاہتا ہوں میری ہر دعا قبول ہو، فرمایا تم دو کام کرو تمہاری ہر دعا قبول ہوگی، اب آپ یہ اندازہ کیجئے کہ یہ کائنات کے اس حکیم کی طرف سے تعویذ ہمیں بتایا، اس تعویذ کے بعد آپ کو کسی کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے، کسی نام نہاد پیر کے پاس اور بابے کے پاس جا کے پوچھنے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ میرے نبی نے جب تعویذ دیا ہے تو جب نبی نے طریقہ بتایا ہے، اور ہم اپنے نبی کی بات کو فراموش کر دیں گے اور ایک عام سے بابے کی بات کو مان لیں گے یہ ہماری بدنصیبی، بدبختی، نحوست، کیا کہیں اسے، ہماری عوام کا یہ حال ہے، اس نبی نے چودہ سو سال پہلے تمہیں ایک اتنا اعلیٰ نسخہ دیا، فرمایا حضور میری ہر دعا قبول ہو، فرمایا دو کام کرو۔

اپنی زبان سے سچ بولو اوررزق حلال کھاؤ

سچ بولا کرواوررزق حلال کھاؤ تمہاری ہر دعا قبول ہوگی، مجھے اتفاق ہوا ایک شخص آیا میرے پاس، میں نے آقا ﷺ کی ایک حدیث سنائی اسے، میں نے کہا کہ آپ اپنے رزق کی طرف دھیان کریں آپ کا رزق ٹھیک نہیں ہے آپ اپنی زبان کو دیکھیں کہ آپ کی زبان سے جھوٹ تو نہیں نکل رہا،آپ اپنی اصلاح کریں،اچھا یہ تو میں کرلوں گا،کوئی وظیفہ نہیں ہے، میں نے کہا میں آپ کو وظیفہ ہی تو دے رہا ہوں، آپ اپنے رزق کے اوپر دھیان کریں اور آپ اپنی زبان کو سچ کے لئے استعمال کریں، کہنے لگے یہ تو میں کروں گا کوئی وظیفہ نہیں ہے، یہ حال ہے ہماری عوام کا،تو حضور ﷺ نے با قاعدہ عمل ہمیں بتا دیا کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی ہر دعا قبول ہو،کیا حضور ﷺ مذاق کر سکتے ہیں،کیا حضور ﷺ جھوٹ بول سکتے ہیں،کیا حضور ﷺ کسی سے ایسی گفتگو کر سکتے ہیں جس کا کوئی مطلب نہ ہو تو حضور ﷺ نے اتنا بڑا قاعدہ اور قانون ہمیں دیا کہ کہ اگر آپ رزق کھولنا چاہتے ہیں آپ جو بھی کمار ہے ہیں اس میں محنت کریں ڈنڈی نہ ماریں، ہر بندہ خوب جانتا ہے کہ وہ رزق کمانے میں کہاں کہاں ڈنڈی مارتا ہے،

آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

اللہ جب آسمانوں سے دعاوؤں کی قبولیت کے لئے توجہ کرتا ہے تو وہ چاہتا تو یہی ہے کہ بندے کی ہر دعا قبول کرلے لیکن کوئی گناہ ایسا بندے نے کیا ہوتا ہے جو اس دعا کے آگے آجاتا ہے اور وہ گناہ دعا کو قبول ہونے سے روک دیتا ہے، جب تک وہ گناہ کی انسان معافی نہیں نامانگتا دعا قبول نہیں ہوتی، وہ کہتا ہے مولا تو میری سنتا نہیں، مولا کہتا ہے تو گناہ سے باز نہیں آتا،تو یہ ایک سادہ سا طریقہ ہے جو اللہ سمجھا رہا ہے۔

آگے ہماری گفتگو کا موضوع ایک آیت بنتی ہے جو آیت نمبر ۱۸۷،اس کا پہلا حصہ

اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّ فَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ط هُنَّ لِبَاس ' لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاس ' لَّهُنَّ ط

حلال کر دیا گیا تمہارے لئے رمضان کی راتوں میں اپنی بیویوں کے پاس جانا،تمہارے لئے وہ لباس ہیں اور تم ان کے لئے لباس ہو۔

اس آیت پہ ہماری گفتگو قرآن آسان کورس پہ ہو چکی ہے میں تھوڑا سا ارشاد کروں گا کہ اللہ نے مرد کو بیوی کا لباس کہا ہے اور شوہر کو بیوی کا لباس کہا ہے اور ان دونوں کو ایک دوسرے کا لباس کہا ہے اور یہ مرد اور عورت کے باہمی تعلقات کو بیان کیا اور میاں اور بیوی کے تعلقات کا سب سے اہم پوائینٹ یہ ہے کہ دونوں ایک دوسرے کا لباس ہیں،لباس کیا کرتا ہے لباس یہ کرتا ہے کہ وہ آپ کے عیب چھپاتا ہے وہ آپ کو سردی گرمی سے بچاتا ہے، وہ آپ کو گرد مٹی سے بچاتا ہے وہ آپ کے جسم کو پاک رکھنے میں آپ کی مدد کرتا ہے،لباس انسان کے لئے خوبصورت کا باعث بھی بنتا ہے اگر لباس کے اوپر اچھی کڑائی ہو،لباس اچھا سلا ہوا ہو،تو وہ آپ کی شخصیت کو نکھار دیتا ہے تو اللہ نے کمال قسم کی مثال دی ہے اس سے خوبصورت مثال میاں اور بیوی کی نہیں دی جا سکتی کہ تم اگر بیوی ہو تو تم اپنے مرد کے لئے لباس بنو،لباس سے مراد یہ ہے کہ اس کے ہزار عیب ہیں اسے چھپاؤ،اس کے عیبوں کو کسی سے گفتگو میں لے کر نہ آؤ بتاؤ نہیں کسی کو کہ تمہارے مرد کے اندر،تمہارے شوہر میں یہ یہ عیب ہیں،اپنے شوہر کے عیبوں سے کسی کو آگاہ کرنا یہ سخت ترین ظلم ہے، ہر حالت میں اس کا ساتھ دو اس کا ساتھ دو جہاں یہ وہ چاہتا ہے وہیں جاؤ، جہاں سے وہ روکتا ہے رک جاؤ، یہ ہے ایک شوہر کے لئے بیوی کا لباس ہونا، یہ آپ کے لئے عزت کا باعث بنتا ہے یہ جو آپ نے اپنے شوہر کے عیب چھپائے ہیں نا یہ آپکی عزت کا باعث بنتا ہے، ایسی تعلیم حاصل کرو، ایسا علم لے لو ایسی تمہارے پاس کھانے پکانے کی ترکیب ہونی چاہئے ایسا گھر کا سلیقہ ہونا چاہئے، ایسے بچے پالنے کے انداز ہونے چاہئے کہ شوہر کے لئے عزت بن جائے،لوگ مثالیں دیں کہ یار اس کی بیوی اس کے گھر جا کے دیکھو اس نے کیسے گھر سنبھالا ہوا ہے، کیسی صاف ستھری عورت ہے، کیسی پا کیزہ اور کیسی اس نے بچوں کی اچھی پرورش کی ہے، کیسے علم والی ہے، کیسے اللہ نے اسے دنیا اور آخرت دونوں کا علم دیا ہوا ہے، لوگ بڑے چالاک ہوتے ہیں سب جانتے ہیں اچھی طرح جانتے ہیں،لوگوں کی نظریں بڑی تیز ہوتی ہیں،عزت کا باعث بنے ایک بیوی اپنے شوہر کے لئے،لوگ بیوی کی وجہ سے مرد کو پہچانیں،لوگ بیوی کی وجہ سے مرد کی عزت کریں کہ یار تمہیں اتنی سلیقے والی اللہ نے بیوی دی ہے، یہ نہ ہو کہ بیوی کی وجہ سے مرد کی بے عزتی ہو،اور لباس کہا،لباس بیک وقت آپ کے عیب بھی چھپاتا ہے اور آپکی خوبصورتی بھی بڑھاتا ہے اور اسی طرح ایک شوہر کے لئے بیوی ہوتی ہے جو اس کے عیب بھی چھپاتی ہے اور اس کے لئے عزت کا باعث بنتی ہے (اللہ اکبر)

یہاں عجیب حال ہے لڑلڑ کے آپس میں برا حال کیا ہوا ہے، ایک دوسرے سے لڑنا جھگڑنا، ایک واقعہ شاید پہلے بھی میں نے بتایا تھا یاد آ گیا ایک جو ہے عالم دین کسی جگہ درس دے رہے تھے تو انہوں نے کہا کہ تم میں سے جو اپنی بیوی سے تنگ ہے کھڑا ہو جائے تو وہ سارے ہی کھڑے ہو گئے، ایک جو ہے بیٹھا رہ گیا سامنے لائن میں تھا وہ بیٹھا ہوا ہے، کہا تم خوش نصیب ہو تم خوش ہو اپنی بیوی سے، اس نے کہا یار میں بھی بڑا تنگ ہوں میری ٹانگ توڑ دی ہے اس نے، تو میں کھڑا نہیں ہو سکتا، تنگ میں بھی ہوں، تو یہ بڑی عجیب مخلوق ہے (اللہ اکبر)

اسی طرح ایک شخص اسٹیشن سے باہر نکلا تو اس کا دوست نے روک لیا اس نے کہا کدھر یار، اور یہ چہرے پہ کیا ہے تمہارے سارے ہونٹ جو ہیں کالے ہوئے ہیں، کہا بیوی کو چھوڑ نے آیا ہوں اس نے میکے جانا تھا کراچی تو اس لئے آیا ہوں اتنی خوشی ہوئی مجھے کہ میں نے انجن کو چوم لیا تو ہونٹ کالے ہو گئے، مطلب جان چھوٹی، ایسا نہیں ہونا چاہئے، بجائے یہ کہ آپ خود اس بات کی تمنا کریں کہ جائے یہ، ایسی زندگی سے بچیں اور اپنا ایسا معاملہ بنائیں کہ آپ کا شوہر آپ کے لئے تڑپے ترسے کہ میری بیوی جب جاتی ہے گھر سے تو میرا تو کچھ نہیں رہتا، اور ہوتا یہ ہے کہ وہ دعائیں کرے کہ میری بیوی تو روز ہی میکے جائے تو ایسا نہیں ہونا چاہئے **ھن لباس لکم وانتم لباس**۔تمہارے لئے تمہاری بیوی جو ہے لباس ہے

اور اسی طرح شوہر کے لئے حکم ہے کہ شوہر اپنی بیوی کا لباس ہوتا ہے اسی طرح وہ اپنی بیوی کے عیب چھپاتا ہے، اپنی بیوی کی بری باتیں چھپا لے کسی کو نہ بتائے، کسی کے سامنے اس کا عیب نہ کھولے، کسی کے سامنے ایسی گفتگو نہ کرے کہ اس کی بیوی کو بے عزتی کا سامنا کرنا پڑے، چھپائے ہر چیز اور پھر دوسری طرف اس کے لئے عزت کا باعث بنے، ایسی تعلیم، ایسا ہنر، ایسی جاب، ایسا کاروبار کرے کہ اس کی بیوی اس کی وجہ سے عزت حاصل کرے اس کی بیوی اس کی وجہ سے لوگوں میں اُٹھے بیٹھے کہ دیکھو اس کا شوہر جو ہے سمجھدار کتنا ہے، علم والا ہے، اس کا شوہر کاروباری ہے، معاشرے میں اس کی کوئی عزت ہے، بہت محنت کرتا ہے تو ایسا انسان جو ہے وہ اپنی بیوی کے لئے لباس بن جاتا ہے کہ وہ اپنی بیوی کے عیب بھی چھپا رہا ہے اور ساتھ اس کی عزت بھی بنا رہا ہے، تو اب یہاں یہ جھگڑا شروع ہو جاتا ہے کہ بیویاں کہتی ہیں کہ پہلے تم لباس بنو، پھر میں بنوں گی اور شوہر کہتا ہے پہلے تم لباس بنو، نہیں ایسا نہ ہو، دونوں میں ایک نے تو بننا ہے اگر وہ نہیں بن رہا تو تو بن جا، اگر تو نہیں بن رہی تو وہ بن جا، دونوں میں سے ایک تو اس عمل پہ آئے لہذا معاشرے میں آج جتنا بگاڑ بھی ہے خدا کی قسم اس آیت کے اوپر کوئی عمل کر لے ہمارا معاشرہ سیدھا ہو سکتا ہے، کیونکہ دنیا میں سارے لڑائی جھگڑے میاں بیوی سے شروع ہوتے ہیں، دو لوگ جو گھروں کے اندر رہتے ہیں ان کے تعلقات ٹھیک ہیں تو دنیا ٹھیک ہے، اور اگر ان کے تعلقات خراب ہیں تو ساری دنیا کے تعلقات خراب ہیں، شوہر اور بیوی کے رشتے کو خراب کرنے کے لئے شیطان جتنی کوشش کرتا ہے اتنی قتل، شراب پلانے پہ بھی نہیں کرتا، ان دونوں کو خراب کرنے کے لئے پورا زور لگا دیتا ہے کہ کسی طرح ان دونوں کے اندر پھوٹ پڑ جائے، اس کے لئے اس کے پاس لاکھ طریقے ہیں، اس کے لئے کہیں وہ بیچ میں ساس لے آئے، گا سسر لے آئے گا اور ان کے اندر لڑائی شروع کروا دے گا، روٹی پانی کی لڑائی شروع کروا دے گا، کہیں بچوں کی لڑائی شروع ہو جائے گی ہزار طریقے ہیں جن سے وہ لڑائی کرواتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ یہ دونوں بے سکون ہو جائیں اور جب یہ دونوں بے سکون ہوں گے تو گھر میں بے سکونی پھیلے گی اور جب گھر میں پھیلے گی تو ہمسائے میں جائے گی اور ہمسائے سے سارے محلے میں جائے گی اور پورا محلّہ بے سکون، تو یہ بہت بڑا وار ہے اس سے بچنا چاہئے، اور سمجھدار لوگ سمجھتے ہیں اس کو اور وہ شیطان کے جالوں کو جانتے ہیں اور وہ لباس بنتے ہیں اور عیب چھپا لیتے ہیں، اگر کوئی ایسا معاملہ بنے تو آپ اُٹھ کے چلے جائیں، لڑائی اسی وقت ہوتی ہے نا جب دونوں طرف سے بولا جائے تالی ایک ہاتھ سے تو نہیں بجتی، وہ دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے تو دور ہو جائیں (اللہ اکبر)

تو بہت خوبصورت میاں کے لئے پیغام اور بیوی کے لئے پیغام قرآن سے ملا، پھر آگے یہ گفتگو چلتی ہے اور ہماری توجہ جو ہے وہ خاص آیت کی طرف آتی ہے جو آیت نمبر ۱۸۸ ہے

جس میں اللہ نے ارشاد فرمایا

وَلَاتَاْ كُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْ لُوْابِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقاً مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

ترجمہ:

نہ کھاؤ ایک دوسرے کا مال آپس میں ناجائز طریقے سے، اور نہ رسائی حاصل کرو حاکموں تک رشوت دے کہ تاکہ یوں کھاؤ کچھ مال کا حصہ لوگوں کے ظلم کے ساتھ حالانکہ تم جانتے ہو یہ اللہ نے حرام کیا ہے۔

بہت ہی بڑی آیت، جی چاہتا ہے کہ اس آیت کو ہر عدالت میں، ہر پولیس کے تھانے کے اندر، اور ایسی جگہ پہ جہاں حکام اور یہ انصاف کرنے والے لوگ بیٹھے ہیں وہاں بتایا جایا اسے اور وہاں پڑھا جائے پھر سنیں اللہ فرماتا ہے کہ نہ کھاؤ ایک دوسرے کا مال آپس میں ناجائز طریقے سے اور آگے فرماتا ہے کہ نہ رسائی حاصل کرو رشوت دے کے حاکموں تک تاکہ یوں کھاؤ کچھ حصہ مال کا، لوگوں کے مال کا ظلم کے ساتھ حالانکہ تم جانتے ہو اللہ نے حرام کیا ہے (اللہ اکبر)

لہذا ہمارا سارے کا سارا جو پولیس کا نظام ہے، ہماری عدالت کا نظام ہے اس کے لئے کیسے اللہ نے واضح حکم دے دیا کہ ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے نہ کھاؤ اگر تمہیں پتہ ہے کہ میرا مال نہیں ہے تو دھوکہ دے کے، جھوٹ بو کے، قسم کھا کے کہہ دیا کہ میرا ہی ہے ، کرتے ہیں لوگ، آپ جا کے عدالتوں میں دیکھیں کیا ہو رہا ہے، جھوٹ بول جاتے ہیں لوگ صرف اس لئے کہ چند ٹکے مل جائیں، کچھ دن ہیں ناپیٹ میں ڈال لوں گا کیا فائدہ اس کا، سب ختم ہونے والا ہے اور ناجائز طریقے سے مال نہ کھاؤ اور یہ بھی فرمایا آگے کہ تم رشوتیں دیتے ہو حاکموں کو تاکہ وہ تمہارے حق میں فیصلہ کریں یعنی تم جاتے ہو رات کو مل آئے جج سے اور کہا پانچ کروڑ ملے گا جس میں سے ڈھائی کروڑ آپ کا ہوگا فیصلہ میرے حق میں کر دیں ایسے ہی ہوتا ہے وہ مال کو دے کے فیصلہ اپنے حق میں کرواتے ہیں تو ہمارا پورا معاشرہ اگر اس آیت پہ عمل پیرا ہو جائے تو اتنے مقدمے ختم ہو جائیں، اتنے مقدمے ختم ہو جائیں، اتنے جھگڑے ختم ہو جائیں، اتنے بڑے بڑے blunders ختم ہو جائیں، اتنا گر لوگ اس بات پہ عمل کریں کہ ہم نے ناجائز طریقے سے مال نہیں کھانا اگر میرا نہیں ہے تو میں کیوں اس کے لئے عدالت میں مقدمے بازی کر رہا ہوں جب یہ میرا حق ہے ہی نہیں، آقا ﷺ کی خدمت میں بھی اس طرح کے فیصلے ہوتے تھے،

حضور ﷺ کی حدیث سنیں آپ کا ایمان تازہ ہو جائے گا، آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

اگر تم میرے پاس جھگڑے چھڑوانے کے لئے آتے ہو تو ہو سکتا ہے کہ تم میں سے کوئی ایک فریق زیادہ اچھی گفتگو کرنے والا ہو اور میں اس کے حق میں فیصلہ کر دوں حالانکہ وہ ناجائز ہو، یعنی ایک بندہ جو ہے وہ چرب زبانی سے اپنی اچھی گفتگو سے دوسرے کو قائل کر لیتا ہے، کیونکہ دلیلیں دیتا ہے جھوٹی اور دوسرے کو قائل کر لیتا ہے فرمایا ہو سکتا ہے کہ میں اس کے حق میں فیصلہ دے دوں اگر کوئی جانتا ہے کہ میں حق پہ نہیں تھا اور میرے حق میں فیصلہ ہو گیا ہے تو وہ ہرگز نہ لے کیونکہ میں نے تو جو دلائل سنے تھے اس پہ فیصلہ کرنا تھا تو جو جانتا ہے کہ میں نے غلط کیا ہے لیکن میں نے دلیلیں دے کے جھوٹی دلیلیں دے کے اپنی طرف کروالیا ہے فیصلہ تو فرمایا وہ یہ مال نہ کھائے وہ اس کے لئے دوزخ کا باعث بن جائے گا۔

تو کس قدر جو ہے ہماری باہمی مقدمے بازیاں ہیں جن سے نقصان ہوتے ہیں مقدمے کرنے سے نفرتیں پیدا ہوتی ہیں لوگوں کے درمیان دشمنیاں بن جاتی ہیں کئی کئی سالوں کی دشمنی بن جاتی ہے کہ اس نے مجھ پہ مقدمہ کروا دیا ہے یہ مجھے عدالت میں گھسیٹ رہا ہے، کئی کئی نفرتیں پیدا ہوتی ہیں تو اللہ نے واضح کر دیا کہ اس ناپاک طریقے سے لوگوں کے مالوں کو نہ کھاؤ حالانکہ تم جانتے ہو تمہارا مال نہیں ہے، ہاں اگر تمہارا مال ہے تو کوشش کرلو جائز ہے پھر مقدمے بھی کرو، کوشش بھی کرو، لیکن اگر نہیں ہے تو پھر رشوتیں دے کر اپنی طرف فیصلہ کرنے کی کوشش کرتے ہو تو تمہیں کیا ملے گا سب کچھ ضائع ہو جائے گا (اللہ اکبر)

ایک جگہ ہماری گفتگو آگے چلتی ہے اور یہ آتی ہے جو آیت نمبر ۱۹۱ ہے جو کہ فتنہ پہ اللہ نے بہت خوبصورت بات ارشاد فرمائی، ارشاد فرمایا

الفتنة اشد من القتل فتنہ قتل سے زیادہ برا ہے

اس بات پہ میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں اور اس بات پہ ہماری گفتگو ہوگی، فتنہ بازی اور لوگوں کے درمیان پھوٹ ڈالنا فساد کا باعث بننا اللہ نے اسے قتل سے بھی زیادہ سخت کہا ہے وہ عورت جو فتنے باز ہوتی ہے جو دھوکے باز ہوتی ہے اور وہ مرد جو فتنے باز ہوتا ہے فسادی ہوتا ہے اللہ کی نظر میں وہ قتل سے بھی برا ہے اور اس کی سزا قتل سے بھی زیادہ بڑی ہے کہ

لوگوں کے درمیان فتنہ پیدا کرنا، لوگوں کے درمیان پھوٹ ڈالنا کہ ان کے اندر کوئی لڑائی پیدا ہو اور یہ ایک دوسرے سے ناراض ہو جائیں فتنہ پیدا کر کے لوگوں کو دور کرنا تو اللہ نے یہاں واضح کر دیا کہ وہ قتل کرنے سے بھی زیادہ سخت ہے (اللہ اکبر)

آپ اندازہ کیجئے اس لئے فرمایا گیا کہ **وہ سچ جس سے فتنہ پیدا ہوتا ہے وہ بولنا منع ہے** اور آپ کو پتہ ہے یہاں بیٹھی ہوئی ہوں گفتگو ہو رہی ہے معاملات چل رہے ہیں اور مجھے پتہ ہے بات سچ کیا ہے اور میں اگر بول دوں گی تو آپ کو یہ بھی پتہ ہے کہ جونہی میں نے سچ بولا تو یہاں پہ لڑائی ہو جائے گی اور یہاں طلاقوں تک نوبت چلی جائے گی اور اس قدر خون ریزی ہو جائے گی کہ شاید یہ دونوں خاندان کبھی نہ ملیں وہاں آپ کو اجازت ہے کہ آپ فتنے اور خون ریزی سے بچنے کے لئے اپنے سچ کو نہ بولیں وہاں آپ چپ رہ جائیں اور اگر کوئی پوچھے بھی تو جھوٹ بول دیں اس لئے کہ آپ نے فتنے سے بچنا ہے، لڑائی جھگڑا اسلام قطعاً پسند نہیں رتا، کسی حالت میں پسند نہیں کرتا (اللہ اکبر)

اسی طرح کسی کو فتنے بازی سے دین سے روک لینا، فتنے بازی سے نماز پڑھنے سے روک لینا، ذکر سے روک لینا، کوئی ایسا فتنہ برپا کرنا جس سے کسی جگہ دین کا کام ہو رہا تھا وہ بند ہو جائے اس شخص کی سزا بہت بڑی ہے کہ اس نے ایسا فتنہ وہاں شروع کیا جس کی وجہ سے، وہاں دین کا کام ہو رہا تھا وہاں اللہ اللہ ہو رہی تھی، وہاں نماز، روزہ، وہاں نیکیاں، لیکن تم نے وہاں فتنہ ایسا کیا ہے کہ تمہاری وجہ سے وہاں ذکر بند ہو گیا ہے اس سے بڑی زیادتی اور ظلم کے لئے بھی نہیں ہے، قتل سے زیادہ بھاینک جرم یہ ہے کہ تم فتنہ برپا کرو تو اس لئے ہمیں یہ تعلیم ملتی ہے اس بات سے کہ اپنی عادتوں کو اس طرح بنایا جائے کہ آپ کی وجہ سے کہیں فتنہ نہ ہو بلکہ آپ کی وجہ سے معاملات حل ہو جائیں، لوگ آپ سے تربیت لے کر آپ کی وجہ سے معاملات بہتر کر سکیں بجائے اس کے کہ آپ ایسی ساس بن جائیں جو ہر وقت کسی نہ کسی طرح بچے اور بچی میں جدائی پیدا کرے اور ایسی نند بن جائیں کہ فتنے باز نند جو چاہتی ہے کہ نہیں بس یہ گھر میرا ہے یہ جو آ گئی ہے اس کا نہیں ہے یا ایسا شوہر بن جائیں جو فتنے باز شوہر ہو تو ایسے لوگ جو ہیں انہیں اس آیت سے سبق حاصل کرنا چاہئے کہ۔ **الفتنۃ اشد من القتل** ۔ فتنہ قتل سے بھی زیادہ برا ہے

اس طرح یہ آیت آگے چلتی ہے اور ہماری توجہ کھینچتی ہے وہ ہے آیت نمبر ۹۵، اس میں ارشاد فرمایا

وَاَنفِقُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَلَا تُلۡقُوۡا بِاَیۡدِیۡکُمۡ اِلَی التَّہۡلُکَۃِ وَ اَحۡسِنُوۡا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ O

ترجمہ:

اور خرچ کیا کرو اللہ کی راہ میں اور نہ پھینکو کا کافروں کے ہاتھوں تباہی میں اور اچھے کام کیا کرو، بے شک اللہ اچھے کام کرنے والوں سے بہت محبت کرتا ہے۔

اس میں اللہ نے پیغام دیا کہ اللہ کی راہ میں جو خرچ کرتے ہیں پیسے خرچ کرتے ہیں وہ اللہ کو بڑے پسند ہیں، مال خرچ کرنا، صدقہ دینا

صدقہ دیا کرو اگرچہ بکری کا ایک کھر ہی کیوں نہ ہو

اس قدر چھوٹا صدقہ بھی اتنا پسند ہے کہ لوگوں کو نیکی کے رستے پہ لے کر آنے اور خرچ کرنے کی عادت تقریباً ختم ہو گئی ہے، تھوڑے ہی ہیں جو نیکی کے لئے خرچ کرتے ہیں، مسجد میں آپ کبھی جائیں گے تو ٹھپے دے دیتے ہیں، خرچ کرنے پہ مرتے ہیں اللہ کی راہ میں تو اللہ ان کی غربت دور نہیں کرتا، اللہ چاہتا ہے کہ یہ ریگولر میرے رستے میں خرچ کریں، کیونکہ نیت نہیں ہوتی ہے، تو قرآن نے ایک جگہ واضح ارشاد فرمایا کہ

تم اس وقت تک نیکی تک پہنچ نہیں سکتے جب تک وہ چیز خرچ نہ کرو جو تمہیں سب سے زیادہ پیاری ہے

سب سے زیادہ پیاری چیز کو اللہ کے رستے میں خرچ کرو، آپ دیکھیں اللہ نے اتنا پیارا جملہ ارشاد فرما کے ہماری توجہ لی ہے کہ سب سے زیادہ پیاری چیز کو میرے رستے میں پیش کرو، سب سے پہلے سب سے پیاری چیز انسان کی اپنی اولاد ہوتی ہے، انسان اس کے لئے جو کرتا ہے وہ آپ خود جانتے ہیں، دوسرے نمبر پہ انسان کو مال سے بڑی محبت ہوتی ہے اور

اس کے بعد انسان کو سب سے زیادہ محبت اپنی جان سے ہوتی ہے تو فرمایا تمہیں نیکی کی اس وقت تک ہوا بھی نہیں لگے گی جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز میرے رستے میں نہیں دیتے ہو

آقا علیہ وسلم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

قیامت کے دن اللہ ایک شخص کو بلائے گا اور اس سے یہ کہے گا کہ تو نے میرے رستے میں کچھ بھی خرچ نہیں کیا، کہا مولا میں نے تو خرچ کیا، فرمایا کیا خرچ کیا، کہا میں نے تو بڑے خرچ کئے، فرمایا لاؤ جو خرچ کیا، تو وہ لے کر آیا ایک گٹھری ہو گی اس کو کھولا جائے گا، اور اس کے اندر کیا ہے، کپڑے ہی کپڑے پرانے کپڑے، پھٹے ہوئے کمبل، ضائع پیسے چھوٹے چھوٹے روپے، کہا مجھے تو نے اس لائق سمجھا ہوا ہے میں تیرا رب تھا تو نے مجھے ان چیزوں کے لائق رکھا ہوا تھا کہ جو شے پرانی، کوٹھی گندی ہو گئی ہے اتنا بڑا ظلم، کہا گیا اُٹھاؤ اسے اور اس کے سر پہ رکھواور اسے دہلا دو دوزخ کی طرف، مجھے یہ چیزیں دیتے رہے، اچھی چیزوں پہ خود قبضہ اور اللہ کے لئے پھٹا ہوا نوٹ تو ایسا نہ کیا کریں آپ کو لگتا ہے کہ کوئی چیز پرانی ہو گئی ہے تو اسے اللہ کی راہ میں دے دیں یہ ٹرینڈ ختم کریں، نئی چیز اللہ کے رستے میں خرچ کریں۔

حضور علیہ وسلم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

جب تم اللہ کی راہ میں مال دیتے ہو تو اللہ اپنے ہاتھ سے وصول کرتا ہے۔

نظر آتا ہے اللہ کا ہاتھ، نہیں، لیکن جب نبی نے کہہ دیا تو یعنی اللہ خود وصول کرتا ہے، اور جب لیتا ہے تو اسے آپ کی نیت دیکھتے ہوئے فوراً اس کا بدلا دس گنا عطا کرتا ہے اور اگر نیت اور اچھی ہو تو ستر گنا، اور اگر اور اچھی ہو تو چودہ سو گنا، اور اگر اور اچھی ہو تو قیامت تک کے لئے اس کا اجر لکھا جائے گا، قیامت تک، وہ کبھی ضائع نہ ہو گا، ایک روپیہ خرچ کیا اچھی نیت سے تو اللہ اسے لاکھ گنا کر دے گا، تو یہ اصول دیا گیا کہ خرچ کرو اللہ کی راہ میں **وَاَنفِقُوا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ** اللہ کے رستے میں خرچ کرو، اللہ کے رستے میں دیا کرو، بے شمار برکتیں ملیں گی۔

یعنی اگر تم ایسا نہیں کرو گے اللہ کے رستے میں نہیں دو گے تو محنت تو تم کرو گے لیکن اپنے لئے تم خود تباہی پیدا کرو گے انسان کو مال بڑا پیارا ہے اسے اللہ کی راہ میں دیا جائے اور انسان کو اولاد بڑی پیاری ہے، کتنی مائیں آج ایسی، کتنے باپ ایسے ہیں کہ مولا اگر تو مجھے ایک سے زیادہ بچے دے گا دو چار پانچ تو ایک تیرے رستے میں عالم دین بناؤں گی، اپنی اولاد کو اللہ کے رستے میں وقف نہیں کرتے، کہتے ہیں یہ میری ہے یہ میرا ہے میں اپنے واسطے رکھیا ہے مینوں کما کے دے گا، کچھ بھی نہیں ہے تیرے پاس یہ سب کچھ اس کا دیا ہوا ہے اس نے لے لینا ہے تو پہلے ہی مان جاؤ اور اس کو یہ کہہ دو مولا یہ تیرا ہے اگر اجازت دیتا ہے تو سارا دے دیتا ہوں لیکن یہ تین میں رکھ لیتا ہوں اور ایک تیرے رستے میں، کوئی نیت نہیں، اس کو ڈاکٹر بنانا ہے، اس کو پروفیسر بنانا ہے، اس کو باہر بھیجنا ہے اور خود قبر میں چلے جانا ہے، کوئی ٹریننگ نہیں ہے ماں باپ کی، بچپن سے ہی وہ ایسی غلط ٹریننگ ڈال دیتے ہیں بچوں کے اندر، کوئی سوچ نہیں کہ کوئی ایک بچہ اللہ کے رستے میں دوں لہذا یہ نیت کر لیں کہ اگر اللہ مجھے اولاد دے گا تو ایک بچی یا بچہ تیرے رستے میں پیش کروں گا اس سے اس میں برکت پیدا ہو جائے گی، اور وہ کہیں جائے گا نہیں بلکہ تیری ہی عزت بڑھائے گا اور خدا کی قسم جس کو آپ دین سکھا دیتے ہیں وہ اس اولاد سے ہزار گنا بہتر ہوتی ہے جس کو آپ صرف دنیا کی تعلیم ہی سکھاتے ہیں۔

جب اولاد دین سیکھ جاتی ہے تو وہ قبر پہ آ کر دعا مانگتی ہے تو اللہ اس دعا کی برکت سے آپ کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا کر دیتا ہے، سکھایا ہی کچھ نہیں ہوتا، ہم کہتے ہیں اپنے بچوں سے کہ نیت کرو کہ اگر اللہ تمہیں اولاد دے گا تو اسکو اللہ کے رستے میں پیش کرو گے کہ یہ حجرت صاح کے نام ہے، کیا کرتے ہیں ظالم جو کنڈم دماغ، فضول، جاہل بالکل فارغ دنیا سے ہوتا ہے اسے اللہ کے رستے میں دیتے ہیں اور جو ذہین ہے اسے کالج بھیجو، اسے یونیورسٹی بھیجو، اس کو اعلیٰ تعلیم سکھاؤ، یہ سست ہے اسے اللہ کی راہ میں پیش کرو، یہ ہے ہمارا طریقہ اور اس سے ہماری نسلیں برباد ہو گئی ہیں اس لئے کہ ہم نے اللہ کے رستے میں غلط چیزیں پیش کرتے ہیں۔

آپ کے سارے بہترین دماغ کالجوں میں بیٹھ گئے ہیں، یونیورسٹیوں میں بیٹھ گئے ہیں اور جو کنڈم دماغ ہیں وہ مدرسوں میں چلے گئے ہیں اور وہاں پہ وہ نکلتے ہیں عجیب وغریب چیزیں پڑھ کے تو وہ مسجد کے ممبروں پہ بیٹھ جاتے ہیں اور پھر کہتے ہیں مولوی ایسے کرتے ہیں، مولوی ہمیں صحیح سکھاتے نہیں تو کیسے سکھائیں آپ نے جو کنڈم دماغ تھا وہ دیا اللہ کے رستے میں، جو اچھا ذہین بچہ تھا اسے بھی دے دیتے (اللہ اکبر) تو لہذا اللہ کے رستے میں بہترین چیز پیش کی جائے۔

اور پھر اپنی اجن، انسان کو اپنی جان سب سے زیادہ پیاری ہوتی ہے، اللہ فرماتا ہے کہ تم اس وقت تک نیکی کی گرد کو بھی نہیں پا سکتے جب تک تم اپنی پیاری چیز اللہ کے رستے میں پیش نہیں کرتے، اپنی جان کو پیش کریں، درس قرآن میں آپ بیٹھی ہوئی ہیں اپنی جان کو آپ استعمال کر رہی ہیں اللہ کے رستے میں پیش کیا ہوا ہے اس کی برکت دیکھئے گا، اس کی بے شمار کڑوڑوں اللہ کی رحمتیں اور جو معاملات بننے والے ہیں وہ ہماری عقلوں میں نہیں آئیں گے جو قرآن کو پڑھنے کے لئے سمجھنے کے لئے وقت دے رہی ہیں آپ اس سے بڑی کیا سعادت ہے (اللہ اکبر) کہا میرے رستے میں یہ پیش کر دو چیزیں، اپنے ہاتھوں سے پیسے کماتے ہو، اپنے ہاتھوں سے اپنے آ کو پالتے ہو پیسے کماتے ہو، تباہی اپنے لئے آکھٹی کر رہے ہو اگر میرے رستے میں نہیں دو گے یہ تمہارے لئے مصیبتیں بن جائیں گی تمہاری اولاد تمہارے لئے بےعزتی کا باعث ہو جائے گی، یہ دولت تمہارے لئے پھانسی کا پھندا بن جائے گی، یہ جان تمہاری اتنی بیمار کر دوں گا اس کو بیماری کا گھر بنا کے یہ جان بھی ختم کر دوں گا، اپنے ہاتھوں اپنی جان کو تباہی میں نہ ڈالو، اللہ کے رستے میں پیش کرو **(اللہ اکبر)**

وَ اَحۡسِنُوۡا اور اچھے کام کیا کرو، بے شک اللہ اچھے کام کرنے والوں سے محبت کرتا ہے **(اللہ اکبر)**

پھر اسی طرح آگے ہماری توجہ اس سے اگلی آیت ہے جو طویل آیت ہے جس میں حج کا سارا طریقہ بیان کیا گیا ہے اور یہ آیت، آیت نمبر ۱۹۷ ہے جس میں اللہ نے شروع میں حج کے طریقے کو بیان کیا ہے اس کی گفتگو میں بڑی خاص بات ہے اس پہ توجہ رکھیئے گا

آیت ۱۹۶

وَاَتِمُّوا الۡحَجَّ وَالۡعُمۡرَةَ لِلّٰهِ

اور پورا کرو حج اور عمرہ اللہ کے لئے

عرب میں یہ رواج تھا کہ جب حج کا موسم آتا تو یہ لوگ دیکھنے والے تھے ان کے چہرے کھل جاتے تھے، چست ہو جاتے تھے چالاک ہو جاتے تھے اور بس ہر وقت حج کی تیاری میں لگ جاتے تھے، کیوں، کیونکہ حج ان کے لئے بہت بڑی تجارت کی منڈی تھی کیونکہ سارے عرب سے لوگ آتے اور باہر سے بھی لوگ آتے تھے حج کرنے کے لئے تو یہ عرب جو ہیں قریش جتنے بھی کعبہ کے اردگرد رہتے تھے یہ سارے بس ان کے رنگ دیکھنے والے تھے کہ وہ خوش ہوتے کہ خوب پیسہ آئے گا، ٹیلہ آئے گا، ہم خوب تجارت کریں گے مال کمائیں گے، ہم خوب مال بیچیں گے روٹی پانی چلے گا تو اللہ نے اس طرف اشارہ کیا کہ ظالموں حج اور عمرہ اس لئے کرتے ہو کہ روٹی پانی اور تجارت کو فروغ دو۔ **واتموا لحج والعمرہ للہ** ۔ اللہ کے لئے حج اور عمرہ کرو کوئی اللہ کو بھی راضی کر لو، اتنا بڑا اللہ تمہیں موقع دے رہا ہے تو تم لوگ بجائے اس کے کہ میری رضا حاصل کرو تم تجارت کی طرف بھاگ رہے ہو **(اللہ اکبر)**

ان کے نزدیک حج صرف تجارت کے لئے ہوتا تھا اور سیر و تفریح کے لئے، اکثر عرب جو ہیں وہ حج میں سیر و تفریح کے لئے آیا کرتے تھے ان کا کوئی مقصد اللہ کی رضا نہیں ہوتا تھا، ان کا کوئی مقصد یہ نہیں ہوتا تھا کہ وہ مقام ابراہیم کی زیارت کریں، یہاں پہ کوئی اپنے آنسو بہا کے مغفرت حاصل کریں، وہ صرف سیر کرنے آتے تھے چلو یار اچھا ہے رونق میلا ہوگا، عورتیں بھی ہیں مرد بھی ہیں، خوب نظر بازی بھی کریں گے وہاں خوب تجارت بھینکریں گے کھائیں پئیں گے بھی، چلو میلہ دیکھنے چلتے ہیں، کچھ یہی حال آج بھی نام نہاد بہت سارے لوگوں کا آج بھی ہے، کہتے ہیں چلو یار ویسے بھی گھر پڑے ہوئے ہیں چلو حج کے لئے چلتے ہیں، فرمایا حج اور عمرہ اللہ کے لئے کرو

حضرت علامہ اقبال آپ کسی حاجی سے ملنے کے لئے گئے تو آپ کا ایک بڑا پیارا شعر ہے جو آپ نے اس ملاقات کے بارے میں کہا، تو آپ ملنے گئے تو اس نے جاتے ہی آپ کے سامنے آب زم زم، اور کھجوریں رکھ دی، اور آپ نے فرمایا حضور میں یہ لینے نہیں آیا، کہا یہ میں آپ کے لئے تحفہ لایا ہوں، آپ ہمارے بزرگ ہیں یہ آب زم زم ہے کھجوریں ہیں، کہا میں یہ تحفہ لینے نہیں آیا آپ سے، میں آپ سے اپنے نبی کا جو تحفہ ہے وہ لینے آیا ہوں کہا کوئی تحفہ ملا آپ کو، کہا کونسا تحفہ یہی تحفہ ہوتا ہے ٹوپیاں یہ رومال، یہ آب زم زم یہ کھجوریں یہ سارا کچھ، کہا یہ تو کوئی بھی لا سکتا ہے میں بھی جاؤں تو لے آؤں، مجھے آپ یہ بتائیں کہ وہاں پہ ملاقات اللہ اور اس کے رسول سے ہوئی ہے مل کر آئے ہیں، کہا دیکھیں آپ اللہ کے گھر گئے تھے اللہ سے ملاقات ہی کوئی نہیں ہوئی، مدینہ شریف گئے تھے وہاں حضور سے ملاقات نہیں ہوئی ، یہ حال ہے حاجیوں کا، آب زم زم لا کے اسے پلا کے سمجھتے

ہیں بڑی بہادری کردی ہے اور کھجوریں کھلا کے سمجھتے ہیں حج کرلیا ہے، یہ یہ نہیں ہے حج اس سے بہت گہری عبادت ہے اس لئے فرمایا کہ حج اور عمرہ اللہ کے لئے کرو۔ (اللہ اکبر) آ گے ایک اور گفتگو آ گے آتی ہے کہ اصل جب لوگ حج پہ جایا کرتے تھے پرانے دور میں، اسی آیت کی گفتگو آ گے چلتی ہے گفتگو موجود ہے، وہ کچھ بھی ساتھ لے کر نہیں جایا کرتے تھے راستے میں بھیک مانگا کرتے تھے لوگوں سے یہ کہہ کر کہ میں حج کرنے جارہا ہوں مجھے پیسے دو تو اللہ نے اس کا یہاں پہ ذکر کیا کہ خبردار تم ایسا نہ کرو، اپنے گھر سے اپنا مال، روٹی، پیسہ لے کر چلو، راستے میں بھیک نہ مانگو، میرے گھر میں آرہے ہو میرے لئے آرہے ہو تو کیا رستے میں بھیک مانگو گے تو یہ بھی منع فرمایا کہ صبر کا گوشہ اختیار کرو، جب سفر کے لئے نکلو تو تمہارے پاس یہ ساری چیزیں ہونی چاہئے (اللہ اکبر)

پھر اسی طرح **آیت نمبر ۲۰۰** کے اندر ایک بہت پیارا پیغام اللہ کا ہمارے سامنے آتا ہے **اللہ نے ارشاد فرمایا**

فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ط فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَالَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ O

اور جب تم حج پورا ادا کرلو، حج ہوگیا مناسک ادا ہو گئے **فَاذْكُرُوا اللّٰهَ** اللہ کا ذکر کثرت سے کرو **كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا** جس طرح تم اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے ہو اللہ کا ذکر اس سے زیادہ کرو عربوں میں یہ اصول تھا کہ جب حج مکمل ہوجاتا تو یہ سارے اکٹھے ہو کر بیٹھتے تو ایک بندہ کھڑا ہوتا اور اپنے پ باپ دادا کے کارنامے بیان کرتا، پھر ایک بیٹھ جاتا تو دوسرا کھڑا ہوتا وہ بیٹھتا تو تیسرا کھڑا ہوجاتا ہے تو اس طرح اپنے باپ دادوں کی گفتگو کیا کرتے تھے تو اللہ نے منع فرمایا کہ جب تم حج کرچکو تو اپنے بزرگوں کا ذکر نہ کرو بلکہ میرا کرو، اللہ کی یاد میں، ذکر کرو میرا (اللہ اکبر)

پھر آ گے وہ آیت موجود ہے جو آقا ﷺ کی دعا ہے

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَالَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ

اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما، ہمیں آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما (آمین)

اس آیت پہ ہماری گفتگو جو ہے وہ انشاء اللہ اگلے درس میں کریں گے کیونکہ اس میں بہت ساری ایسی باتیں ہیں جو میں چاہتا ہوں ہماری نظر میں آئیں، اس کو ہم اگلے درس میں کریں گے، میں چاہتا ہوں آج یہیں تک رکھیں جہاں تک یہ آیت موجود ہے، آیت نمبر ۲۰۱ تک اللہ سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

شراب اور طلاق کا بیان

ہم سب کے لئے یہ سعادت ہے کہ اللہ نے ہمیں قرآن کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائی ہے اور آپ سب قرآن پاک کو سمجھنے کے لئے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں آج انشاءاللہ العزیز ہمارا یہ لیکچر رکوع نمبر ۲۵ کے اندر آیت نمبر ۲۰۸ سے شروع ہوگا آج اور ہم رکوع نمبر ۳۰ تک پڑھیں گے۔

سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲۰۸ سے آغاز ہوتا ہے صفحہ نمبر ۱۴۱ اللہ نے ارشاد فرمایا

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْ فِی السِّلْمِ کَآفَّةً

اے ایمان والوں اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ ایمان والوں سے کہا جا رہا ہے، پہلے ایمان والے ہیں کہ وہ اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جائیں جو چیز پہلے ہی حاصل ہے اسے دوبارہ سے حاصل نہیں کیا جا سکتا، اگر آپ سے یہ کہا جائے کہ آپ پہلے ہی ہال کے اندر موجود ہیں اور میں کہوں ہال کے اندر آ جاؤ تو یہ مناسب نہیں ہے کیونکہ آپ پہلے ہی ہال کے اندر ہیں اسی طرح مومنین سے اللہ کہہ رہا ہے

تم اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ

،تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ جو سمجھدار ذہن ہوتے ہیں وہ یہاں رک جاتے ہیں کہ **آخر ایمان والے کیسے داخل ہوں گے**، یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب حضرت کعب ابن اخبارؓ آپ یہودی عالم دین تھے اسلام سے پہلے جب آپ نے اسلام قبول کیا تو یہودیوں میں جو ہے اونٹ کا گوشت اتنا مرغوبیت سے نہیں کھایا جاتا یہ پسند نہیں کرتے اونٹ کے گوشت کو تو چونکہ آپ یہودی تھے اور اس کے بعد اسلام کی دولت ملی، مدینہ شریف میں جب آئے تو مسلمان ظاہر ہے اونٹ کو ذبح کرتے تھے اونٹ کا گوشت استعمال کرتے تھے تو ایسے ہی ہوا اونٹ ذبح ہوا اونٹ کا گوشت پکا تو آپ کسی دعوت پہ گئے تو آپ کے سامنے رکھا گیا تو آپ نے انکار کر دیا اور فرمایا کہ میں اسے نہیں کھاؤں گا تو پوچھا گیا کہ کیوں تو آپ نے فرمایا کہ یہودیوں میں اسے پسند نہیں کیا جاتا تو یہ بات اللہ کو ناگوار گزری اور یہ آیت اتری کہ جب تم اسلام قبول کر چکے ہو تو پھر یہ دلیلیں اور یہ حجت بازیاں چھوڑ دو، اسلام کے اندر اب کوئی گنجائش نہیں ہے جو پیچھے ہو چکا وہ اب ختم ہو گیا، اب اسلام کے اندر آ چکے ہو لہذا اب اونٹ کا گوشت اسی طرح کھاؤ گے جس طرح مسلمان کھاتے ہیں دوسرا اس آیت کا مفہوم یہ بھی ہے کہ جب **یہ آیت نازل ہوئی تو اس وقت کچھ مسلمانوں نے حضورﷺ سے پہلے قربانی فرمائی** عید کا دن تھا تو مسلمان عید کی نماز پڑھ کے فارغ ہوئے تو تب حضور ابھی گھر نہیں تھے پہنچے انہوں نے ابھی اپنی قربانی ادا نہیں تھی کی تو تب مسلمانوں نے جلدی فارغ ہو کے گھر گئے اور وہاں قربانی کر دی آقاﷺ کو خبر دی گئی تو اللہ کو یہ بات پسند نہ آئی تو یہ آیت نازل ہوئی کہ اے ایمان والوں پوری طرح اسلام میں داخل ہو جاؤ یعنی کہ جب تک حضورﷺ کوئی عمل نہیں کرتے اس وقت تک تم بھی کوئی عمل نہ کرو، یہ ہمارے مسلمانوں کے لئے بہت زیادہ سمجھداری والی آیت ہے جس کے اندر یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ اگر آپ ایمان لے آئے ہیں مسلمانوں کے گھر پیدا ہوئے ہیں تو اب گزارا نہیں ہوگا کہ آدھے کافر آدھے مسلمان آدھے یہودی آدھے ہندو یہ گزارا نہیں ہوگا، پوری طرح سے اسلام کے سانچے میں ڈھلنا ہوگا

دورنگی چھوڑ کے یک رنگ ہو جا ۔۔۔۔۔ سراسر موم یا ضم ہو جا

یہ دورنگی چھوڑنی ہوگی، لمبے لمبے ناخن رکھنا، اور ان پہ نیل پالش لگانا، اور عجیب وغریب قسم کے سٹائل بنانا اور عجیب وغریب قسم کے کپڑے پہن کے پھرتے رہنا اسلام اس کی بنیاد مٹا دیتا ہے اس جملے سے کہ اے ایمان والوں اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ، کوئی گردن تک داخل ہوا ہے، کوئی پیٹ تک داخل ہوا ہے کوئی ٹانگوں تک، نہیں ایسا نہیں

کوا چلا ہنس کی چال اپنی بھی بھول گیا

آپ جو ہیں وہی رہیں اللہ نے جو آپ کو عزت دی ہے اسلام کی وجہ سے، اسلام کے اندر اللہ نے وہ خوبصورتی رکھی ہے جو کسی اور مذہب میں نہیں ہے اگر آپ اسلام کا حسن نہیں

اپناتے ہیں تو آپ خوبصورت نہیں بن سکتے چاہے آپ کچھ بھی کر لیں جسے اسلام نے خوبصورت کہا ہے بس وہی چیز خوبصورت ہے، یورپ کی طرف دیکھ لیں اس نے عورت کا خلیہ بگاڑ کے رکھ دیا ہے سر سے لے کر پاؤں تک عورت بکاؤ مال ہے سر سے پاؤں تک عورت صرف ایک حسن کی نمائش ہے اور کچھ بھی نہیں جب کہ اسلام عزت دیتا ہے، اسلام پردہ عطا کرتا ہے اسلام ایک خاص قسم کا انداز زندگی عطا کرتا ہے ،لوگ کہتے ہیں کہ ہم اسلام میں آئیں گے تو ہم قید ہو جائیں گے وہ جاہل ہیں کیونکہ اسلام قید نہیں کرتا بلکہ اسلام زندگی کھول دیتا ہے فرق صرف یہ ہے کہ ہم چونکہ اسلام کو بوجھ سمجھتے ہیں

وضع میں تم ہو نصاری اور تمدن میں غیور یہ وہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائے یہود

عورتیں ہیں تو ان کا عجیب وغریب خلیہ ہے، مرد ہیں تو ان کے خلیے بگڑ چکے ہیں تو اسلام ان چیزوں کو پسند نہیں کرتا، اسلام یہ چاہتا ہے کہ اس کے ماننے والے سر سے لے کر پاؤں تک اسلام میں ہوں، سر سے پاؤں تک سے مراد بڑی خوبصورت ہے سر سے پاؤں تک پورے کے پورے یعنی جب سر کی بات آتی ہے تو خیالات آپ کے خیالات بھی اسلامی ہوں، آگے آتی ہے زبان، آپ کی گفتگو بھی اسلامی ہو، پھر آگے آتا ہے لباس، آپ کا لباس بھی اسلامی ہو، پھر آگے آتا ہے آپ اک رہن سہن اُٹھنا بیٹھنا، رسم ورواج وہ بھی اسلامی ہونے چاہئے، اسلام والے اگر اسلام کو پسند نہیں کریں گے تو کیا ہندو پسند کرے گا اسلام کو، ہمارے اندر ایک عجیب رویہ ہے کہ ہم اسلام کے لئے اپنے دل میں ایک عجیب غصہ رکھتے ہیں اپنے دل میں دشمنی پالی ہوئی ہے لووگس نے اسلام کے لئے کہ یہ بڑا تنگ مذہب ہے بڑی تنگی ہے، یار پانچ نمازوں کی پابندی، یہ کیا ہے رمضان کے روزوں کی پابندی، حج بھی کرو اس کی بھی پابندی، پھر زکوۃ بھی ادا کرو، میں آزاد رہنا چاہتا ہوں میں کھلی زندگی گزرنا چاہتا ہوں مجھے کیا تنگ کر رہے ہیں، ٹھیک ہے آپ کھلی زندگی گزاریں اور جائیں سیدھا دوزخ میں، یہاں، دیکھیں انسان دو چیزیں اکھٹی نہیں لے سکتا، دنیا میں تنگی آئے گی تو اللہ قیامت کے دن کشادگی عطا کر دے گا، دنیا میں کشادہ رہنے کی کوشش کرو گے تو قیامت کے دن تنگ ہو جاؤ گے تو اس لئے ایک ہی جگہ پہ یہ ہو سکتا ہے۔

قرآن نے واضح کر دیا کہ اے ایمان والوں داخل ہو جاؤ اسلام میں پورے کے پورے، چہرہ اسلامی کرو، مردوں کو یہ حکم ہے کہ پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جائیں، پورے کے پورے سے مراد ان کا چہرہ سنت کے مطابق داڑھی شریف والا ہونا چاہئے، خواتین بھی اسلام میں پوری کی پوری داخل ہوں ان کے لئے یہ ہے کہ ان کو حضرت فاطمہؓ کے نقش قدم پہ چلنا چاہئے، جیسے ہماری بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرہؓ کے حوالے سے بڑی خوبصورت گفتگو فرما رہی تھی تو یہ ماشاءاللہ آپ کی تربیت کا ایک طریقہ ہے ہم کوشش کر رہے ہیں کہ آپ میں سے بہترین بیٹیاں جو ہمیں لگا کہ تقریر کر سکتی ہیں انہیں ہم سٹیج پہ بلائیں گے ہر روز ہر لیکچر میں تا کہ وہ بھی تربیت لے سکیں اور معاشرے کے اندر ایک بہترین خاتون علماء کے طور پہ داخل ہوں، خاتون علماء سامنے آئیں جن کو قرآن بھی آتا ہو، حدیث بھی آتی ہو، تصوف بھی آتا ہو، جو کسی اللہ والے کے ساتھ نسبت بھی رکھتی ہوں ہمیں ایسی خاتون علماء تیار کرنا مقصود ہے اور اسی طرح مردوں میں بھی ہم یہی کر رہے ہیں انہیں بھی ہم سٹیج پہ موقع دیں گے وہ بھی تقریر کریں گے تا کہ وہ بھی مرد علماء جو ہیں سامنے آئیں اور ان نام نہاد پانچویں پاس قسم کے علماء کی چھٹی ہو جائے جنہوں نے دین کا لوگوں کا ایک اپنا ہی چہرہ بنا کر دیکھا دیا ہے جو کہ دین نہیں ہے وہ ان کا اپنا بنایا ہوا دین ہے اصل میں دین وہ نہیں ہے۔ الا ماشاءاللہ۔ سارے نہیں ہیں لیکن زیادہ تر لوگ ان پڑھ ہیں لیکن وہ ممبر رسالت پہ بیٹھے ہوئے ہیں اور نہ کوئی تحقیق ہے نہ کوئی ریسرچ ہے اور نہ کوئی اور ایسی گفتگو ہے لیکن بس ہم جیسے لوگوں نے انہیں موقع دیا ہوا ہے، آپ اور میں اگر نہ موقع دیں تو یہ لوگ کبھی اوپر نہ آسکیں اسی لئے ہم بیٹیوں کو موقع دیں گے وہ یہاں حاضر ہوں گی اور انشاء اللہ ایک وقت آئے گا کہ معاشرے میں بہترین خاتون علماء سامنے آئیں گی **(انشاءاللہ)**

یہ ان لوگوں سے بھی میں گفتگو کر رہا ہوں جو طریقت میں ہیں کہ وہ بھی پوری کی پوری طریقت میں آجائیں یہ نہیں کہ کبھی وظیفہ پڑھا اور کبھی چھوڑ دیا، کبھی محفل ذکر میں آئیں کبھی نہ آئیں کبھی جی چاہا تو نقاب کر لیا باہر نکل کر، کوئی مہمان آیا تو چھوڑ دیا کہ کیا کہیں گے کہ نقاب کرتی ہے، کوئی شادی ہوئی تو وہاں کھل کے اپنی ہر شے سامنے کر دی، یہ دو نمبریاں چھوڑ دیں، ان دو نمبریوں سے اللہ کو کوئی نقصان نہیں ہے ہمیں ہی نقصان ہے **مومن ہر حالت میں ایک جیسا نظر آتا ہے** وہ گھر میں ہو تو ایک جیسا ہے، وہ جاب پہ ہو تو ایک جیسا ہے، وہ دوستوں کے درمیان ہو تو ایک جیسا ہے، رشتے داروں میں ہو تو ایک جیسا ہے، لوگوں نے اپنے دس دس منہ بنائے ہوتے ہیں گھر میں اور ہے، جاب پہ اور منہ ہے، دوستوں کے سامنے اور منہ ہے، رشتے داروں میں اور منہ ہے، یہ کس کو دھوکہ دیتے ہو، اس لئے قرآن کہہ رہا ہے کہ پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ یہ ساری

جو مکاریاں ہیں انہیں چھوڑ دیا جائے اور اللہ کے سامنے جھک جائے اور پھر یہ بھی اس سے نقصان ہوتا ہے کہ اسلام جو ہے سچی بات ہے کہ اسلام آپ کے کپڑوں کو نہیں بدلنا چاہتا، اسلام آپ کے ظاہر کو نہیں بدلنا چاہتا ہے بلکہ اسلام آپ کے باطن کو بدلنا چاہتا ہے آپ کے رویے کو بدلنا چاہتا ہے جس کا رویہ بدلا نہیں ہے اسے اسلام سے کچھ نہیں ملا، رویہ بدلنا چاہئے، آپ کا آپ کے والدین سے رویہ بدلا ہے آپ کا اپنے دوستوں سے رویہ بدلا ہے، آپ کا اپنے شیخ سے رویہ بدلا ہے، آپ کا آپ کے عزیزوں سے رویہ بدلا ہے اگر رویہ اسی طرح ہے وہی چال بے ڈھنگی جو پہلے تھی وہ اب بھی ہے تو پھر اسلام کی برکتیں حاصل نہیں ہوسکتی (اللہ اکبر)

اس آیت کے بعد اللہ پاک اسی گفتگو کو جاری رکھتا ہے اور آگے ہماری گفتگو جو ہے وہ آتی ہے **آیت ۲۱۴ میں اللہ پاک نے ارشاد فرمایا**

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ط مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ O

اللہ نے ارشاد فرمایا

کیا تم خیال کر رہے ہو کہ یونہی داخل ہو جاؤ گے جنت میں حالانکہ تم پہ وہ حالات نہیں گزرے جو تم سے پہلے لوگوں پہ گزرے ہیں انہیں اتنی سختی اور مصیبت پہنچی کہ وہ لرز اُٹھے یہاں تک کہ وہ زمانے کا رسول بھی اور جو اس پہ ایمان لائے تھے وہ بھی یہ کہہ اُٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی، سن لو یقیناً اللہ کی مدد قریب ہے۔

یہ جملہ اور یہ آیت نازل ہوئی اس سے پہلے کہ ہم اس پہ گفتگو کریں اللہ نے واضح کر دیا اس آیت میں کہ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ یونہی جنت میں چلے جاؤ گے، جنت کیا اتنی سستی ہے یا جنت کا جو معاملہ ہے کیا وہ اتنا آسان ہے کہ تم کوئی نماز نہیں، کوئی روزہ نہیں کوئی دکھ نہیں کوئی تکلیف سہی نہیں اور کیا سیدھا جنت میں چلے جاؤ گے یہ بڑا لطیف اشارہ ہے اور یہ خطاب صحابہ سے ہو رہا ہے آپ اندازہ کیجئے یہ قرآن کے پہلے مخاطبوں سے گفتگو ہے صحابہ سے یہ فرما رہا ہے کہ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم تمہیں اتنی آسانی سے جنت دے دیں گے یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب پے در پے جنگیں شروع ہوئیں تو صحابہ نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ ہم اب اتنا نہیں سہہ سکتے دن رات جنگیں، یہ آپ کے ہوتے ہوئے بھی یہی حال ہے کچھ کرم کیجئے یہ جنگوں کا سلسلہ ختم کروائیے اللہ سے کہہ کر ہم یہ نہیں کر سکتے، اس وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم تمہیں جنت ایسے ہی آسانی سے دے دیں گے تم سے پہلے بہت سارے لوگ ایسے آئے ہیں اور رسول آئے ہیں کہ ان پہ ہم نے اتنی پریشانیاں اور تکلیفیں نازل کی کہ وہ لوگ بھی چلا اُٹھے کہ مولا تیری مدد کب آئے گی (اللہ اکبر)

تو یہ تمام قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے یہ پیغام ہے کہ انہیں محنت کرنی ہے انہیں صبح اُٹھ کے ٹھنڈے پانی سے وضو کر کے نماز پڑھنی ہے انہیں گرمیوں کی راتوں میں نماز پڑھنی ہے، انہیں بیماری کی حالت میں بھی اللہ کو یاد کرنا ہے، انہیں دکھ اور تکلیف بھی اللہ نے دینی ہے اسی ایک زندگی میں کتنی مصیبتوں سے اللہ نے گزرانا ہے، جب چھوٹے تھے ماں باپ نے سہارا دیا، جب بڑے ہوئے تو تکلیفیں شروع ہو گئیں، کبھی بیمار ہو گئے، پڑھائی بھی شروع ہو گئی، قرآن بھی پڑھنا ہے، قرآن سمجھنا بھی ہے، دنیا کی تعلیم بھی لینی ہے، math بھی پڑھنا ہے، انگلش بھی پڑھنی ہے، سائنس بھی پڑھنی ہے پھر آگے شادی ہو گئی بچے ہو گئے انہیں بھی پالنا ہے، بیوی کو بھی پالنا ہے اب رشتے دار بھی ہیں ان کا بھی خیال رکھنا ہے، بہن بھائیوں کا بھی خیال رکھنا ہے، وہی سانسیں ہیں وہی دن رات ہیں لیکن یہ سارا کچھ کرنا ہے، ماں باپ کو بھی خوش رکھنا ہے، بیوی بچوں کو بھی خوش رکھنا ہے، اللہ رسول بھی ناراض نہ ہوں، استاد بھی خوش ہوں، شیخ بھی راضی رہیں، مرشد کو بھی کوئی تکلیف نہ پہنچے، بندہ کرے تو کرے کیا، جائے تو جائے کدھر، اتنی ذمہ داریاں اور اکیلی جان

مشکلیں اتنی پڑی مجھ پہ کہ آساں ہو گئیں

یہ حالت ہو جاتی ہے انسان کی اتنی مشکلات پڑتی ہیں پھر جو ہے جن کو اللہ تھوڑی زمہ داری دے دے قرآن اور حدیث کے حوالے سے پھر یہ بھی ذمہ داری نبھانی ہے قرآن پڑھنا

بھی ہے پڑھانا بھی ہے، جمعے بھی پڑھنے ہیں جمعے پڑھانے ہیں ان کی زندگی اور مشکل ہو جاتی ہے اور پھر کبھی لوگوں کی طرف سے تکلیف آتی ہے، والدین کی طرف سے تکلیف آتی ہے، دوستوں کی طرف سے آتی ہے، رشتے داروں کی طرف سے آتی ہے، بہن بھائیوں کی طرف سے تکلیف آٹی ہے ہر تکلیف سہنی پڑتی ہے تو اللہ کہہ رہا ہے کہ اتنی آسانی سے جنت لینی ہے، تم چاہتے ہو کہ پھولوں کے ہار تمہارے گلے میں ڈالے جائیں تم چاہتے ہو مٹھائیاں تمہیں کھلائی جائیں اور جنت بھی دے دی جائے، تم چاہتے ہو کہ تم اتنی آسانی سے یہ سارا کچھ لے جاؤ گے ہم سے، اور تم سے پہلے رسول چلا اُٹھے کہ مولا تیری مدد کب آئے گی، ہم مزید اب نہیں سہ سکتے، اس سے بہت بڑا اسبق ملتا ہے میرے بچوں، انسان کو اللہ نے یہ واضح کر دیا ہے کہ ہم نے تو تمہیں ان چیزوں سے گزارنا ہی گزارنا ہے تم نماز کیوں چھوڑتے ہو، تم لوگوں پہ چلاتے کیوں ہو غصہ کیوں کرتے ہو، یہ سارا کچھ تمہارے ساتھ ہونا ہی ہونا ہے چاہے تم وقت کے غوث بن جاؤ، وقت کے صدر بن جاؤ، وقت کے وزیر بن جاؤ کچھ بھی بن جاؤ یہ تمہارے ساتھ ہونا ہی ہونا ہے، ہم نے تمہیں چھوڑنا نہیں ہے اور کسی بھی چیز سے تمہاری بچت نہیں ہو سکتی ہم نے تم پہ مصیبتیں اور پریشانیاں ڈالنی ہیں، تو لہٰذا یہ آیت کریمہ جب انسان پڑھتا ہے تو اس وقت انسان کے چودہ طبق روشن ہو جاتے ہیں، میں نے اس آیت کو آج سے کئی سال پہلے پڑھا تھا تو اس وقت یہ سمجھ آئی کہ مولا جب تو نے فرما دیا ہے کہہ بھی دیا ہے کہ ہم نے تو جنت ایسے نہیں دینی تو اس کا یہ مطلب ہے کہ اگر نمازی ہے تو اس کے اوپر بھی یہ آنی ہے، روزے دار ہے تو اس کے اوپر بھی آنی ہے، تو پھر کیوں نا میں لوگوں کو معاف کرنا شروع کر دوں کبھی کسی پہ غصہ نہ کروں، کبھی کسی کے اوپر چلاؤں نہیں، کیوں، اس لئے کہ فائدہ کوئی نہیں، نقصان ہونا ہے، دکھ اور تکلیفیں تو آنی ہیں انسان اس کو ہمیشہ محبت سے برداشت کرتا چلا جائے پیار سے برداشت کرتا چلا جائے اور آخری سانس تک کہے کہ مولا میں نے تیرے اس اصول کو ٹوٹنے نہیں دیا اور میں نے واقعی ہی صبر کیا (اللہ اکبر)

تو اس سے ان خواتین اور مردوں کو نصیحت لینی چاہیئے جو اگر چھوٹی سی تکلیف آ جائے تو بازو سر پہ رکھ کے روتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں، بیوی بچوں کو مارتے ہیں اور سختی کرتے ہیں لوگوں پہ، کیوں، اس لئے کہ میری طبیعت کے خلاف کیوں کام کیا، بلکہ ایسا ہونا ہی تھا کیونکہ قرآن نے کہا کہ ہم اتنی آسانی سے تمہیں بخشنے والے نہیں ہیں، بخشش کے لئے تمہیں محنت کرنی ہے (اللہ اکبر)

اسی طرح یہ گفتگو آگے چلتی ہے اور ایک آیت ہماری توجہ اپنی طرف لے کر آتی ہے جو ہے

آیت نمبر ۲۱۹، آیت نمبر ۲۱۹ میں اللہ نے ارشاد فرمایا

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ط قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا

یہ آیت کریمہ آیت نمبر ۲۱۹ اس وقت نازل ہوئی جب مدینہ شریف میں ابھی شراب کو حرام کرنے کا حکم نازل نہیں ہوا تھا، شراب اس وقت حرام ہوئی جب قرآن پاک میں باقاعدہ آیت کے ذریعے شراب کو حرام کیا، اس سے پہلے یہ ایک مشروب کی طرح پی جاتی تھی بالکل اسی طرح جس طرح ہم پیپسی پیتے ہیں، اسی طرح مدینہ شریف میں، کیونکہ قرآن میں یا دین میں یہ حرام ہی نہیں تھی تو اس لئے اسے پیا جاتا تھا لیکن چونکہ یہ ایسی چیز تھی جو سلیم الطبع لوگ ہوتے ہیں جن کی فطرت بڑی نیک ہوتی ہے وہ اس سے اس وقت بھی دور رہتے تھے، کیونکہ کسی انسان کو جب نشہ آتا تھا تو وہ عجیب وغریب باتیں کرتا تھا، حضرت فاروق اعظمؓ اور حضرت معاذؓ یہ وہ دو شخص ہیں جو اسلام لانے سے پہلے بھی شراب نہیں پیتے تھے کیونکہ ان دونوں کو یہ پسند نہیں تھی، ان دونوں کی طبیعتیں اسلام لانے سے پہلے بھی اس سے دور تھی تو اللہ نے اس آیت میں بڑا خوبصورت پیغام دیا ہے اس وقت جب یہ نازل ہوئی (اللہ اکبر)

مسلمانوں نے حضور ﷺ سے بار بار عرض کیا خصوصاً حضرت فاروق اعظمؓ بار بار آقا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا کہ حضور کرم کیجئے اللہ سے یہ عرض کیجئے کہ وہ شراب کو حرام کرنے کا حکم بھیجے یہ اچھی چیز نہیں ہے، لیکن حضور ﷺ خاموشی اختیار کرتے کیونکہ اللہ کا جب حکم اس کی مرضی سے آتا تب ہی آپ بولتے، تو آپ خاموش رہتے اسی دوران ایک واقعہ رونما ہوا کہ کچھ صحابہ کسی جگہ دعوت میں گئے تو وہاں نماز پڑھائی گئی تو پھر صحابی نے جماعت کروائی تو اس نے قرآن کی آیت غلط پڑھ دی اس لئے کہ کھانے میں شراب ملائی گئی تھی اور وہ طبیعت کے اوپر حاوی تھی تو جب جماعت کروائی تو زبان سے غلط آیات نکل گئی اب یہ چیز جب حضور ﷺ کی بارگاہ میں پہنچی اور انہیں پتہ چلا کہ ایسا ہوا ہے تو اس وقت

دوسرا حکم نازل ہوا یہ پہلا حکم ہے جس میں شراب کو حرام کیا، اگر اللہ چاہتا تو ایک حکم ہی نازل کر سکتا تھا کہ شراب حرام ہے لیکن اللہ نے بڑی ترتیب سے اس کو حرام کیا، پہلا حکم یہ نازل ہوا جو آپ کے سامنے ہے۔

صفحہ نمبر ۱۴۹ پہ

وہ پوچھتے ہیں آپ سے شراب اور جوئے کا حکم آپ فرمایئے ان دونوں میں بڑا گناہ ہے، اور لوگوں کے کچھ دنیاوی نفع بھی اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بہت بڑا ہے

یعنی اللہ نے بڑے احتیاط سے یہ کہا کہ ابھی اس کو حرام تو نہیں کر رہا لیکن یہ بتا رہا ہوں اس میں تمہارے لئے نقصان زیادہ ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ اگر ایک دم سے اس کو حرام کیا جاتا تو لوگ اس کو ریگولر مشروب کی طرح پیتے تھے تو اللہ طبیعتیں خوب جانتا ہے انسان کی اس لئے طبیعتوں کو وہ ایک دم سے جھٹکا دینا مقصود نہیں تھا، آہستہ آہستہ طبیعت کو مبذول کیا گیا، یہ پہلا حکم تھا کہ تمہارے لئے یہ بہتر نہیں ہے فائدہ کم ہے نقصان زیادہ ہے، لیکن جب وہ واقعہ ہوا جو میں نے ابھی عرض کیا کہ ایک صحابی نے نماز کے دوران ایسا ہوا کہ آیت غلط پڑھی گئی تو اس وقت دوسرا حکم نازل ہوا، وہ آیات ابھی ہم پڑھیں گے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوْا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى سورۃ النساء (4:43)

اس وقت نماز کے قریب نہ جاؤ جب تم نے شراب پی ہو۔

یہ دوسرا حکم ہے، ابھی بھی حرام نہیں ہوئی صرف نماز کے لئے کہا گیا کہ اگر تم نے شراب پی ہوئی ہے تو تم نماز کے قریب نہ جاؤ (اللہ اکبر)

اب یہ جو حکم تھا یہ مسلمانوں پہ ایک کوڑے کی طرح لگا کہ اس لئے کہ یہ نماز کے اتنے عاشق تھے انہیں نماز سے اتنی محبت تھی، انہیں نماز سے اتنا پیار تھا کہ بس حد ہو گئی جب یہ آیت نازل ہوئی تو اس کے بعد صحابہ کرام کی نیندیں اُڑ گئی کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر میں نے شراب پی لی تو اب جو آگے نماز ہے تو وہ میں نہیں پڑھ پاؤں گا، یعنی اگر آگے ظہر ہے تو ظہر چھوٹ جائے گی، عصر چھوڑنی پڑے گی، مغرب چھوڑنی پڑے گی اب یہ چیز مسلمانوں کے لئے مشکل تھی خاص طور پہ اس وقت جب یہ بھی پتہ ہو کہ جماعت کروانے والا محمد عربی ﷺ ہے حضور ﷺ کے پیچھے کھڑے ہونے کی سعادت ہم محروم ہونے لگے ہیں، اب طبیعتیں اور زیادہ راغب ہو گئیں، طبیعتیں چھوڑنے کی طرف زیادہ راغب ہونا شروع ہو گئیں کہ اب حضور ﷺ کے پیچھے کھڑے ہونے سے بھی ہم جائیں گے کیونکہ حضور ﷺ کے پیچھے کھڑے ہونے کا جو مزہ تھا وہ کسی اور نماز میں نہ تھا، تو لہٰذا یہ دوسرا حکم جب آیا تو صحابہ کرام ۷۰ فیصد ۸۰ فیصد تک دلی طور پہ شراب چھوڑنے پہ آمادہ ہو چکے تھے۔

یہاں تک کہ پھر اللہ نے تیسرا حکم بھیجا جس میں اس کو چھوڑنے کا کہہ دیا گیا کہ چھوڑ دو اسے، حرام ہے تو جونہی حکم آیا (اللہ اکبر) صحابہ کرام نے مٹکوں کے مٹکے شراب جو ہیں وہ مدینے کی گلیوں میں بہانا شروع کر دیئے، اور کہا ہم تو پہلے ہی اس سے بڑے تنگ تھے اور اس کے بعد کبھی کسی نے شروب کو ہاتھ بھی نہیں لگا اے اور آج تک یہ حرام ہے

اور آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا

شراب پینے وال بت پوجنے کی طرح ہے

اور یہ اگر اب پی جائے گی تو یہ جسم کا حصہ بن جاتی ہے باقی جتنے گناہ ہیں توبہ ہو سکتی ہے، آپ نے قتل کیا ہوا ہے توبہ ہو سکتی ہے، سود لیا ہوا ہے توبہ ہو سکتی ہے، آپ نے کوئی بھی بڑے سے بڑا ظلم کیا ہے even شرک بھی کیا ہے تو توبہ ہو سکتی ہے اللہ معاف کر سکتا ہے لیکن شراب پی تو وہ جسم کا حصہ بن جاتی ہے اس کے لئے بہت بڑا جرم اور مصیبت ہے جس نے ہمارے معاشرے کو جکڑا ہوا ہے، آج بھی مسلمانوں کی حالت جو بھی ہے جو اسلام پہ عمل کرنے والے ہیں شراب سے دور رہتے ہیں اور حضور ﷺ نے جب یہ حکم سنایا تھا کہ آئیندہ سے شراب حرام ہے تو اس کے بعد پورا مکہ اور مدینہ جہاں جہاں مسلمان رہتے تھے کبھی شراب نہیں پی گئی اس پہ بہت ساری تحقیق ہوئی، یورپی جو محققین ہیں انہوں نے بڑی تحقیق کی، ایک دور آیا تھا امریکا کے اندر جب انہوں نے نشے کو روکنے کی کوشش کی تھی ہیروئن کو Bann کر دیا تھا انہوں نے کہا بھئی جو ہیروئن خریدے گا اور جو بیچے گا

اس کو سزا دی جائے گی اس کو ہم اتنے ہزار ڈالر جرمانہ کریں گے یہ کام چھوڑ دیں، لیکن عجیب بات ہوئی کہ جب یہ اعلان ہوا اس سے اگلے ہفتے میں اتنی ہیروئن بیچی گئی اور اتنی ہیروئن خریدی گئی جتنی پچھلے چھ مہینوں میں خریدی گئی تھی کام اور بڑھ گیا یہ پریشان ہوگئے کہ ہم نے تو پابندی لگائی تھی جرمانہ لگایا تھا یہ کیا ہوگیا، کہا اچھا ایسا کرو کہ اب تم میں سے جو ہیروئن بیچے گا یا جو خریدے گا اگر وہ پکڑا گیا تو ہم اسے پھانسی چڑھا دیں گے، کچھ ہی دن گزرے تو لوگ پھانسی پہ چڑھنا شروع ہوگئے، بڑے بڑے وزیر پھانسی چڑھ رہے ہیں بڑے بڑے بزنس مین پھانسی چڑھ رہے ہیں پھر سارے آ کھٹے ہوئے کہ ظالموں کیا کر رہے ہو، ساری قوم مر رہی ہے اس طرح سارے پھانسی چڑھ جائیں گے تو کیا کرو گے کہا یہ ہی تو سمجھ نہیں آتی ہے کہ ہم کریں کیا لیکن یہ بات سمجھ آ گئی ہے کہ مسلمانوں کے نبی نے اس دور میں جب کوئی میڈیا نہیں ہوتا تھا، کوئی ٹی وی نہیں ہوتا تھا، کوئی کیبل نہیں ہوتا تھا، کوئی انٹرنیٹ نہیں ہوتا تھا، کوئی فون نہیں ہوتا تھا، ایک ٹیلے پہ کھڑے ہو کر کہا تھا کہ شراب حرام ہوگئی ارے اس کی زبان میں کیسی تاثیر تھی کہ اس کے بعد پورے مکے اور مدینے میں کسی نے شراب نہیں پی، وہ کیسا انسان تھا یہ سمجھ آ گئی ہے ہمیں (اللہ اکبر)

لہذا یہ اسلام کی تعلیم کہ اسلام اپنے حکم کو بڑی ترتیب سے نازل کرتا ہے، اس لئے کہا گیا کہ اگر آپ کسی کو نیک کرنا چاہتے ہیں تو اس کے اوپر ڈنڈے نہ ماریں gradually سے نیک بنائیں، بعض ہوتی ہیں نا ساسیں وہ چڑھ جاتی ہیں نماز نہیں پڑھتی، پڑھاؤ اسے نماز، یہ کیوں نہیں نماز پڑھتی اس سے فساد پیدا ہوتا ہے، اسلام اگر چاہتا تو ایک لمحے میں آیت نازل کر کے شراب حرام کر سکتا تھا لیکن اسلام طبیعتیں دیکھتا ہے اور یہ پیغام ہے اہل منصب کے لئے کہ اللہ نے اتنی بڑی حرمت کو ایک دم سے نازل نہیں کیا، اسی لئے اگر آپ کسی کو نیک بنانا چاہتے ہیں، کسی کو اچھائی پہ لانا چاہتے ہیں تو اس کے اوپر فرعون نہ بنیں، آج شام تک تو حاجی نمازی ہو جا، ایسا نہیں ہو سکتا، ایک عورت اپنے گھر کو چھوڑ کے آئی ہے چوبیس سال سے وہ بے نماز ہے ایک گھر میں وہ بہو بن کے آئی ہے اب تو اسے ایک دم سے نمازی بنانا چاہتی ہے، یہ نہیں ہو سکے گا انسان کی طبیعتیں اتنی جلدی موافق نہیں ہوتی، اور تو آج نیک ہے نمازی ہے تو اس گھر میں آئی ہے اور تیرا شوہر بے نماز ہے تو ابھی ایک دن میں اسے نمازی بنانا چاہتی ہے تو بھی پٹ جائے گی مار کھائے گی اُلٹا، وہ کئی سالوں سے بے نماز ہے، تو اگر نیک ہے تجھے اللہ نے توفیق بخشی ہے تو آہستہ آہستہ اس کی طبیعت کو راغب کر، اب دیکھیں ہم نے آپ کو عالم القرآن کورس پہ لگایا ہے کیا یہ ہم نے پہلے دن ہی آپ کو لگا دیا تھا، جو بیٹیاں ہمارے ساتھ پہلے دن سے ہیں بیٹیاں بیٹھی ہیں آج پانچ چھ سال ہوگئے کیا پہلے دن ہی آپ کو اسی کام پہ لگایا، بھئی gradually ترتیب سے آپ کو لے کر آئے ہیں، کہ آپ کی طبیعتیں راغب ہونے لگیں اور قرآن کے اوپر آپ کی ایک سوچ اور فہم کا زاویہ ہونے لگے اور جب ایسا ہوتا ہے نا تو پھر انسان کبھی بھی نیکی نہیں چھوڑتا پھر آپ پکے نیک ہو جاتے ہیں اور اگر ایک دم سے آپ کو کوئی نیکی کرنی پڑ جاتی ہے تو وہ شام تک ختم ہو جاتی ہے وہ اگلے دن نہیں ہوتی (اللہ اکبر)

یہی حال ایک مرید کا ہوتا ہے شیخ کے ساتھ وہ کہتا ہے کہ میں حضرت آپ سے بیعت ہوا ہوں اور شام تک آپ کہیں کہ وہ درس لینے کیوں نہیں آیا ہے ایسا نہیں ہوتا اللہ پاک طبیعتوں کے ساتھ چلتا ہے اب دیکھیں جب گرمی سردی میں بدلتی ہے تو درمیان میں اللہ نے خزاں کا موسم رکھا ہے اس سے کیا ہوتا ہے کہ انسان کی طبیعت آہستہ آہستہ سردی کے ساتھ موافق ہونا شروع ہوتی ہے، یہ نہیں ہوتا ہے کہ آپ رات کو سوئے ہیں اور صبح برف پڑنا شروع ہو جائے ایسا نہیں ہوتا ہے ایک بڑی ترتیب کے ساتھ آپ کی طبیعتوں کو موافق کیا جاتا ہے اسی طرح گرمیوں میں دیکھیں جب سردیاں سے گرمیاں آتی ہیں تو کیا ایک دم سے ۵۰ سینٹی گریڈ ہو جاتا ہے، نہیں، بلکہ آپ کی طبیعت کے حوالے سے پہلے اللہ نے بہار کا موسم رکھا، اس سے یہ ہوتا ہے کہ آپ کی طبیعت گرم سے ٹھنڈے مزاج میں آتی ہے اور پھر آپ آہستہ آہستہ بدلتے ہیں ہاں گرمیاں آ گئی چادر نکال لو، گرم کپڑے اندر رکھو، جرسیاں سنبھالو، کیوں، موسم بدلنا شروع ہوگیا، جونہی گرمی آئی ہر شے تیار ہوگئیں فصلیں تیار ہوگئیں لہذا انسان کی طبیعت کو بہت خوبصورتی سے اللہ نے بنایا ہوا ہے اور اگر کوئی اس کو نہ سمجھ پائے تو وہ ہمیشہ پریشان رہتا ہے، ایک استاد کو چاہئے کہ وہ اپنے سٹوڈنٹس کی طبیعت کو دیکھے، ایک باپ کو چاہئے کہ وہ اپنے بچے کی طبیعت کو دیکھے، اسی طرح والدہ کو چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کی طبیعت کو دیکھے، ایک بچہ سخت مزاج ہے، ایک بچہ نرم مزاج ہے جلدی سمجھ جاتا ہے، دیر سے سمجھتا ہے، یہ سارا کچھ دیکھ کر پھر اس کی تربیت کریں یہ نہ کریں کہ اگر آج بچے نے نماز نہیں پڑھی تو شام تک اس کی کھال اتار دینی ہے یہ نہیں ہوتا، اسی طرح کوئی نیک نہیں ہوا، اس طرح کبھی حالات نہیں بدلے۔

میرا نبی چاہتا تو مکے میں ایک ہی دن میں سب کو مسلمان کر دیتا، ابو جہل سے لے کر سارے مسلمان ہو جاتے لیکن حضورﷺ نے ایسے نہیں کیا اس لئے کہ طبیعتیں ایسی نہیں ہوتی، آپ نے تعلیم تربیت دن لگائے کئی سال کا عرصہ میرے نبی کو لگا اور والدین دو دن نہیں لگانا چاہتے بچوں کی تربیت میں تو یہ آیت جو ابھی میں نے آپ کی خدمت میں

پیش کی اللہ نے بڑی ترتیب سے شراب کوحرام فرمایا اگر ایک دم سے یہ حکم نازل ہوجاتا تو بڑا مسئلہ بہت بڑی پریشانی ہوتی اور یہ ہم سب کے لئے تعلیم اور تربیت ہے کہ ہم جب بھی کسی شے کو بدلنا چاہیں تو آہستہ آہستہ کام کریں۔

مجھے یاد ہے کہ جب میں GC میں تھا تو نماز کا ٹائم ہوتا تو اسی طرح ایک دن تحصیل بنائی اور عرض کر دیا کہ نماز کا جو ٹائم جو ہے وہ سوا ایک بجے ہے یہ بتا دیا انہیں یہ نہیں کہا کہ پڑھو، اچھا ان کو پتہ چل گیا کہ ہر روز سوا ایک بجے ظہر کی نماز پڑھی جاتی ہے، کہا کسی کو نہیں میں نے، تو جب ٹائم ہوتا نماز کا تو اُٹھتے ہوئے صرف اتنا بول دیتے کہ نماز، چلیں جی، کسی کو نہیں کہا کہ ارے نماز کیوں نہیں پڑھتے، تم مسلمان نہیں ہو شرم نہیں آتی نماز چھوڑ دی ایسا نہیں کیا، جو سمجھدار لوگ ہوتے ہیں وہ ایسی گفتگو نہیں کرتے جاہل کرتے ہیں، ارے جب کہا گیا نماز، تو کیا وہ بولا ہے سنتا نہیں کہ نماز پڑھو، چلے جائیں آپ، نماز پڑھیں، کوئی بھی نہیں آیا اکیلے پڑھ لیں اسی طرح ہوتا رہا کچھ دن گزرے تو ایک دن میں نے ابھی اُٹھنا ہی تھا تو دو تین ساتھی پہلے ہی آ گئے کہنے لگے فاروقی صاحب آپ روز ہمیں نماز کہتے آج ہم آپ کو لینے آئے ہیں چلیں اکھٹے نماز پڑھتے ہیں، نماز پڑھی، پھر آہستہ آہستہ پوری کلاس ہی نمازی ہوگئی، سارے کے سارے، میں اگر ڈنڈا دے کے مولوی صاحب پیچھے ہو جاؤ نماز پڑھو ایسا نہیں ہوتا ہے طبیعتیں مواقف نہیں ہوتی ہیں، کسی کو بدلنے کے لئے سختی اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا ہے، واضح قرآن کی آیت موجود ہے کہ آپ نے کبھی کسی پہ سختی نہیں کرنی ہے۔

لا اکراہ فی الدین

اسلام میں کوئی سختی نہیں ہے۔

اگر آپ نرمی سے کسی کو لا سکتے ہیں دین پہ تو لائیں ورنہ اس کو اس کے حال پہ چھوڑ دیں، آپ سے اس کے بارے میں پھر پوچھا نہیں جائے گا جس کو آپ نے منہ سے کہہ دیا ہے کہ بھئی نا مزیا نیکی، اگر وہ بعد میں نہیں آتا ہے تو قیامت کے دن تمہیں پوچھا نہیں جائے گا، ہاں اگر تم نے منہ سے بھی نہیں کہا ہے تو تمہیں پوچھا جائے گا جو حد پار کرتے ہیں، مارتے ہیں نیکی پہ لانے کے لئے قرآن میں یہ نہیں ہے، اللہ کہتا ہے کہ میں نے ایس انہیں کیا شراب خرام کرنی تھی کیسے ترتیب سے کی ہے پہلے کہا کہ دیکھو اس میں فائدہ نہیں ہے نقصان ہے پھر کہا دیکھو نماز کے قریب نہ جاؤ اگر شراب پی ہوئی ہے پھر کہا اب شراب جو ہے وہ حرام ہے پھر دیکھا مسلمانوں نے اس کے بعد شراب چھوڑ دی، یہ آیت اسی طرح چلتی ہے اور آگے ہماری توجہ ہے معرکتہ الاراء آیت کی طرف آتی ہے جو آیت نمبر ۲۲۶ ہے، ان آیات میں طلاق کا موضوع شروع ہوتا ہے اور طلاق کی گفتگو آپ کے سامنے مختصر رکھوں گا تا کہ علم میں اضافہ ہو۔

طلاق

طلاق اللہ کے جائز کردہ کاموں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ کام ہے یہ جائز تو ہے لیکن اللہ نے اسے سخت ترین ناپسند کیا ہے اللہ نے کسی حالت میں بھی اس کو پسند نہیں فرمایا لیکن یہ اسلام کے اندر موجود ہے اور یہ مرد اور عورت اگر آپس میں موافقت نہ کر پائیں اور یقین ہو جائے کہ اگر ہماری زندگی اکھٹی گزری تو ہم دونوں ہی برباد ہو جائیں گے تو بہتر یہ ہے کہ وہ طلاق کے ذریعے سے ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جائیں یہ ایک رستہ ہے اور ایس اکر سکتا ہے انسان اگر اس کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ میرا دین اور دنیا دونوں ہی بگڑ جائیں تو طلاق کے ذریعے الگ ہو جانا چاہئے، اس آیت مبارکہ میں جو میں نے آپ کے سامنے عرض کی یہ آیت نمبر ۲۲۶ ہے اس میں ایک مسئلہ آپ کے سامنے پیش کرنا ہے۔

اللہ نے ارشاد فرمایا

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ

ان کے لئے جو قسم اُٹھاتے ہیں کہ اپنی بیویوں کے لئے نہیں جائینگے ان کے پاس، مدت ہے چار مہینے کی۔

ایسا ہوتا تھا بعض اوقات کہ عرب میں مسلمان اپنی کسی مجبوری، کسی لڑائی یا کسی دکھ سے اپنی بیوی سے یہ کہہ دیتا تھا کہ میں اب تیرے قریب نہیں آؤں گا تو اس سے کئی کئی مہینے اور کئی کئی سال گزر جاتے تھے اور عورت کے حق کا اللہ پاک کو اتنا خیال ہے کہ اللہ پاک نے یہ آیت نازل کر کے عورت کے حق کی حفاظت کی ہے، ٹھیک ہے اگر تمہاری ناراضگی اس سے

ہوگئی ہے اب تم جو چھ چھ مہینے اور سال ڈیڑھ گزر گیا ہے اس کے پاس نہیں گئے تو یہ کوئی بہتری نہیں ہے یہ زیادتی اور ظلم ہے، اللہ نے فرمایا کہ مدت ہے چار مہینے کی، اگر چار مہینے تک کوئی مرد اپنی بیوی کے قریب نہ آئے تو میڈیکلی طلاق ہو جاتی ہے لہذا اسلام نے جڑ ہی کاٹ دی اس چیز کی کہ لوگ جو جان بوجھ کر اپنی بیویوں سے دور رہتے ہیں اب اس میں اندازہ کیجئے ان لوگوں کا جو باہر کے ملکوں مین تیس تیس سال گزار دیئے صرف دو ٹکوں کے لئے، صرف وہ رزق کے لئے جو اسے ملنا ہی ملنا تھا چاہے وہ پاکستان میں کما تا چاہے وہ دنیا کے کسی کونے میں کما تا وہ رزق ملنا تھا اور اس کے لئے یہ کیا کر دیا، لیکن چونکہ اس پہ لڑائی نہیں ہے اس پہ طلاق نہیں ہوتی اس میں بیوی اور شوہر رضامندی سے ایک دوسرے کو چھوڑتے ہیں دور کرتے ہیں شوہر جو ہے جاپان چلا گیا سات سال ہو گئے اور کوئی اسی طرح کوئی سعودی عرب بیٹھا ہوا ہے چھ سالوں سے واپس ہی نہیں آیا، کوئی دوبئی بیٹھا ہوا ہے چھ سال ہو گئے واپس نہیں آیا ٹھیک ہے رضامندی ہے اس میں طلاق نہیں ہوگی، لیکن یہ دیکھیئے کہ اس سے کتنا بڑا حق مارا جاتا ہے اور یہ ہمارے معاشرے کا وہ تاریک پہلو ہے کہ میں اس پہ زیادہ گفتگو مناسب نہیں سمجھوں گا کیونکہ آپ سمجھدار ہیں کہ اس سے کتنے بڑے جرائم پیدا ہو رہے ہیں جب باپ اپنی اولاد کے سر پہ نہیں ہوگا تو پھر تربیت بھی نہیں ہو پائے گی اور جب باپ خود نہیں سنبھالے گا تو پھر ماں بیچاری کہاں تک اس بات کو سمجھ سکتی ہے یا اس بات کو کر سکتی ہے تو اللہ نے اس آیت میں واضح کر دیا کہ چار مہینے اگر وہ لڑائی کی صورت میں دور رہیں تو فارغ ہو جاؤ گے اس سے پہلے پہلے رجوع کرو، اس سے پہلے پہلے مل جاؤ نہیں تو یہ مسئلہ سامنے آجائے گا (اللہ اکبر)

اس کے بعد ایک اور آیت جو آگے موجود ہے وہ ہے۔

آیت نمبر ۲۲۸

وَالۡمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصۡنَ بِاَنۡفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوۡٓءٍ ط

طلاق دی ہوئی عورتیں اپنے آپ کو روکے رکھیں تین حیض تک

یعنی اگر طلاق ہوگئی ہے تو اب عورت تین بار پاک ہوگی تو پھر اس کا نکاح ہو سکتا ہے، روکیں رکھیں اس سے مراد یہ ہے کہ یہ نہیں کہ ابھی جو طلاق ہوئی اب ضد میں آ کر ضد میں آ کے کہ اب شام تک ہی میری شادی کریں اور اگلے دن ہی نکاح پڑھا دیا تو اسلام کے ساتھ ٹکرا گئے وہ لوگ جو ایسا کرتے ہیں، کیونکہ قرآن کہتا ہے کہ طلاق دی ہوئی عورتیں اپنے آپ کو تین مہینوں تک روکیں یہ اس لئے کہا کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کیونکہ قرآن بیان کر رہا ہے اس لئے مے یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ کو یہ guidance رہنمائی دوں، ہو سکتا ہے حمل موجود ہو اور اگر فوراً نکاح کر دیا تو اس سے یہ نہیں پتہ چلے گا کہ یہ بچہ کس کا ہے اور اگر تین مہینے عورت رکی رہے گی تو اس سے پوری طرح اندازہ ہو جاتا ہے کہ حمل ہے کہ نہیں تو قرآن کے ہر حکم میں بڑی حکمتیں ہیں، قرآن کے ہر حکم میں بڑے چھپے ہوئے راز ہیں جن کو سمجھنا چاہیئے تو فرمایا کہ تین مہینے تک اپنے آپ کو روکیں

وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنۡ يَّكۡتُمۡنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِىۡٓ اَرۡحَامِهِنَّ

اور جائز نہیں ہے ان کے لئے کہ چھپائیں جو پیدا کیا اللہ نے ان کے پیٹ کے اندر

یعنی اگر وہ پہلے سے حمل میں ہیں تو وہ بتا دیں کہ میں حمل سے ہوں لہذا طلاق ہوگئی ہے لیکن جب تک یہ پورا نہیں ہو جاتا پروسس، میں نکاح نہیں کر سکتی تو یہ اسلام نے واضح کر دیا کیونکہ بہت ساری قباحتیں اس سے پیدا ہو جاتی ہیں اس سے بڑے بڑے مسئلے پیدا ہوتے ہیں

اگلی آیت جو کہ بڑی طویل آیت ہے اور **آیت نمبر ۲۲۹ ہے**

اس میں اللہ نے ارشاد فرمایا

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمۡسَاکٌۢ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ تَسۡرِيۡحٌۢ بِاِحۡسَانٍ ط

طلاق دو بار ہے، یعنی دو بار وہ ہے جو تیرا حق ہے، جونہی تیسری بار کی اس کے بعد بیوی نکاح سے نکل گئی

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ قرآن کھلا ہے آپ کے سامنے یہ بھی واضح کردیا کہ عرب میں یہ رواج تھا کہ وہ اپنی بیویوں کو ہزار ہزار طلاق دیتے تھے ہزار ہزار طلاق دیتے تھے اور اس کے بعد ظالم پھر رجوع کرلیتے، ہزار بار طلاق دی پھر کچھ دن گزرے تو ذہن میں آیا کہ یہ تو غلطی ہوگئی مجھ سے، یہ تو غلطی ہوگئی مجھ سے وہ تو میں نے غصے میں کہا یہ تو عورت اچھی ہے پھر جاکے صلح کرلی اور پھر اسے گھر لے آئے، پھر دو چار دن گزرے جھگڑا ہوا پھر طلاق دی اور پھر دو چار دن گزرے تو او ہو مجھ سے غلطی ہوئی وہ تو بڑی اچھی عورت ہے پھر جا کر اس سے رجوع کرلیا تو ایک کھیل اور تماشہ بن گیا تھا اور حد تو اس وقت ہوئی جب ایک انصاری مسلمان نے اپنے بیوی کو یہ دھمکی دی کہ نہ تو تجھے چھوڑوں گا اور نہ ہی تجھے اپنے قریب آنے دوں گا وہ کہنے لگی یہ کیسے ہوسکتا ہے کہا دیکھو ابھی تجھے طلاق دے دوں گا اور پھر چند دنوں بعد تجھے لے آؤں گا تو لہذا نہ تجھے چھوڑوں گا اور نہ ہی تیرے قریب جاؤں گا تو آپ اندازہ کیجئے کہ یہ کتنی بڑی عورتوں کے لئے مصیبت تھی وہ عورت جب حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی کہ دیکھیں وہ کہتا ہے کہ تجھے چھوڑنا بھی نہیں ہے اور تیرے قریب بھی نہیں آنا ہے اور طلاق دے کر وہ مجھے چھوڑ دیتا ہے اور پھر دوبارہ رجوع کرلیتا ہے اس وقت میرے نبی ﷺ جب آپ کا دل تھوڑا سا غمزدہ ہوا تو اللہ نے فوراً آیت نازل کردی۔

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ اس کو کھلونا نہ بناؤ اس کو ایک جو ہے گڈی گڈے کا کھیل نہ بناؤ کہ تم جب چاہے، جس وقت جاہے جب چاہے طلاق دے کر پھر لے آؤ، کہا دو بار، پہلی بار دی ہے تو تمہارا حق ہے ابھی ایک طلاق ہوئی ہے، کہہ دو کہ ٹھیک ہے مجھ سے غلطی ہوئی واپس لے آؤ دونوں رہنا شروع کردو، بسو ہنسی خوشی رہو لیکن اگر پھر جھگڑا ہوا اور اگر تم نے کہہ دیا تو دو ہوئی، یہیں تک تھا بس **اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ** یہیں تک تھا تمہارا حق اب اس سے آگے تمہارا حق نہیں ہے **اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ** عربی کا لفظ بول رہا ہوں قرآن کی آیت پڑھ رہا ہوں **فَاِمْسَاکٌ بِمَعْرُوْفٍ** اگر اس سے آگے بڑے **اَوْتَسْرِیحٌ بِاِحْسَانٍ** تو پھر تم اس سے اگلی بار جو نہی تمہاری زبان سے تیسرا لفظ نکلا تو اب دونوں ایک دوسرے کے لئے اجنبی ہوگئے اب رشتہ ٹوٹ چکا ہے اب اگر ساتھ رہے تو زنا ہوگا اور جو اولاد ہوئی تو وہ حرام کی ہوگی اور دوزخ کی تہوں میں گرتے چلے جاؤ گے کیونکہ تم نے اللہ کے حکم سے ٹکرائے اللہ نے کہا تھا دو بار ہوگی طلاق اگر تیسری بار طلاق منہ سے نکلا تو تمہارا حق نہیں رہا، ختم ہوگیا۔

تو یہ اسلام نے دیکھیں کتنا پیارا اصول دیا زندگی گزارنے کا اسلام کتنی اعلیٰ مثال پیش کی دونوں کو ہی قید کردیا، دونوں کو ہی قید کردیا کہا گر یہ لفظ بولے گئے چاہے مذاق میں، چاہے غصے میں چاہے یونہی، چاہے کسی کے کہنے پہ، چاہے پسٹل رکھ کے یہ ہوجائے گی۔

دو چیزیں بیٹو یاد رکھو کہ زبردستی بھی ہوجاتی ہے پیار سے بھی ہوجاتی ہے ایک نکاح اور ایک طلاق۔

اگر کسی والد نے کسی بچی کا نکاح پڑھا دیا ہیا وراس نے کہہ دیا ہے قبول ہے قبول ہے قبول ہے، دل نہیں کرر ہا تھا، دل سے راضی نہیں تھی لیکن باپ نے کہہ دیا تو نکاح ہوگیا، اسی طرح اگر کسی نے پیار سے ہی کہہ دیا نا ہنستے ہنستے طلاق طلاق، بے شک نیت نہیں تھی تو بھی طلاق ہوگئی اس لئے کہ اسلام ان دونوں چیزوں پہ کوئی کمپرومائز نہیں کرتا اگر آپ تھوڑی دیر کے لئے سوچو بیٹو کہا گر اس پہ اسلام کمپرومائز کرجائے تو ہمارے معاشرے میں کیسی بدامنی پھیل جائے اسلام اس کو اس قدر روکتا ہے کہ ہر کوئی اس کو بولنے سے پہلے کروڑ بار سوچو کہ یہ کیا میں منہ سے نکالنے لگا ہوں (اللہ اکبر)

اسی طرح اللہ نے بڑی حکمت کے ساتھ طلاق کا جو حق ہے جو قرآن کے اندر واضح موجود ہے وہ مرد کو دیا ہے اسی آیت میں آگے لکھا ہے

وَلَایَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَاْخُذُوْامِمَّآ اٰتَیْتُمُوْ هُنَّ شَیْئاً اِلَّا اَنْ یَّخَافَآ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰہِ

قرآن نے فرمایا کہ ہم یہ حق مرد کو دیتے ہیں۔

لہذا یہ حکمت، بڑی ہی حکمت سے اللہ نے یہ حق مرد کو دیا ہے کیونکہ مرد فطرتاً سخت پسند ہوتا ہے مرد کی فطرت میں سختی کو برداشت کرنے کی قوت ہوتی ہے، مرد کی فطرت میں اللہ پاک نے بڑی ذمہ داریاں کو اُٹھا نا رکھا ہے، یہ باہر کی ذمہ داریاں بھی اُٹھاتا ہے یہ بچوں کو بھی پالتا ہے یہ سو اور بھی مسئلے مسائل حل کرتا ہے اس لئے مرد کو یہ حق دیا گیا ہے اگر عورت کو یہ حق دیا جاتا تو یہ سو سو طلاقیں لے کر روز گھر بیٹھی ہوتی، کیونکہ یہ زیادہ جذباتی ہوتی ہیں جلدی اپنے آپ کو خود ہی طلاق دے دیتی خود ہی، تو اللہ نے بڑی حکمت سے مرد کو اس حق سے

نوازا کہ مرد ہی اس کے ذمہ دار ہوں گے،فقہہ کے اندر یہ موجود ہے کہ اگر مرد اپنا حق دینا چاہے اور با قاعدہ نکاح نامے کے اندر یہ شق موجود ہوتی ہے مجھے یاد ہے قاعدہ بنا دیا جاتا ہے بڑا اسا اس کو پڑھا ہی نہیں جاتا، وہ شق موجود ہے کہ کیا مرد عورت کو اپنا حق دیتا ہے، اگر وہ مانتا ہے تو سائن کر دے اور اگر سائن کر دے تو اس کا مطلب ہے کہ مرد عورت کو اپنا حق دیتا ہے لیکن عام طور پہ ایسا نہیں کیا جاتا اور بہتر بھی یہی ہے اسی طرح ان کی گفتگو آگے چلتی ہے انشاءاللہ آپ اسائنمنٹ میں اس کو بنائیں گی تو بہت ساری چیزیں آپ کو سمجھنے کو ملیں گی۔

ہم آتے ہیں آیت نمبر پہ جو **آیت نمبر ۲۳۳** ہے اس میں اللہ نے بہت خوبصورت بات بیان فرمائی ہے

اللہ نے ارشاد فرمایا

لَاتُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا

اللہ پاک کسی شخص کو اس کی ہمت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا

کتنی پیاری آیت، کتنی خوبصورت آیت ہے

لَاتُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا

اللہ پاک کسی شخص کو اس کی ہمت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا، تمہارے اوپر جو پریشانی مصیبت تکلیف آئی ہے تم یقیناً اسے برداشت کر سکتے تھے ورنہ موت آتی کیونکہ موت واحد مصیبت ہے جسے انسان برداشت نہیں کر پاتا اور فوت ہو جاتا ہے اس سے پہلے پہلے جتنی آتی ہیں وہ ساری کی ساری انسان برداشت کر سکتا ہے تو اللہ نے واضح کر دیا کہ ہم نے انسان کو اس کی حیثیت کے مطابق تکلیف دینی ہے اگر زوجین کے اندر کوئی مسئلہ آتا ہے بیوی کی طرف سے تمہیں کوئی تکلیف آتی ہے خاوند کی طرف سے کوئی تکلیف آتی ہے تو یاد رکھو وہ تم برداشت کر سکتے ہو وہ تمہارے اندر قوت موجود ہے اگر تم صبر کرو تو، اگر تم صبر کرو تو واقعی تمہارے اندر قوت موجود ہے ٹھنڈے دماغ سے تم سوچو یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو ہم تمہیں موت دے دیتے تو چونکہ ابھی تمہاری زندگی باقی ہے تو اس مصیبت کے اوپر صبر کرو اس لئے

آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

جو خاوند اپنی بیوی کی برائی کے اوپر صبر کرتا ہے یعنی اس کی بدتمیزی کو سہتا ہے اور اس کے جو برے احوال ہیں، برے کردار ہیں اس کو اگر نرمی سے اپنا لیتا ہے تو اللہ پاک جنت میں اس کو ایسا درجہ عطا فرمائے گا جو جنت میں کسی اور جنتی کو نہیں ملا ہوگا۔

اور اگر کوئی بیوی اپنے خاوند کی سختی کو برداشت کرتی ہے بظاہر وہ بہت برا انسان ہے لیکن بیوی برداشت کرتی چلی جاتی ہے وہ کہتی ہے کہ نہیں میں صبر کروں گی تو فرمایا اللہ پاک اسے قیامت کے دن جنت کے اندر ان عورتوں کے ساتھ رکھے گا جن کے نام حضرت آسیہؑ، حضرت خدیجہؓ وہ عورتیں جو پاکباز دنیا میں رہی۔

اللہ ان کو ان کے ساتھ رکھے گا جس نے صبر کیا جس نے اپنے خاوند کی سختیوں پہ صبر کیا، لیکن اب تو طبیعتیں ہی اتنی زیادہ نازک ہو چکی ہیں، عجیب و غریب طبیعتیں، صبر تو لوگوں میں بالکل ہی ختم ہو گیا ہے یہاں تک نوبت آ چکی کہ زیادہ نمک ڈالنے پہ طلاق دی گئی اور یہاں تک نوبت آ گئی کہ CD 70 نہیں دی نکاح ابھی ہوا ہی تھا وہاں پہ ہی طلاق دے کر دولہا صاحب روانہ، عجیب و غریب حالات ہیں صبر نام کی شے ہی ختم ہو گئی اور لوگ تکلیف برداشت کرنے کو جی میں تو خور پری ہوں مجھے کوئی دکھ کیوں آئے، اور وہ بھی شہزادہ ہے پرستان کا وہ بھی کہتا ہے کہ مجھے کیوں کوئی دکھ دے ایسا نہیں ہونا چاہئے۔

آقا ﷺ کی زندگی ہمارے سامنے ہے میرے نبی ﷺ نے ہمیشہ لوگوں کو معاف کیا ہے اگر بیوی تمہارے ساتھ ایسا کرتی ہے تو معاف کرو اور اگر شوہر ایسا کرتا ہے تو معاف

کرواسے یہ معاف کرنے کی ادااتنی خوبصورت ہے کہ آقاﷺ نے چاند کو دوٹکڑے کیا،آپ نے سورج کو واپس پلٹایا،آپ کے ہاتھوں میں کنکروں نے کلمہ پڑھا،آپ کے اشارے پہ درخت دوڑتا ہوا آیا،آپ جہاں چاہتے جو چاہتے معجزہ دکھادتے آپ کی آنکھوں سے پانی نکلا،آپ کا ہاتھ بلند ہوات ہے تو جنت تک پہنچ جاتا ہے،اتنے معجزے دکھائے نبی نے مکے میں لیکن کوئی مسلمان نہیں ہوا،کوئی مسلمان نہیں ہوا،سارے کے سارے کافر رہ گئے لیکن جب حضورﷺ فاتح ہو کر مکہ میں واپس آتے ہیں اوران سب کو معاف کر دیتے ہیں تو وہ سب مسلمان ہو جاتے ہیں یہ معاف کرنا کتنی بڑی چیز ہے ہم معاف نہیں کرتے ایک دوسرے کو، بھائی بھائی کو معاف نہیں کرتا، بہن بہن کو نہیں کرتی، بیٹا باپ کو معاف نہیں کرتا، باپ بیٹے کو معاف نہیں کرتا، بہوساس کو معاف نہیں کرتی، ساس بہو کو معاف نہیں کرتی، سنی دیوبندی کو معاف نہیں کرتا، دیوبندی سنی کو معاف نہیں کرتی، وہابی شیعے کو معاف نہیں کرتا، سارے ایک دوسرے کو معاف نہیں کرتے، معاف کرنا چاہئے۔

لَاتُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا

تمہیں جو تکلیف پہنچتی ہے تمہاری حیثیت کے مطابق پہنچتی ہے۔

لہذا معاف کر دو، دکھ تکلیف پریشانی کو ٹھنڈے دماغ سے پی جاؤ، صبر یہ نہیں ہے کہ صبر میں انسان دوسروں کو بتانا شروع کر دے کہ میرے ساتھ یہ ہو گیا، میرے ساتھ یہ ہو گیا، صبر یہ ہے کہ آپ کے سامنے ایک کڑوا پیالہ پڑا ہو دوائی والا اور آپ اسے اس طرح پی جائیں جیسے روح افزاء پی رہے ہیں یہ صبر ہے (اللہ اکبر)

تو واضح کر دیا یہاں کہ تمہارے ساتھ بہت کچھ ہو گا لیکن ہم نے تکلیف اتنی ہی دینی ہے جتنی تمہاری حیثیت ہے، بڑی جنت لینا چاہتے ہو بڑی تکلیف سے گزرو، چھوٹی جنت چاہتے ہو چھوٹی تکلیف میں سے گزرو، بڑے اعلی لوگوں میں شامل ہونا چاہتے ہو تو اتنی ہی اعلی آزمائش کے لئے تیار ہو جاؤ، جتنا بڑا درجہ اتنی بڑی آزمائش، چھوٹا درجہ چھوٹی آزمائش (اللہ اکبر)

اسی طرح آخری بات آج کی ہماری گفتگو کی ارشاد فرمایا اللہ پاک نے **آیت نمبر ۲۳۵** کے اندر

وَلَا تَعْزِمُوْ عُقْدَةَ النِّكَاحَ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ

اور نہ پکی کر لو نکاح کی گرہ کو، جب تک لکھا ہوا حکم یہاں تک کہ پہنچ جائے اپنی انتہا کو

یہاں عدت کے بارے میں بھی گفتگو موجود ہے، چار مہینے دس دن عدت جو ہے ایک عورت کرتی ہے اور جن کے خاوند فوت ہو جائیں ان کے لئے عدت ہے اور اگر وہ حاملہ ہیں تو جونہی بچہ پیدا ہوا اسکی عدت ختم ہو گئی فرض کریں کہ خاوند فوت ہوا اور ایک ہفتے کے بعد بیٹا یا بیٹی پیدا ہوئی اب وہی اس کی عدت کا ٹائم ہو گا یعنی سات دن بعد عدت ختم ہو گی لیکن اگر ایسا نہیں ہے تو چار مہینے دس دن وہ پورے کرے گی اور اپنے آپ کو روکے رکھے گی اور اس کے بعد وہ خاوند کے فوت ہونے کے بعد نکاح کرے گی تو اسی لئے فرمایا کہ مسلمانوں کو یہ حکم دیا جا رہا ہے عدت گزرنے والی عورت سے جو ہے نکاح کا تذکرہ اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک وہ عدت گزر نہیں لیتی یہ بڑا بے انصاف عمل ہے کہ ایک عورت ابھی عدت میں ہے اسے ابھی سے ہی نکاح کے پیغام بھیجے جا رہے ہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے اسلام اس سے منع کرتا ہے جب تک چار مہینے دس دن نہ گزر جائیں اس سے پہلے رشتہ بھی نہ بھیجا جائے لیکن جونہی چار مہینے دس دن گزر گئے ہیں تو پھر رشتے کا آغاز کیا جائے اور اگر ایسا کیا جائے گا تو اللہ فرما رہا ہے کہ اللہ غفور اور رحیم ہے اللہ بہت بخشنے والا اور علم والا ہے

اللہ سے دعا ہے کہ جو باتیں ہم نے آج سمجھی ہیں ان پہ اللہ عمل کی سعادت عطا فرمائے۔ (آمین)

آیت الکرسی کی فضیلت اور نبی ﷺ کی شان

آج کا ہمارا لیکچر عالم القرآن کورس میں صفحہ نمبر ۷۷ اسے شروع ہوگا، ضیاء القرآن صفحہ نمبر ۱۷۰، یہ ۳۴ رکوع ابھی جاری ہے اور اسی میں ہم آج آیۃ الکرسی سے آغاز کریں گے،

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَاتَاْ خُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ط لَهٗ مَافِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ط

یہاں تک جو میں نے پڑھا ہے قرآن کی تلاوت کی ہے یہ ہے اللہ کی صفات، آیۃ الکرسی بہت بڑی عظیم الشان آیت ہے اور آقا ﷺ کی واضح حدیث موجود ہے بخارری شریف میں آیۃ الکرسی کے حوالے سے

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

جو شخص فرض نماز پڑھنے کے بعد آیت الکرسی پڑھتا ہے اس کے درمیان اور جنت کے درمیان صرف موت ہے

جونہی مرے گا سیدھا جنت میں جائے گا تو یہ بہت بڑی عظیم الشان آیت ہے اور اس کو بزرگوں نے بلاؤں سے مصیبتوں سے دور کروانے کا ایک بڑا مجرب نسخہ بھی فرمایا ہے اور ایک

اور حدیث میں ارشاد فرمایا کہ

جو کوئی رات کو سوتے ہوئے اسے ۳ بار پڑھتا ہے تو اللہ پاک فرشتوں کو اس کی حفاظت کے لئے متعین فرماتا ہے

جو دو بار پڑھتا ہے تو بہت زیادہ فرشتے آجاتے ہیں اور جب تین بار پڑھتا ہے تو اللہ فرشتوں کو واپس بلا لیتا ہے اور کہتا ہے کہ اللہ خود اس کی حفاظت کرے گا، یہ بڑی عظیم الشان بڑیا علی آیت ہے اس کا وظیفہ آج بھی لوگ بے شمار امراض سے شفاء حاصل کرنے کے لئے کرتے ہیں، ہمارا مقصد اس کی فضیلت بیان کرنا نہیں ہے بلکہ اس کو سمجھنا ہے کہ اس کے اندر اللہ نے کیا بیان فرمایا ہے اور اس کے اندر کیا گفتگو کی ہے، پہلی آیات جو میں نے پڑھی ہیں

''اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے'' **اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ** وہ زندہ ہے اور قائم ہے **لَاتَاْ خُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ** نہ اسے نیند آتی ہے نہ اونگھ **لَهٗ مَافِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ** جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے اسی کا ہے

یہاں تک میں نے جو آپ کے سامنے بیان فرمایا یہ جو ہے اللہ کی صفات ہیں اور اللہ کی صفتیں ہیں اور اللہ نے اس کو واضح کر دیا، اللہ کی سب سے بڑی صفت یہ ہے کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے، وہ اس کی سب سے بڑی صفت ہے، پھر فرمایا کہ وہ زندہ ہے، وہ ہمیشہ سے ہے وہ ہمیشہ رہے گا، اس کو کبھی موت نہیں آئے گی اور اللہ کی ذات ایسی ذات ہے جو ہمیشہ قائم رہنے والی ہے، قیوم سے مراد قائم ہے اور قائم سے مراد اپنے مرتبے اور مقام پہ ہے اس کا جو مرتبہ اور مقام ہے اس پہ قائم ہے، قائم سے مراد یہ نہ لیجئے گا کہ اللہ پاک کی معرفت میں بڑی اعلی بات یہ ہے کہ اللہ پاک کبھی عروج نہیں کرتا اللہ کبھی عروج نہیں کرتا یعنی اللہ کبھی اوپر نہیں جاتا، کیونکہ جو سب سے اوپر مقام ہے وہ وہیں پر ہے جس اوپر سے اوپر کوئی شے نہیں ہے وہ وہی ہے، لہذا اس اوپر سے اوپر جانے کی کوئی گنجائش نہیں اس سے مراد ہے قائم کہ وہ ایسا بلند ہے کہ اس سے اوپر کوئی بلندی نہیں ہے وہ اس بلندی پہ بیٹھا ہوا ہے وہ اس بلندی پہ موجود ہے اس بلندی کے بعد کوئی بلندی نہیں ہے لہذا وہ قائم ہے اپنی جگہ

لَاتَاْ خُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ اسے کبھی نیند نہیں آتی اونگھ نہیں آتی کیونکہ یہ انسانی صفات ہیں۔

انسانوں کو غفلت آجاتی ہے، انسانوں کو نیند آجاتی ہے وہ سو جاتے ہیں لیکن وہ ایسا ہے کہ وہ ان چیزوں سے پاک ہے اس کی زات کے اندر ایسی چیزیں موجود نہیں ہیں وہ کبھی غافل نہیں ہوتا، اس سے مراد اونگھ اور نیند نہیں ہے، مفسرین نے اس کو یوں بیان کیا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے کاموں سے کبھی غافل نہیں ہوتا، اونگھ اور نیند سے مراد یہ نہ لیجئے گا کہ کہیں نیند نہیں آتی یا اونگھ نہیں آتی، ایسا نہیں ہے اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے کاموں سے غافل نہیں ہوتا۔

لَهٗ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ سارے آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے وہ سب اسی اک ہے، ہر چیز کو اسی نے پیدا کیا ہے اور وہ ہر چیز پہ پوری ملکیت رکھتا ہے۔

مَنْ ذَاالَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ ط یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَ سِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَایَئُوْ دُہٗ حِفْظُھُمَا وَ ھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُO

اس کے بعد جو اگلی آیت کا حصہ ہے، **مَنْ ذَاالَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ** کون ہے جو سفارش کر سکے اس کے پاس بغیر اس کی اجازت کے **یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ** جو پہلے ہو چکا ہے اور جو بعد میں ہونے والا ہے **وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ** اور تم نہیں دیکھ سکتے کسی چیز کو اس کے علم کے بغیر اور مگر جتنا وہ چاہے **وَ سِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ** سمائے رکھا ہے اس کی کرسی نے آسمانوں اور زمینوں کو

اس میں یہ جو آیت ہے **مَنْ ذَاالَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ** یہ آیت کا حصہ آقاﷺ کے لئے نازل کیا گیا، یہ حضورﷺ کی شان کریمہ کو بیان کیا گیا ہے آیت کے اس حصے میں، کہ کون ہے جو سفارش کر سکے اس کے پاس اس کی اجازت کے بغیر، اس سے مراد یہ ہے کہ قیامت کے دن کوئی بھی سفارش نہیں کر پائے گا، یہ ایک اصول ہے اللہ کا کہ اسے کسی کی بھی سفارش کی ضرورت ہرگز نہیں ہے لہذا عقیدہ یہی ہوگا، عقیدہ یہی ہے کہ اس کو کسی کی سفارش کی ضرورت نہیں ہے وہ اپنی جگہ ہر کام کا درست فیصلہ کرتا ہے، پچاس ہزار سالہ دن ہوگا اور اتنے لمبے دن کے اندر وہ جب اپنے بندے کے معاملات طے کرے گا تو کسی کی سفارش قبول نہیں کرے گا لیکن یہاں اللہ نے ایک لفظ استعمال کیا ہے کہ **اِلَّا بِاِذْنِہٖ** ہاں اس کی اجازت کے ساتھ، ہاں اگر کسی کو اس کی اجازت مل جاتی ہے تو پھر اللہ سفارش قبول کرے گا اس وقت سفارش بھی ہوگی اور معاملات بھی ہونگے،

حدیث میں پورا واقعہ موجود ہے

کہ قیامت کا دن ہوگا اور جب اللہ فیصلہ فرمائے گا تو سارے نبیوں کی امتیں سارے نبیوں کے پاس جائیں گی اور کہیں گی کہ اے اللہ کے نبی ہمیں آج بچا لیجئے آج اللہ کا غضب بہت بڑا ہے، ہمارے لئے بہت بڑا مشکل مقام آ گیا تو نبی کہے گا کہ میں تو خود پریشان ہوں مجھے بھی آج اللہ کے غضب سے ڈر لگ رہا ہے، امت پوچھے گی اچھا، کیا کریں آپ بھی پریشان ہیں ہم بھی پریشان ہیں، کہیں گے آؤ مل کر ہم سارے چلتے ہیں ابراہیمؑ کے پاس کیونکہ ابراہیمؑ خلیل اللہ ہیں اور خلیل اسے کہتے ہیں جس سے کوئی راز چھپایا نہ جائے "خلت" لباس کو کہتے ہیں اصل میں، خلت سے لفظ نکلا ہے خلیل، لباس ایک ایسی چیز ہوتی ہے جس سے آپ چھپ نہیں سکتے، لباس آپ کی ہر شے جانتا ہے خلیل کہتے ہیں ایسا انسان جسے اللہ نے اپنا ہر راز عطا کر دیا ہو، ابراہیمؑ اللہ کے خلیل ہیں تو ساری امتیں مل کر ان کے پاس پہنچیں گی تو ابراہیمؑ بھی آگے سے رو رہے ہوں گے اور فرمائیں گے کہ میں بھی آج اللہ کے غضب سے خوفزدہ ہوں وہ کہیں گے کہ ہم کہاں جائیں تو وہ سارے مل کر حضرت نوحؑ کے پاس جائیں گے کیونکہ وہ نجیع اللہ ہیں اللہ نے ان کی وجہ سے نجات دی تھی، وہ آدم ثانی ہیں دوسرے آدم ہیں، وہ سارے مل کر نوحؑ کے پاس جاتے ہیں، نوحؑ بھی آگے سے رو رہے ہوں گے اور وہ کہتے ہیں نہیں آدمؑ کے پاس چلو، وہ اسی طرح جب آدمؑ کے پاس پہنچے تو آدمؑ بھی رو رہے ہوں گے فرمایا حضور آپ بھی روتے ہیں تو اب ہمارا کون ہے، تو فرمایا کہ ایک شخص ہے جو اگر آج ہمارے ساتھ چلے گا تو اللہ فضل کر سکتا ہے، فرمایا وہ کون ہے، تو فرمایا وہ محمد الرسول اللہﷺ کی ذات ہے، آؤ سارے مل کر ان کے دربار چلیں تو پھر فرماتے ہیں کہ سارے نبیوں کی امتیں اپنے نبیوں کے ساتھ مل کر میرے دربار میں حاضر ہوتی ہیں اور پھر مجھے پوچھا جائے گا تو میں ان کے ساتھ چلوں گا۔

انا لھا کے الفاظ حضورﷺ کی زبان اقدس پہ ہوں گے کہ میں تمہارے لئے ہوں، آؤ میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں، پھر آقاﷺ تشریف لے جائیں گے پھر آپﷺ مقام

محمود پہ جلوہ فرمائیں گے اور پھر وہاں سجدے کی حالت میں ایسی تعریف بیان کریں گے۔

آ قاعلیہ وسلم ﷺ نے فرمایا کہ

وہ الفاظ جو اس وقت اللہ میری زبان پہ جاری کروادے گا، ایسے الفاظ ہیں کہ وہ اس وقت سے پہلے کبھی بھی بولے گئے نہیں ہوں گے وہ اللہ کی ایسی حمد ہے کہ وہ کسی انسان، جن، فرشتے، روح نے نہیں کی ہے وہ صرف اس دن محمد ﷺ کی زبان سے نکلیں گے اور وہ ایسے الفاظ ہوں گے کہ اللہ وجد میں آجائے گا اور فرمائے گا کہ اے محمد ﷺ سر اُٹھاؤ اور خواہش کرو جس کی تم چاہتے ہو، یہ ہے۔

اِلَّا بِاِذْنِہٖ ہاں جس کی اجازت ہو جائے گی تو بعض لوگ جو ہیں اس میں چونکہ قرآن کا درق نہیں ہوتا، قرآن کے حوالے سے اتنی گہرائی میں نہیں گئے ہوتے تو سیدھے انکار کردیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی نے نہیں بخشنا، کوئی بخشش نہیں ہے تو ایسا نہیں ہے، آقا ﷺ کی سفارش موجود ہوگی اور پھر آپ ﷺ نے حد کردی آپ نے فرمایا کہ سفارش صرف میری ہی نہیں ہوگی بلکہ اس دن ہر اللہ والا، ہر نیک شخص سفارش کرے گا، اولیاء سفارش کریں گے، والدین سفارش کریں گے، ایک حافظ قرآن سفارش کرے گا بلکہ فرمایا کہ ایسا بچہ جو پیدا ہونے سے پہلے ہی فوت ہو گیا وہ بچہ بھی اپنے والدین کو جنت میں لے کر جانے کا سبب بنے گا سفارش کرے گا تو لہذا **اِلَّا بِاِذْنِہٖ** کے اندر اشارہ موجود ہے جسے اللہ اجازت دے گا اس کی سفارش ہوگی تو اس لئے عقیدہ ٹھیک رکھا جائے اپنے عقیدے کو درست کیا جائے کہ سفارش بحرحال اللہ کو ضرورت کوئی نہیں ہے لیکن اللہ جسے چاہے گا اجازت دے گا۔

جیسے حافظ کو کہا گیا کہ ایک حافظ اپنے والدین کو ایسے تاج پہنادے گا جس کی روشنی سورج اور چاند سے زیادہ ہوگی اور ایک حافظ ستر رشتے داروں، دوستوں کی سفارش کرے گا جو پکے جہنمی ہوں گے تو اللہ اس کی سفارش کی وجہ سے ان کو جہنم سے نکال کر جنت کی طرف لے جائے گا لیکن یہ ایک باعمل حافظ کی مثال ہے، بھاگا ہوا حافظ نہیں جو آج کل حافظ ہیں بھاگے ہوئے اور کچھ یاد ہے کچھ نہیں یاد ہے کچھ بھول گئے ہیں تو ایسے حافظوں کی یہ حدیث نہیں ہے یہ حدیث اس حافظ کے لئے ہے جو قرآن کا باقاعدہ اس کے بعد دور بھی کرتا رہا اور اسے یاد بھی رہا اور وہ عامل بھی ہے علم اور عمل دونوں کرتا ہے وہ حافظ اس قدر بلند ہوگا کہ خود تو بخشا ہی جائے گا ساتھ میں ستر لوگوں کو بھی بخشوائے گا (اللہ اکبر)

اس لئے اس آیت کریمہ کے اس حصے میں یہ نبی پاک ﷺ کی شان کریمہ بیان کی گئی اور اس قدر شفاعت کا معاملہ ہوگا (اللہ اکبر) حدیث میں آتا ہے کہ آقا ﷺ اس قدر شفاعت کریں گے کہ اس قدر شفاعت فرمائیں گے کہ اس وقت شیطان کو بھی یہ امید ہو جائے گی کہ میں بھی آج بخشا جاؤں گا اتنی شفاعت لیکن بے اصولی شفاعت نہیں ہوتی، شفاعت اس کی ہوتی ہے جس سے محبت ہو، سفارش بندہ اس کی کرتا ہے جس کے ساتھ پیار محبت ہو جس کے ساتھ کوئی رشتہ ہو، جس کے ساتھ کوئی رشتہ ہی کوئی نہیں اس کی سفارش کیوں کریں گے آقا تو اس لئے یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ اللہ پاک نے یقیناً اپنا اصول بنایا ہے کہ وہ کسی کی سفارش قبول نہیں کرے گا لیکن اگر اس نے اجازت دی تو اجازت میں سب سے پہلے آقا ﷺ کی ذات کریمہ آتی ہے، پھر تمام صحابی بھی کریں گے، تمام تابع کریں گے، تبع تابعین کریں گے، ایک پیر اپنے مریدوں کی کرے گا، ایک نیک شخص سفارش کرے گا، ایک استاد اپنے شاگردوں کی کرے گا۔

اور میں جب بخاری شریف پڑھ رہا تھا اس میں مجھے جو پہلی حدیث ملی اس میں بڑی خوبصورت بات ہے، بخاری شریف کی پہلی حدیث ہے آپ کبھی پڑھیں تو آپ کو اس کا بڑا فائدہ ہوگا اس میں ایک جملہ ہے اس میں لکھا ہے کہ اللہ پاک بہت سارے لوگوں کو جنت میں جانے سے روک دے گا، جنتی جنت میں جا رہے ہوں گے پورے گروہ کو کہا جائے گا کہ تم رک جاؤ اور اس طرح حکم ہوگا تو ان کو روک دیا جائے گا باقی سب جنت میں جا رہے ہوں گے انہیں لے جایا جائے گا تو وہ لوگ پریشان ہو کر پوچھیں گے مولا ہم نے ایسا کیا قصور کیا ہمیں کہا گیا کہ جنت میں جاؤ اب ہمیں روک دیا گیا فرمایا اس لئے تمہیں روکا گیا کہ تمہارے کچھ چاہنے والے ایسے ہیں جو جہنم میں ہیں وہ تمہارے چاہنے والے تھے محبت والے تھے پیار والے تھے تو وہ جہنم میں ہیں تو ہم نہیں چاہتے کہ تم آج اکیلے جنت میں جاؤ وہ تمہارے ساتھ دنیا میں پیار کرتے تھے تم جاؤ اور جا کر انہیں پہچان پہچان کر انہیں جہنم سے نکالتے جاؤ، غور کیجئے، تو پھر وہ جہنم کے دروازے میں لے جائے جائیں گے اور اللہ پاک کے حکم سے انہیں جہنم کے نیچے سے دیکھایا جائے گا تو نیچے جب دیکھیں گے تو ان کی نظر پڑے گی اپنے محبت والوں پہ، اپنے شاگردوں پہ، اپنے پیار والوں پہ اور پھر ایک ایک کر کے وہ پہچانتے جائیں گے کہ ہاں یہ وہ ہے جس نے مجھے پانی پلایا،

وہ وہ ہے جس نے مجھے روٹی کھلائی، وہ وہ ہے جو میرے ساتھ بیٹھتا تھا، وہ وہ ہے جو ایک بار آیا تھا مجھے چہرہ یاد آ گیا آیا تھا اور ایسے ایسے لوگ بھی ہونگے کہ گزر رے گزر رے سلام کر گئے، انہیں چہرہ یاد رہ گیا وہ انہیں بھی جہنم سے نکال کر جنت میں لے جائیں گے۔

حضرت شاہ نقشبندؒ نے ایک جملہ فرما کے حد کر دی، آپؒ نے فرمایا کہ

قیامت والے دن، جن کسی شخص نے دنیا میں ہمارا جوتا بھی سیدھا کیا ہم اسے بھی اپنے ساتھ جنت میں لے کر جائیں گے

اس کا بھی بدلہ دیں گے اس لئے یاد رکھیئے کہ قیامت والے دن اللہ بہت سارے لوگوں کو وسیلہ بنائے گا، امت کو بخشنے کے لئے اللہ نے بہت سارے بہانے تلاش کرنے ہیں، اللہ پاک ان کسی بہانوں میں سے کسی ایک میں ہمیں آنے کی توفیق فرمائے کوئی ایک بہانہ ہمارے لئے بن جائے اور ہم بھی اسی طرح اللہ کی بارگاہ میں سرخرو ہو جائیں

یہ گفتگو آگے چلتی ہے اور اللہ کی دوبارہ صفات شروع ہوتی ہیں **وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا** نہیں تھکاتی اس کو آسمانوں اور زمینوں کی حفاظت **وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ** اور وہ بہت بلند، عظمت والا ہے۔

اس میں بہت سارے بزرگوں نے اور خاص طور پہ اعلی حضرت امام احمد رضاؒ نے ارشاد فرمایا کہ یہ جو آیت الکرسی کے آخری الفاظ ہیں وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا اس کو اگر کوئی ۲۱ بار اپنے ہاتھوں کے اوپر دم کر کے اپنی آنکھوں پہ لگائے تو اس کی آنکھیں روشن رہیں گی اور اگر بینائی کمزور ہے تو تیز ہونا شروع ہو جائے گی، اس کو باقاعدہ آزمایا گیا ہے کہ اکیس بار **وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا O** پڑھ کے کوئی اپنی آنکھوں پہ لگاتا ہے تو اللہ پاک اس کی آنکھوں کو روشنی عطا فرماتا ہے

آگے فرمایا

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ

دین میں کوئی جبر نہیں، اللہ نے جب اپنی اتنی صفات بیان کر دی، آیت الکرسی میں اللہ نے جب اتنی صفتیں بیان کی اس کے بعد یہ جملہ آنا عجیب سا لگتا ہے، ایک عجیب سی ذہن میں آتی ہے سوچ کہ اتنی اچھی شانیں بیان ہو رہی تھی اور اچانک اللہ نے رخ ہی بدل دیا کہ

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ

دین میں کوئی جبر نہیں، سمجھ نہیں آئی تو اس کے لئے مفسرین نے بڑی تفصیل فرمائی ہے مفسرین فرماتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ پہلے اللہ نے اپنی صفات بیان کی پھر کہا دین میں کوئی جبر نہیں اس سے مرا یہ ہے کہ جو شخص اب بھی کفر میں ہے میری اتنی صفتیں جاننے کے بعد بھی کفر میں ہے تو اس پہ کوئی سختی نہ کرو وہ اسی قابل ہے وہ گندے کا گندا ہی رہے گا جو اتنی صفتیں جاننے کے بعد بھی مجھ پہ ایمان نہیں لاتا، جس کو یہ پتہ ہے کہ وہ زندہ قائم ہمیشہ رہنے والی ذات ہے وہ ایسی اعلی ذات ہے کہ اس کو کوئی نیند نہیں، کوئی اونگھ نہیں، کبھی اپنے کام سے غافل نہیں اور پھر بھی وہ دین پر نہیں آتا ہے تو

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ

تم اس پہ کوئی جبر نہ کرو وہ ٹھیک نہیں ہو سکتا، ایک تو یہ مطلب ہے

دوسرا مطلب یہ بھی ہے کہ آپ زبردستی کسی کو نمازی نہیں بنا سکتے، آپ زبردستی کسی کو نیکی پہ نہیں لا سکتے، نہ لانا چاہیئے، مار کر کسی کو قرآن پڑھانا، مار کر کسی کو نیکی پہ لانا یہ منع ہے، ہاں ماں باپ کے لئے یہ ضروری ہے یہ آقا ﷺ کی طرف سے حکم ہے کہ اگر بچہ سات سال کا ہو جائے تو اس کو نماز کا حکم دو، ماں باپ کے لئے، ماں باپ دونوں کو کہا گیا، اگر بچہ سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز کا حکم دو اور اگر دس سال کا ہو جائے اور بچہ نماز نہ پڑھے تو اس کو مار کر پڑھاؤ، یہ باقاعدہ حکم موجود ہے لیکن یہ صرف ماں باپ کے لئے ہے، باقی

علماء کو یہ حکم نہیں ہے کہ لوگوں کو ڈنڈیں ماریں یا لوگوں کو بندوق کی نوک پہ نیکیوں پہ لے کر آئیں یا بندوق یا تلوار کی نوک پہ لوگوں کو سجدوں کے لئے لائیں یہ دین اسلام منع کرتا ہے اور اسلام کیا و پر بعض لوگ یہ دعوی کرتے ہیں نا کہ مسلمان تو دہشت گرد ہیں انہوں نے تو گنیں اُٹھائی ہیں اس لئے اسلام پھیل رہا ہے تو انہیں قرآن کی یہ آیت نظر نہیں آتی ،قرآن جب واضح کر رہا ہے کہ میں دین میں جبر پسند نہیں کرتا اللہ کا واضح یہ حکم موجود ہے کہ دین میں جبر نہیں ہے تو اسلام میں زبردستی کسی کو آپ مسلمان نہیں بنا سکتے (اللہ اکبر)

اسی طرح یہ گفتگو آگے چلتی ہے اور ہم آتے ہیں آیت نمبر ۲۵۷ کے اندر، بہت خوبصورت آیت ہے اور آیت نمبر ۲۵۷ میں اللہ نے بہت بڑا راز بیان کیا ہے

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِط

اللہ دوست ہے ایمان والوں کا **يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ** انہیں اندھیروں سے نور کی طرف لے کر آتا ہے

اس سے پتہ چلا کہ ایمان والوں کا دوست کون ہے، اللہ ان کا دوست ہوتا ہے تو میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ کیا اللہ اوپر سے نیچے آتا ہے بھئی دوست وہ ہوتا ہے جو نظر بھی آئے جو ہاتھ بھی ملائے اور جس کے ساتھ بیٹھ کر بندہ اچھی اچھی باتیں بھی کرے اور جس کے ساتھ وہ کھائے پئے تو دوست تو وہ ہی ہوتا ہے نا جس کے ساتھ اپنا راز بھی شیئر کرے اور اس کے ساتھ کوئی اچھی بات بھی کرے اور وہ آپ کو کوئی اچھی بات بھی سمجھائے دوست تو وہی ہوتا ہے تو اللہ کی ذات سے دوستی سے مرا کیا ہے، کیا اللہ کی ذات زمین پہ آ کر ملتا ہے اسے، کیا آج تک ایسا ہوا ہے کہ اللہ کسی کو اس طرح ملا ہو کسی انسانی شکل میں ملا ہو، ایسا نہیں ہوتا، اس کے اندر بہت خوبصورت اشارہ ہے، ایمان والوں کا دوست اللہ اس طرح ہوتا ہے کہ اللہ پاک اس شخص کو کسی نیک شخص کا دوست بنا دیتا ہے یہ بھی اللہ ہی کی دوستی سے مراد ہے اس سے مراد اللہ ہی کی دوستی ہے کیونکہ اللہ آسمانوں سے زمین پہ نہیں آتا ، یہ اس کی عادت نہیں ہے لہذا وہ نیک لوگوں کو نیکوں کے پاس بلاتا ہے بیٹھاتا ہے اس سے مراد اسی کی دوستی ہے۔

يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ اور یہ نیک لوگ وہ ہوتے ہیں جو تمہیں اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لاتے ہیں، من الظلمت ، گناہوں کو کہتے ہیں برائیوں کو کہتے ہیں گندی عادتوں کو کہتے ہیں ہر دکھ کو کہتے ہیں تو فرمایا جتنے بھی اللہ والے ہیں ان کا کام صرف یہی ہے کہ لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر نیکی کی طرف لے آنا، نور کی طرف لانا ، لوگوں کو اچھائی کی طرف لانا اور یہی وہ اعلی منصب ہے، جس پر یہ لوگ فائز ہوتے ہیں

آگے فرمایا

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْ اَوْلِيٰٓئُهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ط

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْ اَوْلِيٰٓئُهُمُ الطَّاغُوْتُ اور جو لوگ برے ہوتے ہیں ان کے ساتھی شیطان ہیں

ذرا غور کیجئے ان کے ساتھ شیطان ہیں **يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ** وہ انہیں نور سے نکال کر اندھیرے کی طرف لے جاتے ہیں

ایسے بیڑے یار، ایسے برے دوست، ایسے انسان کے غلط قسم کے دوست جو بظاہر اس دوست کو جو نیک بندہ ہوگا لیکن اُٹھا کر اس کو لے جائیں گے سینیما، اسے لے جائیں گے کسی غلط اڈے کی طرف یہ ہے **يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ** نیکی سے برائی کی طرف لے جاتے ہیں

اس لئے بزرگوں نے فرمایا کہ جو برا یار ہے وہ خطرناک سانپ سے بھی زیادہ خطرناک ہے کیونکہ سانپ جب ڈسے گا تو وہ زیادہ سے زیادہ تمہاری جان لے جائے گا، لیکن جب برا یار ڈسے گا تو تمہارا ایمان بھی لے جائے گا تو بری یاری سے اللہ نے واضح کر دیا کہ وہ **مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ** ظلمت کی طرف اندھیروں میں لے جاتی ہے اور بزرگوں نے فرمایا کہ جس کے اچھے یار ہوتے ہیں جس کے اچھے دوست ہوتے ہیں جب وہ مرنے لگتا ہے تو ان کے چہرے اس کے سامنے آجاتے ہیں جس کا دوست کوئی نیک شخص ہوتا ہے وہ اس کے خوابوں میں آجاتے ہیں اور آ کر اس کو کلمہ یاد کرواتے ہیں اور جس کا دوست برا ہوا اس کو مرتے ہوئے وہی شیطان نظر آجاتا ہے، یہ ٹی وی ایکٹریس کی محبتیں، فلمی ایکٹروں کی محبتیں اور یہ جو ہے غلط قسم کے لوگوں کے پیار اور یہ جو ہے ناچ گانے والوں کی محبتیں اور پیار، یہ لوگ ذرا ہوش کریں کہ وہ کیا کر رہے ہیں قرآن کہہ رہا ہے کہ

يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ وہ انہیں نیکی کی طرف سے اُٹھا کے برائی کی طرف لے جاتے ہیں (اللہ اکبر)

اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ یہی دوزخی ہیں **هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ** ہمیشہ اسی میں رہیں گے

لہذا اللہ نے واضح کر دیا کہ نیک لوگوں کی صحبت سے کیا ہوتا ہے **مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ** برائی سے نیکی کی طرف لایا جاتا ہے

تو قرآن نے واضح کر دیا کہ اگر برے لوگ دوست ہوں گے تو **مِّنَ النُّوۡرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ** نیکی سے تم برائی کی طرف چلے جاؤ گے تو لہذا بچو اس برائی کی طرف جانے سے

اسی طرح اگلی آیت میں گفتگو شروع ہوتی ہے حضرت ابراہیمؑ کی

آیت ۲۵۸

اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِىۡ حَآجَّ اِبۡرٰهٖمَ فِىۡ رَبِّهٖۤ

کیا نہیں۔**اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِىۡ حَآجَّ اِبۡرٰهٖمَ فِىۡ رَبِّهٖۤ** اے میرے حبیب ﷺ، جس نے جھگڑا کیا تھا ابراہیمؑ سے ان کے رب کے بارے میں یہ اصل میں نمرود کی گفتگو حضرت ابراہیمؑ کے حوالے سے اللہ نے یہاں پہ فرمائی ہے، اللہ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا کہا **اَلَمۡ تَرَ اِلَى** میں پھر ایک نقطہ بیان کرنے لگا ہوں ذرا دھیان میری طرف کریں **اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِىۡ** کیا آپ نے نہیں دیکھا تھا کہ ابراہیمؑ سے جھگڑا شروع کیا تھا ایک شخص نے رب کے بارے میں، سوال ہے، الم تری، کیا آپ نے نہیں دیکھا، ابراہیمؑ آقا ﷺ سے کم از کم ۲۵ سو سال پہلے تھے تو اللہ کہہ رہا ہے کہ کیا آپ نے نہیں دیکھا، کیا دل میں خیال آیا کیا سمجھ آئی؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی ﷺ اس وقت بھی موجود تھا وہ جہاں بھی تھا وہ اس وقت بھی دیکھ رہا تھا

اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِىۡ حَآجَّ اِبۡرٰهٖمَ فِىۡ رَبِّهٖۤ

آپ نے کہاں دیکھا تھا یا رسول اللہ، آپ تو پچیس سو سال بعد تشریف لائے، آپ پچیس سو سال بعد آتے ہیں ابراہیمؑ کے اور اللہ قرآن میں کہہ رہا ہے کہ اے نبی ﷺ تم نے نہیں دیکھا جب جھگڑا ہو رہا تھا دونوں کا تو اس سے پتہ چلا کہ اللہ نے اپنے نبی کو اپنے کسی عزت کے پردے میں چھپا کر رکھا ہوا تھا اور اپنے نبی ﷺ سے محبت اور پیار کی داستان بڑی لمبی ہے، پتہ نہیں کب سے ہمارا نبی ہے اور کب تک رہے گا اس کی عزتوں کی انتہا نہیں، خدا کی قسم اس کی عزتوں کی انتہا نہیں، یہ کتنا پیارا جملہ ہے کہ کیا تم نے نہیں دیکھا تھا اس وقت، اور سورۃ فیل میں بھی **الم تر کیفف علی ربک باصحب الفیل** اے نبی ﷺ آپ نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا سلوک کیا، مولا حضور ﷺ کی آمد سے پہلے ہاتھی والا واقعہ ہوا، آپ ﷺ کی پیدائش سے کئی سال پہلے ہاتھیوں والا سال آیا جس میں کئی ہاتھیوں کے لشکر نے کعبے پہ حملہ کیا تو ابابیلوں نے آکر اس لشکر کو مٹا دیا تو اے نبی ﷺ کیا تم نے نہیں دیکھا ہاتھیوں والا واقعہ تو اس سے پتہ چلا کہ حضور کی پیدائش اس سے بھی پہلے کی ہے، حضور ﷺ کی پیدائش صرف ۱۲ ربیع الاول کو نہیں ہوئی، میرا نبی کب سے ہے اس وقت سے ہے جب سے اللہ کی ذات موجود ہے (اللہ اکبر)

ایک یہ اشارہ تھا۔ الم ترالی الذی۔۔ ابراہیمؑ کا واقعہ پیش کیا گیا کہ ابراہیمؑ کے وہ حروف سامنے آتے ہیں جو وہ نمرود کو کہتے ہیں کہ تو اللہ کو ایک مان تو اس نے جھگڑا شروع کر دیا اس نے کہا کونسا ہے تیرا خدا، پورا واقعہ لکھا ہے ابراہیمؑ نے کہا میرا خدا وہ ہے جو زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے اس نے فوراً اپنے قید خانے سے قیدیوں کو بلا لیا، ایک قیدی کو سزائے موت ہوئی تھی اور ایک کو ویسے ہی پکڑا تھا تو جسے سزائے موت ہوئی تھی اسے کہا کہ جا تجھے آزاد کیا تجھے زندگی بخشی، اور دوسرے کو موت دے دی اور کہا دیکھو میں نے بھی موت دی اور میں نے بھی زندگی دی تو ابراہیمؑ نے دوسری صفات بیان کی آپ نے فرمایا کہ میرا خدا وہ ہے جو مشرق سے سورج کو اُٹھاتا ہے اور مغرب میں غروب کرتا ہے، کیا تو ایسا کر سکتا ہے، اب یہ وہ بات تھی جس پہ اس کو جواب نہ آیا اور نمرود نے پھر اس پہ کفر اختیار کیا۔

آ گے پھرایک اورآیت ۲۵۹ کے اندر، ایک واقعہ موجود ہے، آیت ۲۵۹

اَوۡ کَالَّذِیۡ مَرَّ عَلٰی قَرۡیَةٍ کیا آپ نے نہیں دیکھا اس شخص کو جو ایک بستی کے اوپر سے گزرا تھا۔

یہ حضرت عزیرؑ کا واقعہ ہے، آیت نمبر ۲۵۹ کے اندر حضرت عزیرؑ کا واقعہ ہے جو اللہ نے بیان فرمایا ہے، وہ بھی حضرت ابراہیمؑ سے کم وبیش چار ہزار سال پہلے کے نبی ہیں، ابراہیمؑ سے بھی چار ہزار سال پہلے ہیں عزیرؑ، اللہ کہہ رہا ہے کہ اے نبی ﷺ کیا تو نے نہیں دیکھا ہے کہ اس شخص کا گزر بستی پہ نہیں ہوا ہے، ارے میرے نبی کی عزت کا اندازہ کیجئے کہ میرا رسول کب سے اور کب تک ہے اللہ چار پانچ چھ سات ہزار سال کے پہلے کے واقعے یاد کروا رہا ہے اور کیا نہیں دیکھا تو نے، یہ اسی طرح ہے کہ اگر بندہ کسی دوست کے ساتھ بیٹھا ہو تو ساتھ ساتھ کہے کہ یار تم نے دیکھا کہ کل کیا ہوا تھا، تو یہ اسی کے ساتھ کہتا ہے جس کے ساتھ بیٹھا ہوا اور واقعی وہ اس وقت موجود بھی تھا اور اگر ایسا نہیں ہے کہ وہ بندہ موجود نہ ہو تو آپ ایسا نہیں کہہ سکتے، اور وہ کہے کہ میں نے نہیں دیکھا کیونکہ میں موجود نہیں تھا اور جو موجود ہو گا تو ہی کہا گے نا کہ کیا تو نے کل نہیں دیکھا کہ کل کیا ہوا تھا، ایسے ہی فرمایا

اَوۡ کَالَّذِیۡ کیا آپ نے نہیں دیکھا اس شخص کی طرف جو ایک بستی میں سے گزرا تھا، حضرت عزیرؑ یہ گزر رہے تھے بیت المقدس سے اور اس وقت کسی بادشاہ نے حملہ کیا تھا اور اس بادشاہ نے اس بستی کو تباہ و برباد کر دیا تھا اور اس بستی کی عمارتیں ختم کر دی تھیں اور پوری کی پوری بستی اجاڑ کر رکھ دی تھی تو آپ کا گزر وہاں سے ہوا تو آپؑ نے دیکھا کہ عمارتیں ساری گری پڑی ہیں اور لوگ بھی کوئی نہیں ہیں تو وہیں پہ آپ تھوڑی دیر لیٹ گئے اور جونہی سوئے اللہ نے آپ کی روح قبض کر لی۔

قرآن بیان کرتا ہے پورا واقعہ موجود ہے آیت ۲۵۹ میں، تو روح قبض فرمالی ساتھ آپ کے گدھا تھا اس کی بھی روح قبض فرمالی تو سو سال تک آپ مردہ اسی جگہ پہ رہے لیکن اللہ نے آپ کے جسم کو کسی قسم کا نقصان نہیں ہونے دیا یہ واقعہ صبح کے وقت ہوا جب آپ کی روح قبض ہوئی سو سال بعد اللہ نے اپنی قدرت سے آپ کو زندہ فرمایا، اور جب آپ زندہ ہوئے تو آپ نے دیکھا کہ سورج غروب ہو رہا ہے تو قریب ہی آپ کا گدھا جو ہے اس کی ہڈیاں پڑی ہوئی ہیں اور شدید جو ہے آپ حیران ہوئے کہ یہ صبح سے شام تک کا وقت گزرا تو اللہ سے کلام کیا کہ مولا یہ میرے گدھے کو کیا ہوا ہے میں تو سویا تھا اور یہ شام ہوئی ہے اور یہ گدھے کو کیا ہوا اس کی ہڈیاں پڑی ہوئی ہیں، فرما اے عزیرؑ آپ کو پتہ ہے کہ آپ سو سال کے بعد اُٹھے ہیں، آپ نے فرمایا نہیں مولا میں تو صبح سویا اور ابھی اُٹھا، فرمایا نہیں آپ سو سال کے بعد اُٹھے، ہم نے آپ کو اپنی قدرت سے موت دی تھی اور اب دوبارہ زندگی عطا فرمائی تو فرمایا اچھا مولا یہ جو میرا گدھا ہے اس کو اب زندہ فرما دے تو اللہ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور آپ کے سامنے ہڈیاں جو ہیں جڑنا شروع ہوئیں قرآن بیان کرتا ہے کہ ہڈیاں جڑنا شروع ہوئیں اس کے اوپر گوشت آنا شروع ہوا اور پھر بال آگئے اور وہ گدھا زندہ ہو گیا تو آپ اس پہ بیٹھ کر شہر نظر آیا وہیں چلے گئے اور قریب ہی آپ کا اپنا علاقہ بھی تھا وہاں چلے گئے اور دیکھا قریب ہی جو آپ کا اپنا گھر تھا جہاں پہ آپ رہتے تھے وہ بہت ہی پرانا ہو گیا تھا دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر سے بہت ہی بوڑھی عورت آئی جس کے بال بھی سفید اور بہت زیادہ بڑھاپہ وہ آپکی ماں تھی تو آپ نے کہا کہ میں عزیر ہوں، وہ نا مانی، کہا میں تو اندھی ہو گئی ہوں تو آپ عزیر کیسے ہو سکتے ہیں وہ تو سو سال پہلے اس دنیا سے چلے گئے ہیں، کہا اگر میں تمہاری آنکھیں ٹھیک کر دوں تو کیا تم مان جاؤ گی تو کہا ہاں میں ضرور مان جاؤں گی تو آپ نے دعا فرمائی تو آپؑ کی دعا سے اس کی آنکھیں ٹھیک ہو گئی اور اس نے علاقے میں اعلان کر دیا کہ عزیرؑ زندہ ہو گئے ہیں تو اللہ پاک نے اس طرح اپنی قدرت کا ایک مظاہرہ اپنے نبی کے ذریعے سے ظاہر فرمایا کہ کیا یاد ہے آپ کو کہ میں نے وہاں کیا کیا تھا عزیر کے ساتھ، میں نے اپنے اس نبی کے ساتھ کیا کیا تھا (اللہ اکبر)

اسی طرح اگلی آیت میں یہ واقعہ موجود ہے جو آیت نمبر ۲۶۰ ہے جس میں ابراہیمؑ کا واقعہ ہے اور اس میں بھی اللہ فرماتا ہے کہ

وَاِذۡ قَالَ اِبۡرٰهٖمُ یاد کریں وہ وقت جب ابراہیمؑ نے اپنے رب کو کہا تھا کہ مولا مجھے بتائیے آپ کیسے زندہ کرتے ہیں، آپ کیسے مردہ لوگوں میں جان ڈالتے ہیں یہ تینوں واقعے، ان میں آپ کے اندر ایک اشارہ موجود ہے، میں بار بار آپ کی توجہ اس طرف مبذول کروا رہا ہوں، پہلے واقعہ تھا ابراہیمؑ کا نمرود کے ساتھ، اس کے بعد واقعہ آیا حضرت عزیرؑ کا، اس کے بعد دوبارہ واقعہ آیا حضرت ابراہیمؑ کا، تو ان تینوں واقعات میں اللہ اپنے نبی سے یہی کہہ رہا ہے کہ ذرا یاد کریں وہ وقت جب ہم نے یہ کیا، اس سے یہ پتہ چلا کہ اللہ اپنے نبی سے بڑی خوبصورت باتیں، بڑا اعلیٰ کلام کرتا ہے اور اس واقعے میں ابراہیمؑ کی گفتگو موجود ہے جو آپ نے اللہ سے فرمائی کہ اے اللہ مجھے بتائیے آپ کیسے موت کے

بعد زندہ کرتے ہیں **قَالَ اَوَلَمۡ تُؤۡمِنۡ** کیا تو مجھ پہ ایمان نہیں رکھتا، کیا تجھے ایمان نہیں ہے کہ میں ہی زندہ کرتا ہوں تو ابراہیمؑ نے بڑا ہی پیارا جواب دیا،

قَالَ بَلٰی وَلٰکِنۡ لِّیَطۡمَئِنَّ قَلۡبِیۡ نہیں مولا، مجھے ایمان ہے تجھ پر کہ تو ہی دوبارہ زندگی دیتا ہے **قَالَ بَلٰی وَلٰکِنۡ لِّیَطۡمَئِنَّ قَلۡبِیۡ** لیکن میں ذرا اپنے دل کو سکون دینا چاہتا ہوں، میں اپنے دل کو سکون دینا چاہتا ہوں اس کے علاوہ کوئی آرزو نہیں ہے (اللہ اکبر)

قَالَ فَخُذۡ اَرۡبَعَۃً مِّنَ الطَّیۡرِ فَصُرۡھُنَّ اِلَیۡکَ ثُمَّ اجۡعَلۡ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ مِّنۡھُنَّ جُزۡءًا ثُمَّ ادۡعُھُنَّ یَاۡتِیۡنَکَ سَعۡیًا ط

تو اب اللہ نے حکم دیا کہ چار پرندے لیں ان پرندوں کو آپ ذبح کرتے ہیں اور ان کا گوشت مرغمت کر دیں مکس کر دیں، چاروں پرندون کا گوشت اور چار پہاڑیوں پہ رکھ دیں اور فرمایا ان سے کہیے کہ زندہ ہو جائے تو ابراہیمؑ نے جب ان سے کہا کہ سارے زندہ ہو جاؤ تو جہاں جہاں جس جس کا گوشت پڑا ہوا تھا وہ ہوا میں اُٹھا اور اُڑنا شروع ہو گیا (سبحان اللہ) اللہ کی قدرت کا نظارہ (سبحان اللہ)

وہ آپس میں ہوا میں اُڑنا شروع ہو گئے اور چاروں پرندوں زندہ ہو گئے تو اللہ پاک یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد فرماتا ہے

وَاعۡلَمۡ ورجان لو کہا اَنَّ اللّٰہَ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ وہ بڑا ہی زبردست جاننے والا ہے حکمت والا ہے

اس کی حکمت بہت اعلی ہے تو اللہ پاک یہ تینوں واقعات بیان کرنے کے بعد یہ جملہ کہہ کر ارشاد فرما رہا ہے کہ میری قدرتوں پہ ایمان رکھو، میں جو جی چاہے کرتا ہوں، تم مجھ پہ ایمان رکھو، تمہارا رزق تم تک پہنچے گا، تمہاری تکلیف دور کی جائے گی، تمہارے مسئلے حل ہوں گے تمہارے دکھ حل ہونگے لیکن اگر تم مجھ پہ ایمان رکھو تو میں ہر کام کر سکتا ہوں جو ہوا کے اندر پرندوں میں جان ڈال سکتا ہے جو سو سال کے بعد نبی کو زندہ کر سکتا ہے جو سو سال سے مرے ہوئے گدھے کو دوبارہ زندہ کر کے پھر چلا سکتا ہے جو تمہاری بینائی لٹا سکتا ہے اس کے لئے یہ دو چار دنوں کے حالات بدلنا کیا کام ہو سکتے ہیں، مسئلہ صرف یہ ہے کہ ہم اللہ کے ساتھ تعلق ہی نہیں بناتے ہیں، ہم کبھی آئے کبھی چلے گئے، کبھی بیٹھے ہی نہیں کبھی اپنی مصروفیات بڑھ گئیں، کبھی کوئی کام، جب اللہ سے تعلق ہی صحیح نہیں بنانا تو وہ کیوں آپ کے لئے حکمتیں اور کیوں اتنے اتنے بڑے اظہار کرے گا، اللہ یہ سب اس کے لئے کرتا ہے جس کے ساتھ کوئی تعلق بھی ہوتا ہے تعلق تھا ابراہیمؑ کے ساتھ، تعلق تھا عزیرؑ سے، تعلق تھا ابراہیمؑ کے ساتھ لہذا جو چاہا اللہ نے کر دیا، انہوں نے کہا مولا گدھا زندہ کر دیں کر دیا، انہوں نے کہا کہ مولا موت میں نے دیکھی تو ہے تو زندگی کیسے دیتا ہے تو اس نے کر دیا، وہ میرے تیرے لئے کیوں نہیں کرتا ایسا سوال پیدا ہوتا ہے، اس لئے کہ ہمارا اس سے تعلق ہی مضبوط نہیں ہے، ذرا سا مہمان آ جائے ہم لوگ نماز کو قتل کر دیتے ہیں، عشاء جاندی اے جائے پئی میری نیند زیادہ پیاری ہے تو تیرے لئے وہ کیوں اس طرح کے اظہار کرے، ہمارے لئے وہ کیوں اتنے اہتمام کرے گا، کیونکہ تعلق مضبوط نہیں ہے، تعلق مضبوط ہو تو دیکھئے کیسے اللہ اتنے اعلی کام کر رہا ہے (اللہ اکبر)

تو یہی گفتگو آگے چلتی ہے اور ہماری گفتگو آتی ہے آیت نمبر ۲۶۴ پہ

اللہ نے ارشاد فرمایا

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُبۡطِلُوۡا صَدَقٰتِکُمۡ بِالۡمَنِّ وَالۡاَذٰی

اے ایمان والوں اپنے صدقوں کو ضائع نہ کرو احسان جتلا کر اور ایذا دے کر

بہت بڑی بات کر دی اور آگے فرمایا کہ

جو خرچ کرتا ہے اپنا مال لوگوں کو دکھانے کے لئے اور اللہ اور قیامت پہ یقین نہیں رکھتا تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی چکنی چٹان ہو اس پہ مٹی پڑی ہو اور پھر اس پہ زور کی بارش برسے اور چھوڑ جائے اس کو جو صاف پتھر ہے لہذا کچھ بھی حاصل نہ کر پائے جو اس نے کمایا

لہذا اللہ نے بڑی واضح گفتگو کی ان لوگوں کے لئے جو صدقات تو کرتے ہیں لوگوں پہ پیسے خرچ کرتے ہیں، لوگوں کو کھلاتے ہیں لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں لیکن بعد میں ان پہ احسان جتلاتے ہیں اور انہیں یہ کہتے ہیں کہ میں تو تمہارے بڑے کام آیا تھا تمہیں یاد نہیں کہ پچھلے سے پچھلے سال تمہارے کام آیا تھا، شرم نہیں آتی کسی سے ایسی بات

کرتے ہوئے میں نے تم پہ کتنا احسان کیا فرمایا ضائع ہو گیا سب کچھ ضائع ہو گیا سب کچھ ختم ہو گیا، تم نے بیشک اسے حج ہی کیوں نہ کروایا ہو لیکن اگر تم نے اس کو جتلا دیا نا کہ میرے پیسوں سے تم نے حج کیا ہے میرے پیسوں سے عمرہ کیا ہے، تم نے میرے پیسوں سے بچی کی شادی کی ہے تم نے میرے پیسوں سے فلاں میں نے تمہاری مدد کی تھی سب کچھ ضائع ہو گیا، صفر ہو گیا کچھ نہیں بچا

لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ضائع نہ کروا اپنے صدقوں کو احسان جتلا کے اور دکھ پہنچا کے۔

بعض جو ہیں اس سے کوئی سروس لینا چاہتے ہیں کہ اب یہ میری خدمت کرے میں نے اس پہ احسان کیا ہے تو اپنا احسان جتلانا تو یہ ہے دکھ پہنچانا، تو اللہ پاک نے یہاں واضح کر دیا کہ جو لوگوں کے لئے خرچ کرتا ہے کہ لوگوں کو خوش کروں اللہ اور قیامت کا دن اسے کوئی نہیں یاد تو اس کے لئے مثال بڑی اچھی دی کہ ایسی کوئی چکنی چٹان ہو یعنی پتھر ہو پتھر کے اوپر مٹی ہو، اب اس مٹی کے اوپر کوئی پودا اُگ بھی جائے فرض کریں، پتھر ہے زمانے کی گرد اس پہ پڑتی رہے اور مٹی جم گئی تو مٹی کے اندر ایک پودا اُگ آیا، اب وہ پودا اس کی کتنی کو زندگی ہے جوں ہی بارش برسے گی تیز بارش جوں ہی آئی اس نے اس مٹی کو اُکھاڑنا ہے اور اس مٹی کو اُکھاڑ کے اس پودے کو بھی وہ دور پھینکنا ہے اور نیچے سے وہ چٹیل ساف نظر آنا شروع ہو جائے گا، فرمایا ایسے ضائع ہو جاتا ہے سب ، ایسے اس کے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں کہ نیچے کوئی شے بچتی ہیں لہذا آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا، آپ ﷺ کی حدیث ہے فرمایا

قیامت کے دن ایک شخص اللہ کی بارگاہ میں آئے گا کہے گا مولا میرے نامۂ اعمال میں کوئی بھی نیکی نہیں ہے، گناہ ہی گناہ ہیں، میں نے بڑی نیکیاں کی تھیں وہ گئی کدھر ہیں، فرمایا جائے گا اس لئے کہ تیری نیکیاں تو موجود تھیں لیکن تو لوگوں کو دکھ پہنچاتا رہا تو ہم وہ نیکیاں لوگوں میں بانٹتے چلے گئے، تیرے دکھوں کے عوض وہ نیکیاں لوگوں میں تقسیم ہو گئیں لہذا آج تیرے پاس کوئی نیکی موجود نہیں ہے۔

اس لئے وہ وقت نہ آپ پہ آئے اللہ معاف فرمائے کہ ایسا وقت نہ آجائے کہ ہمارے ساتھ بھی ایسا ہو کہ ہم نامہ اعمال کھولیں تو وہاں صفر بٹہ صفر ہو تو اس لئے جنہوں نے ایسے اعمال کئے لوگوں کے ساتھ ایسی گفتگو، ایسے احسان جتلائے، لوگوں کو دکھ دیا تو اللہ نے ہماری نیکیاں ان کو دے دی۔

ایک دن آقا ﷺ نے پوچھا صحابہ سے کہ اے میرے صحابہ یہ بتاؤ کہ غریب کون ہوتا ہے، فرمایا حضور غریب تو وہی ہے جس کے پاس مال نہیں ہے وہی غریب ہے، فرمایا اللہ کی نظر میں غریب کون ہے، یہ تو دنیا داروں کی نظر میں، آپ نے صحیح کہا کہ مال جس کے پاس نہ وہ دنیا داروں کی نظر میں غریب ہے لیکن اللہ کی نظر میں غریب کون ہے، عرض کی یہ تو اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتا ہے آپ فرمائیے کہ اللہ کی نظر میں غریب کون ہے، فرمایا غریب اللہ کی نظر میں وہ ہے کل قیامت کے دن اس کی نیکیاں پہاڑوں کے پہاڑ ہوں گی لیکن جونہی وہ جنت میں جانے لگے گا تو اس سے مانگنے کے لئے لوگ آ کھٹے ہو جائیں گے کہیں گے مولا اس نے مجھے تھپڑ مارا تھا اس نے مجھے گالی دی تھی، اس نے میرا مال کھایا تھا، اس نے مجھے جاتے ہوئے تنگ کیا تھا، اس نے مجھے مارا تھا، مجھے اس کا حساب دیا جائے تو اللہ فرمائے گا کہ روکو اس کو جنت میں جانے سے اور حساب پورا کرو، وہ کہے گا کہ اس وقت کیا گفتگو، میں نے تمہیں تھپڑ مارا تھا تم بھی مجھے مارلو، میں نے تجھے تنگ کیا تو بھی مجھے اس وقت تنگ کر لے، مجھے جنت میں جانے دے، آقا ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ فرمائے گا کہ میں اس میں نہیں آ سکتا تم لوگ آپس میں خود معاملہ صحیح کرو، مخلوق کے حق کے اندر اللہ نہیں آتا، مخلوق کے حق کے اندر اللہ دخل اندازی نہیں کرے گا لہذا آپس میں کرو تو وہ کہے گا ٹھیک ہے تھپڑ تجھے کہاں ماروں اس وقت، مجھے اپنی ایک ہزار نیکی دیدے، وہ دیدے گا اسے، ایک کہے گا کہ تو نے میرا حق مارا مجھے ایک کروڑ نیکی دے اسے بھی دینی پڑ جائے گی ایک کہے گا دس ہزار دے وہ سارے، ہی سارے کہیں گے اور آقا ﷺ فرماتے ہیں وہ بالکل خالی ہاتھ رہ جائے گا اور اسی وقت فیصلہ reverse ہو گا اور کہا جائے گا کہ اسے اُٹھاؤ اور اسے دوزخ میں جا کر پھینک دو کیونکہ اس کے پاس کوئی نیکی نہیں بچی، فرمایا یہ ہے وہ غریب جو اللہ کی نظر میں غریب ہے اسے غریب کہتے ہیں جس کے پاس قیامت کے دن ایک پھوٹی کوڑی نیکی نہ ہو تو لہذا وہ لوگ جو نیکیاں بھی کرتے ہیں اللہ فرما رہا ہے اللہ صاف کہہ رہا ہے کہ نہیں ان کا مجھ پہ ایمان نہیں، آخرت پہ ایمان نہیں، اسکی مثال دی کہ چکنی چٹان کی طرح ہم ضائع کر دیں گے اسے ختم کر دیں گے جو نیکی کرو میرے لئے کرو، میری رضا کے لئے کرو، میرے بندوں کو تنگ نہ کرو میرے بندوں کو تکلیف نا دو، تم احسان جتلاتے ہو میرے بندوں پہ، میرے بندوں کو طعنے دیتے ہو، ضائع ہو گیا سب کچھ **لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ** ضائع کر دیتے ہو اپنے صدقوں کو (اللہ اکبر)

تو یہ گفتگو آپ کے سامنے پیش کرنا مقصود تھی اور آگے اس سے اگلی آیت بہت خوبصورت ہے، آیت نمبر ۲۶۵، پہلے فرمایا کہ یہ اللہ کی رضا کے لئے نہیں کرتے لوگوں پہ احسان جتلا تے ہیں پھر آگے فرمایا

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ

اور وہ لوگ جو اللہ کی خوشنودیاں حاصل کرنا چاہتے ہیں یعنی اللہ کی رضا پہلے ہوتی ہے کہ میرا رب مجھ سے خوش ہونا چاہئے دنیا چاہے جہنم میں، کوئی برباد ہوتا ہے ہو جائے، دکھی ہوتا ہے ہوتا رہے مجھے میرے رب کی رضا چاہئے، میں اپنے رب کو راضی کر کے چھوڑوں گی، یہ لوگ وہ ہیں جو خرچ کرتے ہیں اللہ کی بارگاہ میں (اللہ اکبر) اس کی مثال ایک باغ جیسی ہو جو ایک بلند زمین پہ ہو اور اس پہ زور کا مینہ برسا تو باغ میں پھل پیدا ہوا اور فرض کرو بارش نا بھی برسے پھر بھی اللہ شبنم آپ پہ برساتا ہے اور اللہ جو تم کر رہے ہو اسے دیکھ رہا ہے (اللہ اکبر)

جو تم کر رہے ہو اللہ دیکھ رہا ہے

سیدھی بات سمجھا دی گئی کہ اس کی مثال باغ کی سی ہے اور وہ باغ بھی اونچی جگہ پہ ہے نیچی جگہ پہ نہیں ہے اور جو نیچی جگہ پہ ہوتا ہے تو پانی کھڑا ہو جاتا ہے اور باغ سڑ جاتا ہے، باغ جو ہے اونچی جگہ پہ ہے پانی جو ہے اوپر ہی رہا یعنی اسے خود بھی پانی دینے کی ضرورت نہیں ہے اسے خود ہی اللہ پانی پہنچا دیتا ہے اور اگر کہا دیکھو نا بھی بارش ہو تو صرف شبنم ہی کافی ہے جو مینہ برستی ہے شبنم جو میری رضا کے لئے خرچ کر رہا ہے تو میں اسے زیادہ سے زیادہ دیتا چلا جاؤں گا بڑھاتا چلا جاؤں گا کیونکہ وہ میرے رستے میں خرچ کرتا ہے، یہ پچھلے درس میں بھی میں نے عرض کیا تھا کہ یہ کنجوسیاں چھوڑ دیں اور ماہانہ ضرور اپنے رب کی بارگاہ میں ہفتہ وار یا ماہانہ ضرور ایک رقم سو دو سو جتنا آپ چاہتی ہیں اور یہ کنجوسی چھوڑ دیں کچھ نہیں ملنا، دینے سے بڑھتا ہے، کم نہیں ہوتا، حضرت بلالؓ حضورﷺ کی خدمت میں خاضر ہوئے کہا بلالؓ وہ جو تجھے رقم دی تھی وہ صدقہ کر دی، کہا تھوڑی سی ہے ابھی میں نے بچا کے رکھی ہوئی ہے تھوڑی سی ہے تو حضورﷺ کا چہرہ جلالی ہوا فرمایا بلالؓ، اُٹھ اور جا کے اللہ کی راہ میں خرچ کر دے اور اس اللہ سے غربت کا ڈر کر رکھا اُٹھ جا کے خرچ کر دے، نہیں غریب ہو جائیں گے مر جائیں گے، تو اللہ نے تم سے وعدہ کیا ہے اور اللہ کے وعدے کبھی جھوٹے نہیں ہوتے ہیں۔

آخری بات جو آیت نمبر ۲۶۸ کے اندر ہے، فرمایا

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ O

ترجمہ:

شیطان ڈراتا ہے تمہیں غریبی سے یہ دو لفظ ایسے ہیں لیکن اس کے اندر پوری کائنات بند ہے، شیطان تمہیں غریبی سے ڈراتا ہے کہ داڑھی نہیں رکھنی جاب نہیں ملنی، مولوی کہیں گے تمہیں کوئی ملازمت نہیں دے گا بھوکے مر جاؤ گے، شادی نہیں ہوگی، جب تمہارے پاس جاب نہیں ہوگی تو بچی کون دے گا لہذا رہنے دو نیکی نہ کرو، اچھا یہ پیسے نہ دو مسجد میں، بل کون دے گا غریبی آجائے گی بھوکا مر جائے گا تو **اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ** شیطان تمہیں غریبی سے ڈراتا ہے اور وہ یہ چاہتا ہے کہ اللہ کے بندے نیکی کی طرف نہ آسکیں اس کے پاس بڑے ذریعے ہیں، خواتین کو بھی وہ اسی طرح، خواتین کو تو چٹکیوں میں ڈراتا ہے اس کے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہے غریبی کے خوف سے اور غریبی کی جو مار انہیں مارتا ہے وہ مار مردوں کو نہیں مارتا اور انہیں زیادہ غریبی کی مار مارتا ہے، تیرا جہیز ہی نہیں بننا، تجھے کون لے کر دے گا، گھر بیٹھ آرام سے اس سے اچھا تو جاب کر لے، ضرورت کیا ہے وہاں جانے کی، نیکی کرنے کی ضرورت کوئی نہیں ہے آرام سے بیٹھیں، آپ کو بار بار غریبی کا طعنہ غریبی کے اندر لا لا کر پھنساتا ہے، اور بے شمار لوگ دین سے اس لئے دور بھاگتے ہیں کہ ان کو پتہ ہے کہ وہ غریب نہ کہیں ہو جائیں، زیادہ کام کریں، زیادہ دکانداریاں کریں، زیادہ ہم پیسے کمائیں تاکہ ہم امیر ہو جائیں یہ جہاں ہم درس قرآن کے لئے جتنی دیر بیٹھتے ہیں یہی جا کر میں دکانداری نہ کر لوں میں غریب نہ ہو جاؤں، بہت سارے لوگ جو ہیں غریبی کا ڈر دیکھ کر نیکی سے اکھاڑ دیتا ہے نیکی کے قریب نہیں آتے (اللہ اکبر)

تو اللہ نے واضح کر دیا کہ **وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ** شیطان تمہیں بے حیائی کرنے کا کہتا ہے **وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا** آگے فرمایا کہ شیطان تو تمہیں

غریبی کا کہتا ہے آ گے بھی سن لو اللہ کیا فرماتا ہے **وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا** اور اللہ فرماتا ہے کہ میں تمہیں بخش دوں گا اور تمہیں اپنا فضل بھی دوں گا **وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ** اللہ بڑی وسعت والا ہے اور بڑے علم والا ہے، اس کے پاس بڑی وسعت ہے وہ چاہے تو ساری زمین کے خزانے دے دے، وسعت بڑی ہے اس کے پاس، کھلا ہے سب کچھ، وہ تمہیں تنگ دستی کی طرف لے کر آتا ہے اور اللہ کہتا ہے کہ میں تیرے رستے کھول دوں گا تو آ تو صحیح میرے پاس، تو میرے رستے پہ چل تو صحیح، تو میرے لئے وقت تو دے، تو میرے لئے نماز کے لئے کھڑے تو ہو، تو میرے لئے سجدے میں سر رکھ تو صحیح، میرے لئے قرآن کی تلاوت کر کے دیکھ، میرے نبی کی محبت میں جھوم کر دیکھ میں وسعت پیدا کر دوں گا میرا وعدہ بھی سن لے، دونوں وعدے کہہ دیئے ایک طرف شیطان کا بھی کہہ دیا اور ایک طرف اپنا بھی (اللہ اکبر)

قرآن پاک کی وہ گفتگو جو آج ہم نے کی ہے اس کو سمجھنے کی اللہ ہمیں توفیق عطا فرمائے اور ایک بار پھر میں آپ کو آپ کا وعدہ یاد کروا دوں کہ آپ نے اپنے گھر میں اپنے والدین، اپنے مرد حضرات کو ضرور توجہ دلانی ہے، اب دیکھیں اگر یہ ساری باتیں وہ بھی یہاں آ کر سنیں اگر وہ سن لیتے ہیں تو کیا سمجھتی ہیں آپ کہ کیا قرآن اس قابل نہیں کہ وہ انسان کی سوچ بدل دے، سوچ بدل جاتی ہے کہ اچھا قرآن میں اللہ یہ کہتا ہے، کچھ تو بدلے گا، ارے ایک دو تین چار بار، ارے زندگی بدل جائے گی، ساتویں، آٹھویں، نویں پہ جائیں گے تو ہو سکتا ہے کہ دوسروں کو بھی لا کر سنانا شروع کر دے کہ آؤ یار تم بھی آؤ وہاں پہ بڑا مزہ آتا ہے تو لہذا یہ ضرور کیجئے اللہ پاک آپ کو اس پہ استقامت کی سعادت عطا فرمائے۔ (آمین)

سود کا قرآن میں بیان

عالم القرآن کورس کی مبارک کلاس میں آپ سب کو خوش آمدید ہے **اهلا و سهلا مرحبا** آپ قرآن کو سمجھنے کے لئے تشریف لاتے ہیں یقیناً اللہ نے آپ کی بھلائی کا ارادہ فرمایا ہے، آج کا ہمارا لیکچر شروع ہوگا صفحہ نمبر ۱۹۰ سے اور آج انشاء اللہ العزیز ہماری سورۃ بقرہ مکمل ہو جائے گی، (انشاء اللہ) سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۲۷۰ سے ہمارا آج کا لیکچر شروع ہوتا ہے جس میں

اللہ نے ارشاد فرمایا

وَمَآ اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ نَّفَقَةٍ اَوۡنَذَرۡتُمۡ مِّنۡ نَّذۡرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعۡلَمُهٗ وَ مَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍO

آیت نمبر ۲۷۰ میں اللہ نے پیغام دیا ہے ارشاد فرمایا کہ

جو تم خرچ کرتے ہو یا منت مانتے ہو تو یقیناً اللہ پاک اسے جانتا ہے اور ظالموں کے لئے کوئی مددگار نہیں

اس آیت میں اللہ نیا ارشاد فرمایا ہے

جو مومنین خرچ کرتے ہیں اللہ کے رستے میں تو یقیناً اللہ خبر رکھتا ہے کہ کون اللہ کے لئے خرچ کر رہا ہے اور کون لوگوں کے لئے خرچ کر رہا ہے، اور بعض ایسے بدنصیب ہو تے ہیں جو لاکھوں خرچ کرتے ہیں لیکن ان کی نیت اللہ کے لئے نہیں ہوتی ان کی نیت یہ ہوتی ہے کہ دنیا میں لوگ مجھے صحیح سمجھیں اور یہ جانیں کہ یہ بڑا امیر ہے اور اس کے پاس بڑی دولت ہے جو یہ غریبوں کو دے رہا ہے تو اللہ فرما رہا ہے کہ میں جانتا ہوں جو میرے لئے خرچ کرے، لہذا جب بھی دولت خرچ کرنے کا موقع آئے تو اپنی نیت کی سوئی کو درست کی جائے، اس نیت کی سوئی کو بڑی دھیان سے دیکھا جائے کہ آپ کی نیت کیا ہے کیونکہ اگر نیت خراب ہوئی تو کسی بھی روپے، پیسے کا اجر اللہ پاک نہیں دے گا۔

دوسرا فرمایا

کہ دوسرا جو لوگ منت مانگتے ہو، اس کا لفظ موجود ہے قرآن پاک میں، عام طور پہ لوگ اس کا کانسیپٹ لیتے ہیں کہ ہم منت مانگتے ہیں کہ میرا کام ہو گیا تو میں دس روزے رکھوں گی، میرا یہ کام ہو گیا تو میں ہزار روپے مسجد میں دوں گی، میرا یہ کام ہو گیا تو میں داتا صاحب جا کے دیگ چڑھاؤں گی، میرا یہ کام کر دے تو میں چادر چڑھاؤں گی، میرا یہ کام کر دے تو میں فلاں جو ہے غریب کو پیسے دے دوں گی یعنی اس طرح یہ منت کہلاتا ہے اور یہ اسلام کے اندر یہ جائز ہے اور قرآن میں اس کا باقاعدہ ذکر ہے اللہ پاک نے اس کو قرآن میں بیان کیا اور لکھا قرآن میں لہذا یہ جائز عمل ہے کہ آپ کسی اچھی نیت سے کسی جگہ پیسے، روپے خرچ کرنے کی نیت کرتی ہیں اور پھر اس کے عوض اللہ سے کوئی دعا مانگ لیتی ہیں تو یہ اللہ کو بڑا پسند ہے

بزرگوں نے اسے اللہ سے کاروبار کا لکھا ہے کہ یہ ایسے ہی ہے کہ جیسے آپ اللہ سے کاروبار کر رہے ہیں یہ اللہ سے dealing ہے کچھ لو اور کچھ دو ہے اور یہ اللہ کو بڑی پسند ہے چیز کہ میرے بندے نے پہلے نمبر پہ تو مجھ پہ ایمان لایا، اس کا مجھ پہ ایمان نہ ہوتا تو مجھ سے ڈیل بھی نہیں کرتا اس کا مجھ پہ ایمان ہے لہذا یہ مجھ سے ڈیل کر رہی ہے تو اللہ کو یہ چیز پسند ہے کہ اس کا بندہ کسی جائز چیز کے عوض اللہ سے کوئی دعا کرے اس سے دعا قبول ہونے کا امکان بڑھ جاتا ہے جلدی دعا قبول ہو جاتی ہے کہ آپ اپنی کسی نیت کو منت کے ساتھ باقاعدہ نیت کر لیتے ہیں۔

تو بعض یہ منت کرتے ہیں اور منت کسی غلط کام پہ نہیں ہو سکتی یعنی آپ کہیں کہ فلاں بندہ فوت ہو جائے دنیا سے چلا جائے تو میں ہزار روپے مسجد میں دوں گی تو یہ منت نہیں ہوگی، یا فلاں کا نقصان ہو جائے تو میں اتنے روزے رکھوں گی تو یہ منت نہیں ہوگی، منت صرف نیکی پہ ہوتی ہے کسی اللہ والے کے دربار پہ حاضری دوں گا، وہاں جا کے فاتحہ پڑھوں گا، وہاں جا کے دیگ دوں گا، غریبوں کو کھانا کھلاؤں گا، مسجد میں صف بچھاؤں گا، مسجد میں مصلہ بچھا دوں گا، مسجد کے اندر روشنی کا انتظام کر دوں گا، سو، ہزار اس کے طریقے ہیں، کسی بھی انداز

سے منت مانگنی چاہئے۔
بزرگوں نے اسے اس کو اس طرح لکھا ہے کہ

منت جب انسان مانگتا ہے تو پھر اس پہ عمل کرنا واجب ہو جاتا ہے۔

اس پہ عمل کرنا واجب ہو جاتا ہے، یعنی یہ بات یقینی ہے کہ جو آپ نے منت میں چیز مانگی ہے وہ ضرور مل کر رہے گی اب جب ملے گی تو اس کے بعد اس منت کو ادا کرنا یہ تم پہ واجب ہے کیونکہ اللہ نے اپنی ڈیوٹی پوری کردی ہے اب تمہاری ڈیوٹی جو ہے وہ بھی پوری ہونی چاہئے، اتنی مشکل منت نہ مانگی جائے جو آپ کے لئے مسئلے پیدا کردے، اللہ کو تو کسی شے کی بھی حاجت نہیں ہے کہ

آپ کہیں کہ میں لاکھ روپے مسجد میں دوں گی، وہ اپنے اوپر ہی تم نے مشکل ڈال لی ہے، اتنی مشکل منت نہ مانی جائے کہ آپ کو اس پہ عمل کرتے ہوئے تکلیف ہو، منت بڑی آسان سی ہو جو آپ آسانی سے کرسکیں، آپ کی جیب بھی اس کی اجازت دیتی ہو، آپ کا جسم بھی اس کی اجازت دیتا ہو، زیادہ سفر بھی نہ کرنا پڑے اور منت مان لی جائے اور پوری کی جائے کوئی حرج نہیں اب بعض جو ہیں منت مانگتے ہیں کہ ہم جو ہیں اٹک جائیں گے فلاں ولی اللہ کے دربار پہ بھئی اب اٹک جانا کوئی چھوٹے سے چھوٹا کام تھوڑی ہے، لگ سمجھ جاتی ہے پورا دن لگنا ہے اور سفر کرنا ہے بھئی اتنی مشکل منت کی ضرورت کیا ہے، اللہ کو اس کی حاجت تو نہیں ہے، تم ایک چھوٹی بھی نیت کرلو اللہ اسے بھی خوش ہو جائے گا، تم ۱۰ نفلوں کی نیت کرلو اللہ اس سے بھی خوش ہو جاتا ہے، ۲۰ نفل، ۴۰ نفل جتنے بھی آسانی سے تم نیکی کرسکو، کہ میں ہزار بار درود شریف پڑھوں تو جو آسانی سے منت مانگی جائے اس کو بزرگوں نے زیادہ پسند کیا ہے تاکہ تکلیف نہ ہو (اللہ اکبر)

پھر اگلی آیت میں اللہ نے ارشاد فرمایا اس سے اگلی آیت ہمارا موضوع ہے، آیت نمبر ۲۱۳ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ

اگر تم اپنی خیرات کو ظاہر کردو تو یہ اچھی بات ہے لیکن اگر تم پوشیدہ رکھو اور فقیروں کو دے دو تو یہ بہت بہتر ہے تمہارے لئے یعنی جب بھی تم کوئی چیز خرچ کرو تو پوشیدہ رکھنی چاہئے، بتا کے خرچ نہیں کرنی چاہئے وہ بہتر ہے اور اللہ پاک نے باقاعدہ اس کو اس طرح بیان کیا کہ بہت بہتر ہے اگر تم اس کو چھپا کے خرچ کرو، پوشیدہ

آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

اللہ پاک رات کے صدقے کو دن کے صدقے سے زیادہ پسند کرتا ہے

اس لئے کہ رات کا صدقہ اندھیرے میں ہوا ہے اور کسی کو خبر نہیں ہوئی اور دن کا صدقہ لوگوں کو پتہ چل گیا، تو بہتر ہے اسے چھپا کے خرچ کیا جائے

حضرت ابن عباسؓ نے ارشاد فرمایا کہ نیکی تین چیزوں کا نام ہے

(۱) نیکی کرنے میں جلدی کی جائے

(۲) اسے حقیر سمجھا جائے

(۳) اسے چھپا کے کیا جائے

یہ نیکی کی ترتیب ہے نیکی ایک تو **جلدی** کرنی چاہئے اس میں دیر نہیں کرنی چاہئے اگر آپ نیکی کرنے کی پوزیشن میں ہیں تو دیر نہ کریں فوراً اسے کردیں آپ کا جی چاہ رہا ہے داڑھی شریف رکھنا چاہتے ہیں مرد ہیں تو فوراً داڑھی شریف رکھ لیں، آپ کا جی چاہ رہا ہے کہ آج کے بعد نماز نہیں چھوڑوں گا نہیں چھوڑوں گی فوراً اس کی نماز کی پابندی شروع کردیں، آپ کا جی چاہ رہا ہے کہ میں درود شریف شروع کردوں تو فوراً شروع کردیں کیونکہ جتنا آپ نیکی میں تاخیر کریں گے اتنا شیطان آپ کو نیکی سے دور لے جائے گا لیکن جب گناہ کا ارادہ ہو تو پھر الٹا ہونا چاہئے گناہ کرنے میں تاخیر ہو، تاخیر سے مراد دل چاہ رہا ہے گناہ کو نہیں شام کو نہیں کل، پھر اگلے دن نہیں ابھی نہیں ابھی میں ذرا کام کرلوں تو اس طرح بچتے چلے جائیں یہاں تک کہ ایک وقت آئے اللہ کی رحمت شامل حال ہو اور گناہ سے دور ہو جائیں، گناہ میں تاخیر کی جائے اور نیکی میں جلدی کی جائے۔

اچھی بات دل میں آئی ہے بیٹھے ہوئے ہیں آپ، گفتگو چل رہی ہے عورتیں بیٹھی ہوئی ہیں اچھی بات، کوئی آقا ﷺ کی حدیث آئی ہے منہ میں تو ،اس کو منہ کے اندر نہ رکھو اگر تمہیں یاد آئی ہے تو یاد آنے کا مطلب ہی یہ ہے کہ اس کو یہاں کر دو، فوراً بتاؤ، آقا ﷺ نے یہ فرمایا، فلاں بزرگ نے یہ بات کی اللہ والوں نے یہ فرمایا اس سے انسان کو نیکی میں جلدی کرنے سے بے شمار رحمتیں ملتی ہیں اور جب انسان نیکی دیر سے کرے گا تو نیکی بھی بالکل اپنا اثر ختم کر دے گی، نماز کا وقت ہو گیا ہے فوراً اُٹھو نماز پڑھو اور جان بوجھ کے دیر کرتے رہنا اور اسکو چھوڑتے رہنا کہ اچھا پڑھتی ہوں، اچھا پڑھتی ہوں اور ایک وقت آتا ہے کہ بندہ ویسے ہی چھوڑ دیتا ہے تو نیکی میں جلدی کی جائے۔

اور **پھر فرمایا اسے حقیر سمجھے** یعنی نیکی کو چھوٹا جانے اور اگر بہت بڑے اعمال کی توفیق حاصل ہے تو پھر بھی اپنے اعمال کو ہمیشہ حقیر جاننا کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں، آج بھی میرا انداز اور حال یہ ہے کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں، کل بھی میں کچھ نہیں تھا اور آج بھی میں کچھ نہیں ہوں، یہ جب تک آپ اندر سے پوری طرح نہیں اسے سمجھتے آپ نیکی پہ کاربند نہیں رہتے۔

حضرت فاروق اعظمؓ آپ نے اپنے بارے میں یہ ارشاد فرمایا کہ

اگر آسمانوں سے یہ آواز آئے کہ ساری دنیا بخشی گئی ہے اور ایک نہیں بخشا گیا تو میں یہ جان لوں گا کہ وہ صرف عمر ہی ہوسکتا ہے جو نہیں بخشا گیا باقی سارے بخشے گئے ہیں، مجھے اپنے اوپر اتنا بھروسہ بھی نہیں، اپنی نیکیوں پہ مجھے اتنا بھی اعتبار نہیں ہے میں سمجھوں گا کہ ساری دنیا بخشی گئی ہے اور یہ جو ایک نہیں نا بخشا گیا یہ عمر ہوسکتا ہے اور فرمایا کہ اگر آسمانوں سے یہ آواز آئے کہ ساری دنیا دوزخ میں چلی گئی ہے صرف ایک جنت میں گیا ہے تو مجھے اپنے اللہ پہ اتنا یقین ہے کہ وہ بھی عمر ہی ہوگا جو اکیلا جنت میں گیا ہے اس قدر اللہ کی رحمت پہ امید اور اس قدر اپنی نیکیوں کو چھوٹا سمجھنا یہ ہی آگے جانے کا ذریعہ ہوتا ہے

اور اگر آپ اپنی نیکی کو بڑا جاننے والے ہیں کہ میں نعتیں پڑھتی ہوں، ذکر کرتی ہوں، تلاوت کرتی ہوں، میں درود پڑھتی ہیں سمجھتی ہیں میں بہت نیک ہوگئی ہوں تو وہ صفر ہیں کیونکہ شیطان سے بڑا عبادت گزار کوئی نہیں ہے اس نے بڑی عبادت کی تھی، زمین کا کوئی کونہ اس نے سجدے سے خالی نہیں رکھا لیکن پھر بھی وہ مارا گیا تو اس لئے عبادتوں کو اپنی ہمیشہ حقیر جاننا چاہئے، آپ نے اگر کروڑوں حج بھی کر لئے پھر بھی یہی سوچنا چاہئے کہ مولا کچھ بھی نہیں کیا ابھی

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی　　　حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہو

آپ کچھ بھی کر لیں لیکن جو مولا نے آپ کو دیا ہے اس کا کوئی بدلا نہیں ادا کر سکتا

اور فرمایا تیسری نیکی کی یہ توفیق ہے کہ **اسے پوشیدہ رکھا جائے** اسے چھپا کے کیا جائے، لوگوں کو بیان کرنا کہ آپ نے سورۃ یٰسین پڑھی ہے اور کسی کو بیان کرنا کہ میں نے پڑھی ہے سورۃ یٰسین، ضائع ہوگئی، اور آپ نے سوا لاکھ قرآن مجید پڑھا ہے اور کہنا میں نے پڑھ لیا سوا لاکھ بار قرآن، ضائع ہوگیا ،اسلئے کہ اللہ پاک کو عبادتوں کو بتانے والے لوگ پسند نہیں ہیں پوشیدہ رکھنا چاہئے۔

ایک بزرگ اپنے کسی پوتے کے ساتھ مسجد میں داخل ہوتے ہیں تہجد کا وقت تھا تو تہجد کے وقت میں داخل ہوئے تو کچھ لوگ مسجد میں سو رہے تھے تو پوتا کہنے لگا کہ دادا جی کس قدر بدنصیب لوگ ہیں اس وقت سوئے ہوئے ہیں دیکھیں تہجد کا وقت ہے اس وقت، ہم کتنے اچھے ہیں کہ ہم نے تہجد کی نماز ادا کی اور یہ دیکھیں یہ سارے سوئے ہوئے ہیں تو وہ بزرگ فرمانے لگے کہ بچے تیری ساری تہجدیں ضائع ہوگئیں، دوبارہ سے شروع کر، کہا دادا جی کیوں، میری ساری تہجدیں کیسے ضائع ہوگئی، کہا اس لئے کہ تو نے اپنی تہجد پہ فخر کیا اور میرے سامنے اسے بیان کر دیا لہٰذا پچھلی ضائع اور اب نئی تہجد شروع کرو۔

اس لئے اپنے آپ کو بڑا سمجھنا نیکی کے حوالے سے یہ صرف اور صرف شیطان کا طریقہ ہے، شیطان نے بھی یہی کیا تھا اس نے بھی اللہ کے سامنے اپنی گردن اونچی کی کہ مجھے نائب بناؤ، میں نائب بننے کا حقدار ہوں، انسان کو کیوں نائب بنا رہے ہو اس لئے فرمایا گیا کہ جو لوگ اپنے صدقوں کو اپنی عبادتوں کو پوشیدہ رکھتے ہیں وہ بہت بہتر لوگ ہیں (اللہ اکبر)

آگے ہماری گفتگو اس طرح آگے چلتی ہے اور ہماری گفتگو آتی ہے آیت نمبر ۲۷۳ پہ، صفحہ نمبر ۱۹۲، اس کے اندر کچھ لفظ ہیں وہ میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

لَا يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافاً اور یہ نہیں مانگتے لوگوں سے لپٹ کر وَمَاتُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ اور جو کچھ تم خرچ کرتے ہو اپنے مال سے اللہ اسے خوب جاننے والا ہے۔

اللہ پاک نے یہ آیت اس وقت نازل کی جب آقا ﷺ کے پاس کچھ صحابہ کرام کی گفتگو ہوئی جو حضور ﷺ کے ساتھ رہتے ہیں، حضور ﷺ کے پاس ہر وقت ۷۰ سے لیکر ۸۰ صحابہ موجود ہوتے جو ہر وقت مسجد نبوی میں موجود رہتے تھے ایک چبوترہ ایک اونچی جگہ بنائی ہوئی تھی اور یہ لوگ وہاں رہتے تھے ان کا کوئی اہل وعیال نہیں تھا، نہ ماں باپ، نہ بیوی بچے اور یہ غرباء تھے اور یہ دن رات صرف آقا ﷺ سے صرف قرآن سیکھتے تھے، دین سیکھتے تھے، اچھی باتیں سیکھتے تھے تو اللہ پاک نے ان کی تائید کی ہے اس آیت کے اندر کہ اے نبی ﷺ یہ جو تمہارے پاس لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ان کی بڑی قدر ہے اللہ کی نظر میں اور آپ انہیں پہچانتے ہیں کہ یہ لوگوں سے لپٹ کر نہیں مانگتے، یہ ہیں غریب لیکن یہ کبھی کسی سے بھیگ نہیں مانگتے، یہ گداگری یہ بھیک مانگنا یہ اسلام کے اندر حرام ہے، لوگوں سے پیسے مانگتے رہنا اور لوگوں سے سوال کرتے رہنا یہ اللہ کو ناپسند ہے۔

فرمایا

جو اللہ کے علاوہ کسی مخلوق سے سوال کرتا ہے تو اللہ پاک اسے کل قیامت کے دن اس طرح لائے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت نہیں ہوگا

تو بھیک مانگنے والے بڑے بدنصیب لوگ ہوتے ہیں تو بھیک سے منع کیا گیا ہے

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

اگر کوئی شخص ہر صبح لکڑیاں چن کے پیٹھ پہ اُٹھا لائے اور اس کی قیمت سے جو ملے اسے صدقہ بھی کرے اور خود بھی کھائے تو یہ اس کے لئے بہت بہتر ہے۔

یعنی انسان کو محنت کرنی چاہیئے، منجی توڑ نہیں انسان کو ہونا چاہیئے، دن رات سوئے رہنا اور کوئی محنت نہ کرنا، اور حالات کا رونا روتے رہنا کہ یہ ملک نہیں ٹھیک، یہ جو زرداری نہیں صحیح، نواز شریف ہے ہی غلط، اس نے ملک کا کچھ نہیں چھوڑا، یہ باتیں وہ لوگ کرتے ہیں جو اندر سے سست اور نکمے ہوتے ہیں، حالات کبھی ٹھیک نہیں ہوئے آج بھی ٹھیک نہیں ہیں کل بھی ٹھیک نہیں ہوں گے حالات ایسے ہی رہتے ہیں جو محنت کرنے والا ہے اسے کبھی کمی نہیں ہے، کسی بھی جگہ رہے وہ خوش رہتا ہے وہ کماتا رہتا ہے اور اللہ اسے دیتا ہے وہ کہتے ہیں ناجیہڑا گوجرانوالہ دے وچ پیڑا او لاہور وچ وی پیڑا اے، کہیں بھی چلا جائے وہ براہی رہے گا، تو ایسے ہی جو سست ہے وہ کہیں بھی چلا جائے وہ سست ہے اسکو یورپ بھیج دیں کہ وہ ڈالر کمائے گا وہ نہیں کمائے گا اس لئے کہ وہ سست ہے، جو محنتی ہے وہ کسی بھی جگہ رہے وہ محنتی ہے اور اللہ اسے رنگ لگاتا ہے اس کو عزت بھی دیتا ہے اس کو مال و دولت بھی دیتا ہے اس کو سب کچھ دیتا ہے تو فرمایا ہمیں ایسے لوگ بڑے پسند ہیں جو اللہ کے رستے میں کبھی بھی کسی سے مانگتے نہیں ہیں محنت کرتے ہیں۔

ایک صحابی حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا کہا حضور میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے غریب بڑا ہوں، تو آپ کے پاس صحابہ بیٹھے ہیں مجھے ان سے کچھ مال لے دیں تو آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تیرے پاس کوئی شے نہیں، کہا نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا کچھ تو ہوگا، کہا حضور ایک پیالہ ہے اور ایک کمبل ہے اس پیالے سے میں پانی پیتا ہوں اور اس کمبل کو لے کر رات کو سوتا ہوں تو کہا موسم ٹھیک ہے تو تیرا گزارا ہو جائے گا اور پیالہ کے بغیر بھی تیرا گزارا ہو سکتا ہے کہا ہو سکتا ہے اور کہا کہ کمبل کے بغیر بھی تیرا گزارہ ہو جائے گا، کہا ہو جائے گا، فرمایا لے آؤ تو دونوں چیزیں وہ لے آیا، کہا رکھ دو، تو رکھ دی، میرے نبی ﷺ نے دیکھیں کیسی حکمت سے سمجھایا، فرمایا کون ہے جو تم میں سے ان دو چیزوں کو خریدتا ہے، میں محمد عربی ﷺ انہیں بیچتا ہوں، اب صحابہ جو ہیں خوش نصیبی تھی کہ حضور ﷺ کوئی شے بیچ دیں اور ہم لے لیں، تو کسی نے کہا حضور میں دس دینار دوں گا، ایک نے کہا

میں بیس دوں گا، حضورﷺ نے فرمایا کہ

تم بیس دو اور تم لے لو اور دونوں چیزیں اس نے لے لی کمبل بھی دے دیا اور پیالہ بھی دے دیا، اب اس شخص سے کہا کہ جاؤ اور اس سے را یک کلہاڑی خرید کر لاؤ ،کلہاڑی خرید و اور جاؤ جنگل میں چلے جاؤ اور وہاں لکڑیاں کاٹو ،لکڑیاں کاٹ کر بیچ کر شام کو مجھے ملنے آنا تو وہ صحابی چلا گیا اس نے جا کے محنت کی ،لکڑیاں کاٹی، بازار گیا اور جو بکی اور چونکہ اس وقت لوگ کھانا پکانے کے لئے لکڑیاں جلاتے تھے اور وہ بازار بکتی تھیں تو جا کے بیچ باچ کے جو پیسے ملے اپنے پاس رکھے اور آ گیا، آقاﷺ نے فرمایا اب تم نے عزت والا کام کیا ہے اور یہ ہے ایک پیر کا کام، ایک پیر کا کام یہ نہیں ہے کہ وہ صرف دعا کرتا رہے وہ طریقے سکھائے محنت کرنے کے، میرا نبی خود محنت کرتا، سارا سال بکریاں چرانے میں آپ کا وقت گزرتا، یہاں تک کہ آپ نے کپڑے بھی بیچے، سبزیاں بھی بیچی ہیں، آپ نے پیاز کثرت سے بیچا ہے، سارا سارا دن نبیﷺ محنت کرتے تھے اور یہ ظالم سارا سارا دن سو کے کہتے ہیں نبی نے ہمیں کیا دیا ہے حالات نے ہمیں کیا دیا۔

ہم غریب بڑے ہیں اور اللہ رسول ہمارے دشمن ہیں، محنت تم کرتے نہیں ہو تو ایسے ہی ہونا ہے تو لہذا اللہ پاک پسند کرتا ہے ایسے لوگوں کو جو کسی سے مانگتے نہیں، فرمایا اے نبی تم ان کے چہروں کو دیکھ کے پہچان لو گے کہ یہ کسی صورت لوگوں سے لپٹتے نہیں ہیں، کسی سے مانگتے رہنا، قرضے مانگتے رہنا زندگی گزارنے کے لئے، اس سے ادھار لینا، ہزار اس سے لے، اس کا ادھار اس کو واپس کر دیا ،ٹوپی پہنا دی اسکو، اور پھر ٹوپی اس سے اگلے کو پہنا دی اور اسی طرح ٹوپیاں اگلے کو پہناتے رہنا پیسے لے لینا، یہ کوئی زندگی ہے۔

وہ بھی کوئی زندگی ہے، غم کی ماری زندگی، غربت کی قید میں بلبلاتی بیچاری زندگی

یہ کیا زندگی ہے، محنت کرنا چاہئے، پسینہ بہانا چاہئے، انسان کے ہڈ پیر جو ہیں تھک جائیں محنت کر کے، اور رات کو جب بستر پہ لیٹے تو اس کو سانس ایک دفعہ اوپر سے نیچے لینے میں تھکاوٹ ہو یہ زندگی ہے اور ایک یہ کہ بندہ آرام سے بیڈ پہ لیٹا رہے اور روح افزاء پلائی جاؤ مجھے اور میں آرام سے بس مجھے پیسے آتے رہیں، یہ کوئی طریقہ نہیں ہے ہر اللہ والا محنت کرتا رہا، اور جتنے بھی دنیا میں بڑے لوگ آئے انہوں نے اپنے دماغ کھپائے ہیں، جسم کھپائے ہیں، ذہن کھپائے ہیں تب جا کے اللہ نے ان کے نام روشن کئے ہیں،

If you wants to shine like a sun you should burn like a sun

اگر آپ سورج کی طرح چمکنا چاہتے ہیں تو سورج کی طرح جلنا بھی سیکھیے وہ دیکھو کتنا جلتا ہے وہ سارا دن، سارا دن اس کو آگ لگی رہتی ہے بیچارے کو اور پھر روشنی پھیلتی ہے اور جو لوگ محنتی نہیں ہوتے ان کو کیا کہا جائے، اور سب کچھ زمانے پہ ٹھوک دینا یہ زمانے میں سب سے آسان یہ کام ہے کہ آپ اپنی ساری سستیوں کو اپنی ساری بے نمازیوں کو، سب کو زمانے پہ ٹھوک دیں، یہ دور بڑا خطرناک ہے حضرت صاحب، بہت خطرناک دور ہے، تو یہ ان لوگوں کے کام ہیں جو اندر سے سست ہیں غافل ہیں

اور جو محنتی بندہ ہر حالت میں اپنا رزق کماتا ہے وہ کسی بھی جگہ چلا جائے بھوکا نہیں مرتا اسے اللہ رزق دے دیتا ہے (اللہ اکبر)

اب یہ گفتگو جب کر دی اللہ نے تو یہ گفتگو کرنے کے بعد ایک بہت ہی اعلیٰ مضمون قرآن کا شروع ہوتا ہے جو آیت نمبر ۲۷۵ سے آغاز ہوتا ہے، آیت نمبر ۲۷۵

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِىْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ط

بڑی دھیان سے بڑی توجہ سے یہ باتیں سننی ہے یہ قرآن کا موضوع بہت اہم ہے اور اسکا ہماری زندگی میں بڑا انحصار ہے

ترجمہ:

وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں، وہ جب کھڑے ہوتے ہیں تو ایسے لگتا ہے جیسے شیطان نے انہیں پاگل کر دیا ہے چھو کے **ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا** یہ حالت اس لئے ہے ان کی کہ وہ کہتے ہیں کہ دکانداری بھی تو سود ہی ہے **وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ** حالانکہ حلال فرمایا اللہ نے تجارت کو **وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ط** اور سود کو حرام کر دیا۔

اللہ نے ارشاد فرمایا کہ جولوگ سود کھاتے ہیں وہ جب کھڑے ہوتے ہیں تو ایسے لگتا ہے کہ شیطان نے انہیں چھو کے پاگل کر دیا ہے اور ان کی یہ حالت اس لئے ہے کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ دکانداری، سوداگری یہ بھی تو سود ہی ہے حالانکہ اللہ پاک نے سود کو حرام کیا ہے اور تجارت کو حلال کیا ہے

سود ہمارے اس دور کا بہت بڑا مسئلہ ہے ہمارے اس دور کی بہت بڑی خرابی ہے، بہت بڑی نحوست ہے، ہمارے اس دور کے اندر موجود ہے ،**سود کیا ہوتا ہے** پہلے یہ سمجھ لیں؟ سود یہ ہے کہ آپ دو چیزون سے آپ اپنے مال کو زیادہ کرنے کی کوشش کریں۔

(۱) آپکو نقصان نہ ہو، نفع ہی نفع، ایسا کاروبار، ایسی چیز جس میں آپ کو وہاں سے صرف نفع آئے نقصان ہونے کی کوئی امید نہ ہو

(۲) پیسوں کے بدلے صرف پیسہ آئے

یہ دونوں چیزیں جب مل جائیں، جنس ایک ہو جائے اور ہمیشہ نفع آئے یہ دو صورتیں ہیں سود کی، اس صورت میں سارا مال سود بن جائے گا۔

اس کی مثال بینک ہے مثلاً کوئی بے وقوف ہوتے ہیں بعض، اللہ انہیں ہدایت دے، مثلاً دس لاکھ روپے رکھوا دیا ہے بینک میں اب وہاں سے مہینے کا، ایک لاکھ کے پیچھے دو ہزار منافع ہو رہا ہے اور اس طرح مہینے کا تیس ہزار آ رہا ہے اب بینک میں پیسے پڑے ہیں اور نقصان کی کوئی امید نہیں ہے، پیسے معقول ہیں اور ہر مہینے تیس ہزار آ رہا ہے پیسے کے بدلے پیسے ہی آ رہے ہیں اسے سود کہتے ہیں یہ سود ہے اور اسے اسلام نے حرام کیا ہے کہ آپ اپنا پیسہ کسی ایسی جگہ رکھ رہے ہیں جو مارکیٹ میں نہیں جا رہا، لوگ اس سے اپنا کاروبار نہیں کر رہے وہ بند ہے لوکڑ کے اندر پڑا ہوا ہے اور اس کے بدلے پیسے لے رہے ہیں اسے سود کہتے ہیں اور یہ وہ خرابی ہے جس کو اللہ نے اس قدر سخت الفاظ میں بیان کیا ہے آگے میں روایت پڑھوں گا، پاؤں کے نیچے سے زمین نکل جاتی ہے ایسے الفاظ ان لوگوں کے لئے استعمال کئے ہیں جو یہ کام کر رہے ہیں، آجکل آپ دیکھیں کثرت کے ساتھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ تو ٹرسٹ ہے، یہ تو ٹرسٹ ہے یہ سود تھوڑی ہے، بھئی آپ اگر بوری پڑی ہے اور اس کے اندر زہر ہے اور آپ اس بوری کے اندر زہر کی جگہ شہد لکھ دیں تو کیا وہ بوری شہد بن جائے گی وہ زہر ہی رہے گی اور اس کی تاثیر زہر ہی رہنی ہے اس نے مار دینا ہے، نہیں باہر شہد لکھا ہے کچھ نہیں ہونا تو آپ سود کی جگہ ٹرسٹ لکھو، منافع لکھو، profit لکھو، کچھ بھی لکھو، ہے تو سود، ہے تو وہ سود، اور اس نے ہمارے گھروں کے گھروں کی زندگیاں اجاڑ کے رکھ دی ہیں اور میں نے دیکھا ہے کہ جو لوگ اس طرح کرتے ہیں، وہ کڑوڑ پتی ہوتے ہیں لیکن صفر ہو جاتے ہیں اور ان کی مال و دولت بھی اس طرح بکھر جاتی ہے جیسے کوئی شیر آ کے چیڑ پھاڑ کر دیتا ہے قتل کر دیتا ہے اس طرح مال و دولت بکھر جاتی ہے۔

یہ بیٹیو یاد رکھو یہ بیوقوفی ساری زندگی نہیں کرنی، کبھی بھی سود کے اوپر نہ پیسے کسی سے لینے ہیں نہ کسی کو لینے دینے ہیں، والد صاحب ہیں، خاوند ہیں، بھائی ہیں اس کے رستے میں دیوار بن جاؤ اگر وہ ایسا کر رہے ہیں، جی میں کیا کروں، تو پھر کھاؤ سود اور بچے بھی حرام کے پلیں گے، ایک عورت کے اندر بڑی قوت ہے یہ بہت بڑا اصول ہے کہ انسان اپنے آپ کو سود سے ہر لحاظ سے بچائے

آقا ﷺ نے، ابھی میں وہ آیت پڑھوں گا، آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

جس نے سود کا ایک درہم بھی کھایا، یہ ماں کے ساتھ ۲۵ بار زنا کرنے سے برا ہے

کوئی تصور کر سکتا ہے اپنی ماں کے ساتھ زنا، وہ بس زمانے نے ایسی پٹی باندھ دی لوگوں کی آنکھوں کے اوپر، ایسی بند ہو گئیں آنکھیں، پٹی بندھی ہوئی ہے، نہیں میں کماؤں کیسے، اور کڑوڑوں طریقے جو تجارت کے اللہ نے بنائے ہیں وہ حلال ہیں ان طریقوں سے رزق کماؤ لیکن آپ جان بوجھ کے اپنے مال و دولت کو اپنے سونے کو زیورات کو سود کے بدلے پیسے لے رہے ہو اس سے بہت بڑا ظلم ہوتا ہے اور ہمارا تمام بینکنگ سسٹم بھی تقریباً اسی سے چل رہا ہے اللہ پاک ہمیں اس سے محفوظ رکھے اور لوگ بہت تیزی سے اس قید خانے میں اور اس جرم میں شامل ہو رہے ہیں **(اللہ اکبر)**

تو اس آیت کو مزید آگے میں ذرا سا کھولتا ہوں کہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ

۔ومن عاد ۔ یہ ساری باتیں کہ حرام ہے سود اور اس کے باوجود جو کھائے گا۔ فاولئیک اصحب النار ۔ تو وہ دوزخی ہوگا۔ ھم فیھا خلدون ۔ اور وہ اس میں ہمیشہ رہے گا وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور دنیا کے چند ٹکوں کے لئے دنیا کے چند روپوں کے لئے اور چند دنوں کی عیش کے لئے سارے زندگی کا دوزخ بندہ سمیٹ لے اس سے بڑی کیا بے وقوفی ہوسکتی ہے

آ گے فرمایا، گفتگو کافی طویل ہے

یَمۡحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰوا اللہ سود کو مٹا دیتا ہے **وَیُرۡبِی الصَّدَقٰتِ ط** جبکہ صدقوں کو بڑھا دے گا

سود اللہ مٹا دے گا اور صدقوں کو بڑھا دے گا **یَمۡحَقُ اللّٰہُ** اللہ مٹا دے گا

اگر کوئی کہے نواز شریف مٹا دے گا تو مٹا سکتا ہے اس کے پاس پاور ہے اور اگر کوئی کہے صدر اوبامہ مٹا دے گا بہت طاقتور ہے، امریکا کا صدر ہے ساری دنیا اس کے زیر نگیں ہے بڑی طاقتور شخصیت ہے، اور اگر کوئی کہے کہ صحابی مٹا دے گا تو صحابی مٹا سکتا صحابی کی بڑی شان ہے اور اگر کوئی کہے کہ نبی مٹا دے گا رسول مٹا دے گا آقا ﷺ مٹا دیں گے تو آپ اندازہ کریں کہ اللہ نے جب سود کے بارے میں کہا کہ میں مٹا کے رکھ دوں گا تو اللہ نے اپنے نام نامی، اسم گرامی سے کہا، اپنے نام سے اظہار کر دیا کہ اللہ مٹا کے رکھ دے گا جس نے سود کھایا، آپ یوں سمجھ لیں کہ جس کو اللہ مٹا دے اس کا کوئی نام و نشان رہتا ہے اس کے پاس بچتا کیا ہے۔ ویمحق اللہ۔ اللہ مٹا کے رکھ دے گا اسے جو سود کے ساتھ ہے

وَیُرۡبِی الصَّدَقٰتِ جب کہ صدقوں کو اللہ بڑھاتا ہے

یُرۡبِی کہتے ہیں بڑھانے کو، اللہ بڑھا دیتا ہے، پالتا ہے کن کو، صدقوں کو، جو تم نے پیسے اللہ کی راہ میں خرچ کئے اللہ اسے کم نہیں ہونے دے گا بڑھا دے گا، (اللہ اکبر)

وہ گفتگو جو اللہ نے قرآن پاک میں سود کے حوالے سے ہے اللہ نے حد کر دی

یہ آیت نمبر ۲۷۹ کے اندر صفحہ نمبر ۱۹۶

فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا فَاۡذَنُوۡا بِحَرۡبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ ج

اور اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو اعلان جنگ سن لو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے

اللہ اور اس کا رسول تمہارے خلاف اعلان جنگ کرتا ہے، اللہ اعلان جنگ کرتا ہے، میری اور اس سود کھانے والے کی جنگ شروع ہوگئی ہے اب میں دن رات اس کے خلاف ہوں اور یہ میرے خلاف ہے، ہم دونوں ہی ایک دوسرے کے کے خلاف جنگ میں ہیں اور دیکھو ایک طرف قوت کس کی ہے اللہ کی اور ایک طرف بندہ ہے عام بندہ، اللہ کہتا ہے میں اس کے خلاف ہوں، میں اعلان جنگ کرنے لگا ہوں جو سود کھا رہا ہے۔

اب اس میں جو ہے ایسی بدنصیبی کی بات ہے ان چیزوں کو جانتے ہوئے بھی کوئی اس طرف چلا جائے اور قرضے اُٹھا کے بینکوں سے لے لے کے قرضہ اور سمجھے کہ میں کاروبار کر لوں گا، میں خوش ہو جاؤں گا، بینکوں سے لے کر میں بچی کی شادی کر دوں گا، میں سود کی رقم لے کر دکانداری کر لوں گا تو وہ مخظ جاہل ہے اس کو علم نہیں کہ اللہ کے ساتھ اس کا اعلان جنگ ہوگیا ہے، وہ ہنسنا چاہے گا اللہ اسے ہنسنے نہیں دے گا، رونا چاہے گا اللہ رونے نہیں دے گا، وہ کسی کو بتانا چاہے گا اللہ بتانے نہیں دے گا، اس کی فریاد سنی نہیں جائے گی کیونکہ اللہ نے اس کے خلاف اعلان جنگ کر دیا ہے۔

اس لئے یہ بڑا آسان لگتا ہے کہ آپ آرام سے بیٹھی رہیں اور اپنے پیسے بینک میں جمع کروائیں اور وہاں سے پیسے لے کر کھاتی رہیں تو یقیناً آپ اپنے پیٹ میں آگ بھر رہی ہیں، انشاء اللہ اللہ آپ کو اس سے محفوظ رکھے گا یہ جو آپ نے گفتگو سماعت فرمائی امید ہے اللہ پاک اس سے معاملات بہتر فرمائے (اللہ اکبر)

اس کی وجہ یہ ہے بیٹو، اگر سود پھیل جائے تو آپ دیکھیں کہ تجارت والے لوگ تو بالکل فنا ہو جائیں مثلاً تجارت والے لوگ ایک ایک پیسہ اپنی دکانداری میں لگاتا ہے اور وہاں بیٹھتا ہے وہاں بیٹھ کے محنت کرتا ہے مزدوری کرتا ہے، پسینہ بہاتا ہے، وقت دیتا ہے بیچارہ تھکاوٹ کا شکار ہوتا ہے اور صبح سے شام تک پتہ نہیں ہوتا کہ نفع ہونا ہے اور پتہ نہیں نقصان ہونا ہے کوئی پتہ نہیں ہے، اور اس کا اللہ کی طرف دھیان رہتا ہے کہ مولا مجھے نفع دینا، مجھے نقصان سے بچانا، محنت میں کر رہا ہوں۔

اور دوسری طرف ایک جو ہے اس نے اپنا سارا پیسہ بینک میں رکھا ہوا ہے، سارا دن گھر میں سوتا ہے، آرام سے عیاشی کرتا ہے کہ مجھے پورے مہینے بعد آجانے ہیں پیسے کوئی محنت نہیں کرتا، اب بتائیں کیا وہ اس دکاندا کا حق نہیں مار رہا جو بیچارہ سارا دن محنت کر کے پیسے کما رہا ہے، اور ایک بینک میں رکھوا کے کھا رہا ہے اور نہ وہ اُٹھتا ہے نہ محنت کرتا ہے اور پیسے مہینے کے کما لیتا ہے، یہ کوئی انصاف ہے اللہ اس بات کو ناپسند کرتا ہے کہ میرے بندوں کے حقوق اس سے مارے جائیں گے، میرے بندے کے حقوق مارے جائیں گے اگر تم لوگوں نے سود شروع کر دیا، اس لئے اللہ نے اس کو اس قدر سخت الفاظ میں بیان کر دیا کہ اللہ مٹا کے رکھ دے گا سود کو جس نے بھی ایسی حرکت کی، دنیا میں بھی اس کا منہ کالا ہو گا، قبر میں بھی کالا ہو گا اور کل قیامت کے دن بھی کالا ہو گا۔

اس لئے بیٹو آپ جن گھروں میں رہتی ہیں، جن جگھوں پہ اُٹھتی بیٹھتی ہیں اگر آپ قرآن سیکھ رہی ہیں، قرآن سمجھ رہی ہیں اب آپ پہ عمل واجب ہے آپ نے اس چیز کو سمجھنا ہے، اگر آپ نے کوئی بیوقوفی اور لاعلمی ہونے کی وجہ سے اور اگر کوئی ایسی بات کرتا ہے تو آپ کو چونکہ علم ہے تو آپ اس کو منع کریں، آپ اس کے رستے میں دیوار بنیں اس کو ہر حالت میں روکنے کی کوشش کریں، کہیں مجھے روکھی سوکھی کھلا دو، مجھے پیاز کے ساتھ روٹی کھانا منظور ہے، نمک مرچ کے ساتھ کھانا منظور ہے سود نہیں کھاؤں گی، یہ نہیں ہونے دوں گی، اپنے بچوں کے پیٹ میں آگ نہیں ڈالنے دوں گی، تم نے اگر کرنا ہے تو اپنی ذمہ داری پہ کرو، میں تمہیں منع کر رہی ہوں، اب اگر وہ نہیں مانتا تو آپ کی ذمہ داری نہیں ہے اور اللہ خود ہی قیامت کے دن سوال جواب کرے گا، آپ نے اس بات کو سمجھ لینا ہے، عام طور پہ عورتیں ہی مجبور کرتی ہیں کہ لے لو نا، او نے وی چودھری صاحب نے وی لیا سی دس لاکھ، تسی وی لے لو، او ساری ہی لیندے نے، اور حضرت صاحب آجکل تو ہر بندہ ہی لے رہا ہے، تو جاؤ تم بھی دوزخ میں ان کے ساتھ، کیا اگر کوئی سارے ہی غلط کام کریں تو وہ جائز ہو جاتا ہے، ناجائز عمل ناجائز ہی رہے گا اگر سارے بھی کریں تو بھی وہ غلط ہی رہے گا، نہیں سارے کر رہے ہیں، آجکل تو دیکھیں ہر جگہ ہی ایسا ہے، یہ کوئی وجوہات نہیں ہیں، اللہ کے سامنے کوئی بہانے بازی نہ کرے، اللہ کو بہانے بازی نہیں پسند (اللہ اکبر)

اگلی آیت میں اللہ پاک نے ارشاد فرمایا، آیت نمبر ۲۸۰

وَاِنۡ كَانَ ذُوۡعُسۡرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيۡسَرَةٍ ط وَ اَنۡ تَصَدَّ قُوۡ خَيۡرٌلَّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَO

ترجمہ:

اگر مقروض تنگ دست ہے تو اس کو مہلت دو خوشحال ہونے تک اور بخش دینا اسے قرض بہت بہتر ہے تمہارے لئے اگر تم جانتے ہو۔

بہت پیاری آیت، بہت ہی پیاری آیت، یہ اس شخص کو کہا گیا جو امیر ہے اس کے پاس پیسہ ہے اور اس نے کسی کو قرضہ دیا ہے اور جس کو قرضہ دیا ہے وہ تنگ دست ہے اس کے پاس قرضہ ادا کرنے کے لئے پیسے نہیں ہیں اور اللہ اسے کہہ رہا ہے کہ تم اس کو وقت دو اس کو مہلت دو، اس کو ایک مہینے کا ٹائم دیا تھا اگر نہیں دے سکا تو کوئی بات نہیں ایک ہفتہ اور دے دو تم کونسا مرے جا رہے ہو، تمہارے پاس ماشاء اللہ اللہ کا دیا ہوا سب کچھ ہے ایک ہفتہ اور دے دو، ہفتہ بھی نہیں کر سکا تو بھی کہہ دو کوئی بات نہیں مہلت دو اس کو، ایک اور حدیث شریف میں اللہ کے **رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا**

جب کوئی کسی قرض دار کو مہلت دیتا ہے تو جتنے بھی دن اوپر ہوتے ہیں تو اللہ پاک اس کو ہر روز اگر اس نے دس دینار دیئے ہیں تو اللہ پاک اس کو ہر روز دس ہزار دینار صدقہ کرنے کا ثواب عطا کرتا ہے۔

ہر روز، کہ اس نے ہر روز دس ہزار اس نے اللہ کی راہ میں صدقہ دیا ہے، اگلے دن پھر دس ہزار، پھر دس ہزار، اس طرح جتنے دن وہ اسے مہلت دے گا اس کو ہر روز دس ہزار دینار اللہ کی راہ میں صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا **(اللہ اکبر)**

اس طرح ایک بزرگ تھے نا انہوں نے اسی طرح کسی کو قرضہ دیا اور اس سے کہا کہ بھئی بات یہ ہے کہ کب دو گے اس نے کہا مہینے بعد دے دوں گا، کہا ٹھیک ہے، مہینہ گزرا تو اس سے پوچھا نہیں، پندرہ دن اوپر چلے گئے، ایک دن ایسے ہی راہ گزرتے ہوئے رستے میں ملاقات ہو گئی وہ تھوڑا سا چھپنے لگا، آپ نے دیکھا کہا بات یہ ہے کہ آپ مجھ سے شرمائیں نہیں مجھے پتہ ہے پندرہ دن اوپر ہو گئے کوئی بات نہیں، آپ مزید ایک مہینہ لے لیں، مہینہ پھر گزر گیا اوپر پھر دن چلے گئے پھر اسی طرح رستے میں ہی کسی جگہ ملاقات ہو گئی انہوں

نے پھر جا کے کہا کہ بات یہ ہے کوئی بات نہیں آپ ایسا کریں اگر مہینہ نہیں تو تین مہینے لے لیں تو وہ پریشان ہو کر کہنے لگا حضرت آپ کو ضرورت کہا نہیں ضرورت چھوڑ و، تمہا رے پاس نہیں ہیں تو کوئی بات نہیں اپنی ضرورت پوری کرو تین مہینے بعد دے دینا، اسی طرح وہ بزرگ ساری زندگی وہ پیسہ آ گے کرتے رہے اور آخری دم تک اس سے واپس نہیں لیا جب وہ دینے لگا تو کہا نہیں تم ضرورت پوری کر لو مجھے مہینے بعد دے دینا (اللہ اکبر)

جب وفات کا وقت قریب آیا تو وہ آ گیا اس نے کہا اب تو آخری لمحات ہیں تو حضرت کہا اچھا ٹھیک ہے اب دے دو، تو لے لئے اور کہا کہ جتنے سال تم مجھے نہیں دیتے رہے اور میں نے نہیں لئے اور تمہارا وعدہ آ گے کرواتا رہا میرے نبی ﷺ کی وہ حدیث پوری ہوتی رہی کہ مجھے ہر روز ہی اتنے ہی پیسے اللہ کی راہ میں صدقہ کرنے کا ثواب ملتا رہا اور جو میں آج لے کے جا رہا ہوں۔

یہ بہت بڑی عقلمندی ہوتی ہے کہ اگر کسی جگہ آپ کو پتہ ہے کہ اگر میں اس کو مہلت دے دوں گا میرا کچھ نہیں بگڑنے لگا، بعض اتنے چول اتنے بدتمیز قسم کے لوگ ہوتے ہیں کہ وہ چڑھ جاتے ہیں اوپر اور دروازہ بھی مارنا شروع کر دیتے ہیں کڈ پیسے، حالانکہ ان کو نہ بھی ملیں تھوڑی دیر تو ان کو مسئلہ نہیں ہے تو اللہ نے واضح کر دیا کہ اگر تم مہلت دے دو گے تو بہت اچھی بات ہے

اور پھر آگے فرمایا کہ اگر معاف کر دو گے تو یہ اس سے بھی اچھی بات ہے یعنی اس کو کہہ دو کہ یار کوئی بات نہیں میں نے تم سے لینے ہی نہیں خوشی سے کہ دو یہ سارا کچھ تیرا ہی ہے کوئی بات نہیں میں تجھ سے کوئی سوال نہیں کرتا تو اللہ فرما رہا ہے کہ یہ اس نے بہت خوبصورت عمل کیا ہے اور اگر وہ ایسا کرے گا تو یہ اس کے لئے بہت بہتر ہے اللہ فرما رہا ہے کہ اگر تم جانتے ہو میری بات کو سمجھو، اور قرضے کو معاف کر دو (اللہ اکبر)

اس کے بعد جو ہم پڑھنے لگے ہیں وہ آیت جو قرآن پاک میں سب سے لمبی آیت ہے اور یہ آیت نمبر ۲۸۲ ہے اور یہ پوری آیت جو ہے میں اس کا لب لباب عرض کر دیتا ہوں، قرآن کی سب سے لمبی آیت اس کا موضوع کیا ہے آپ سنیں گی تو حیران رہ جائیں گی، اور آپ کے اندر عجیب و غریب قرآن کی محبت پیدا ہوگی کہ قرآن کی جو سب سے لمبی آیت نازل کی ہے اور جو سب سے چھوٹی ہے وہ سورۃ رحمٰن میں **مدھا متن** سب سے چھوٹی آیت سورۃ رحمٰن کے اندر اور قرآن پاک کی سب سے بڑی آیت یہ ہے۔

آیت نمبر ۲۸۲ سورۃ بقرہ

اس آیت کا موضوع یہ ہے کہ جب آپ کسی کو پیسے دیں تو آپ لکھ لیا کریں، اس موضوع کے اوپر پوری آیت ہے کہ جب بھی کسی سے لین دین ہو تو اس کو لکھ لیا کریں، اس کو باقاعدہ لکھیں کہ اتنے ہزار اتنی تاریخ کو میں نے دیا اور نیچے اپنے دستخط کریں اور اس سے بھی دستخط کروائیں یہ اتنا اچھا کام ہے کہ بے شمار جھگڑے صرف اسی بات سے پیدا ہوتے ہیں کہ آپ نے پیسے لئے تھے اور اس نے دیئے تھے لیکن نہ کوئی گواہ تھا، اور جب نہ لکھا گیا اور نہ گواہ تھا اور جب واپس لینے کا وقت آیا تو یہ نہیں تم نے لئے تھے، میں نے نہیں لئے، نہیں تم نے لئے ہیں، نہیں لئے میں نے، ہاں میں نے اتنے لئے تھے، نہیں اتنے لئے تھے، کام خراب ہو گیا جھگڑے شروع ہو گئے، لڑائیاں شروع ہو گئیں، عدالتوں میں بات چلی گئی آپ اندازہ کریں کہ بے شمار جھگڑے اس سے ختم ہو جاتے ہیں اگر آپ کسی کو پیسے دیں اور لکھیں اور باقاعدہ سائن کروائیں،

اس پہ بزرگوں نے لکھا کہ اپنے والد کو بھی نہ معاف کیا جائے، اپنی والدہ کو بھی نہ معاف کیا جائے، اپنے بھائی کو بھی نہ معاف کیا جائے اپنی بہن کو بھی نہ کیا جائے اور باقاعدہ لکھا جائے اور sign کروائیں جائیں کہ یہ پیسے، پانچ ہزار ہے، دس ہزار ہے، ایک لاکھ ہے دس لاکھ ہے، جتنے بھی ہیں اس کو لکھا جائے۔

اس سے انسان کی بے شمار مشکلیں حل ہو جاتی ہیں یہ انشاءاللہ آپ جب اس کی اسائنمنٹ بنائیں گے تو آپ لکھیں گے میں نے اسکا لب لباب عرض کر دیا ہے آپ کا خدا یہ چاہتا ہے کہ جب تم کسی کو پیسے یا لین دین کرو تو اس وقت لکھ لیا کرو، نوٹ کیا کروا سے

پھر ہم آتے ہیں سورۃ بقرہ کی آخری آیات پہ یہ سورۃ بقرہ کی آخری آیات ہیں جو شروع ہوتی ہیں آیت نمبر ۲۸۵ سے

اس گفتگو کو ہم اگلے درس میں بیان کریں گے اس میں بہت خوبصورت گفتگو ہے اور میں چاہتا ہوں کہ ہم تسلی سے اس کو اگلے لیکچر میں سنیں، یہ آیتیں آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سورۃ بقرہ کی یہ آخری آیتیں جو اللہ نے مجھے عطا فرمائی ہیں یہ عرش عظیم کے نیچے اللہ کا دیا ہوا بہت بڑا خزانہ ہے جو کسی اور نبی کو نہیں دیا ہوا، یہ آیتیں صرف حضور ﷺ پہ نازل ہوئی ہیں

ان کا موضوع اوران کی گفتگو کسی اور نبی کو نہیں دی ہوئی انشاءاللہ یہ ہم اگلے لیکچر میں بہت تسلی سے پیش کریں گے اللہ سے دعا ہے کہ اللہ عمل کی سعادت عطا فرمائے (آمین)

بنی اسرائیل کی قوم اور گائے کا واقعہ

قرآن پاک کے اس خوبصورت کورس میں آپ کو خوش آمدید ہے آج الحمدوللہ اس کورس کی چوتھی کلاس ہے اس میں ہم قرآن پاک کو پڑھتے نہیں ہیں سمجھاتے ہیں اور قرآن پاک کی سمجھ کا یہ خوبصورت موقع آپ کو ملا ہے۔

آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا

اللہ پاک جسے اپنی جنت کا راستہ دکھانا چاہتا ہے جس کے لئے بھلائی چاہتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا کرتا ہے۔

دین کی سمجھ کے لئے قرآن کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں ہے یہ وہ باتیں ہیں جو ہمارے خدا نے ہم سے کیں اور اللہ کی باتیں بڑی خاص ہوتی ہیں اور ان خاص باتوں کو سمجھنے کے لئے لوگ بھی خاص ہوتے ہیں عام نہیں ہوتے اس لئے یہ سمجھا جائے کہ آپ کی بڑی ویلیو ہے آپ قرآن کے سٹوڈنٹس ہیں آپ بہت خاص لوگ ہیں اللہ کی نظر میں اللہ نے یہ رتبہ اور مقام عطا کیا ہے کہ آپ قرآن کے سٹوڈنٹس ہیں، ایک زندہ کتاب ہے اس کتاب کی زندگی ثابت ہے آج دنیا میں اس کو کوئی بھی آج بھی ہلا نہیں سکا اس کا زبر زیر نہیں بن سکا، زیر زبر نہیں بن سکی، اس کی پیش کو جزم نہیں بنایا جا سکا جو بھی جیسے نازل ہوا ویسے ہی ہے اگر یہ ندہ کتاب نہ ہوتی تو یہ آج بدلی جا چکی ہوتی، یہ ایک زندہ کتاب ہے جس کی حفاظت کا ذمہ خود خدا نے لیا ہے تو الحمدوللہ ہم نے اس کو سمجھنے کا سلسلہ عالم القرآن کے نام سے شروع کیا ہے آپ سب اس کے سٹوڈنٹس ہیں اور کوشش کیجئے کہ سوالات جب آپ لکھنے بیٹھتے ہیں اسائنمنٹ کو تو یقیناً پیدا ہوتے ہوں گے تو انہیں لکھا کریں اور سوال جواب کے سیشن میں ان کو کلئیر کیا کریں سوالات پیدا ہوتے ہیں اور ہونے بھی چاہئے، میرے ذہن میں بھی آتے ہیں میں ان کو کلئیر کرتا ہوں بہت سارے لوگوں سے گفتگو ہوتی ہے لہذا آپ بھی جب اسائنمنٹ بنا رہی ہوں اور اس وقت جو بھی سوال آپ کے ذہن میں پیدا ہوا اس کو لکھ لیں اور پھر اس کو سوال جواب کے سیشن میں پوچھ لیں۔

آج کا ہمارا درس سورۃ بقرہ کے رکوع نمبر ۹ سے شروع ہو گا اور رکوع نمبر ۱۲ تک جائے گا۔

سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۷۲ سے ہمارا آج کا درس شروع ہوتا ہے اور یہ ۹ رکوع ہے جہاں سے وہ معرکۃ الا راء واقعہ ہے جس واقعے کو سورۃ بقرہ کے نام سے جانا جاتا ہے وہ شروع ہوتا ہے جیسا کہ ہم پچھلے درس میں یہ چیز اپنے ذہن میں بیٹھا چکے ہیں کہ یہ سارے کا سارا دو چار رکوعوں الب لباب ہے یہ بنی اسرائیل کی قوم کا احوال ہے، اللہ نے ہمیں آگاہ فرمایا بنی اسرائیل کے احوال سے آقا ﷺ کو خبر دی گئی کہ یہ لوگ کس طرح نبیوں کے خلاف ان لوگوں نے کس طرح ہٹ دھرمی دکھائی اور آیات کا انکار کیا اور آج بھی یہ لوگ اسی طرح آپ کو بھی انکار کرتے ہیں آپ کے معجزات کو بھی نہیں مانتے ہیں تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے اس سے پہلے بھی بنی اسرائیل نے اسی طرح کیا ہے تو اللہ یہاں پہ اس واقعے کو ذکر فرماتا ہے اور یہ واقعہ آگے بھی ایک اور سورۃ کے اندر موجود ہے جیسا کہ عرض کیا گیا تھا کہ اس کی حکمتیں آپ کی خدمت میں عرض کی جائیں گی اس سے پہلے کہ پچھلا revise کریں ہم اس واقعے کو سمجھتے ہیں

آیت نمبر ۷۲

وَاِذۡ قَتَلۡتُمۡ نَفۡسًا فَادّٰرَءۡتُمۡ فِيۡهَا ط وَ اللّٰهُ مُخۡرِجٌ مَّا كُنۡتُمۡ تَكۡتُمُوۡنَ

اللہ نے ارشاد فرمایا کہ

تم یاد کرو یہ بار بار ایک لفظ اللہ ارشاد فرماتا ہے کہ یاد کرو، یعنی اللہ پاک ان کو گزرے ہوئے اوقات یاد کرواتا ہے بنی اسرائیل کی قوم کو کہ تم نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا اور پھر ایک دوسرے پہ تم نے اس قتل کے الزام لگائے تھے اور اللہ پاک ظاہر کر دیتا ہے اس چیز کو جس کو تم چھپاتے ہو، تفسیر اس کی موجود ہے تفسیر میں لکھا ہے۔

بنی اسرائیل میں ایک نیک وکار آدمی تھا اور اس کا ایک معصوم بچہ تھا اور اس کے پاس ایک اونٹنی تھی گائے تھی تو جب وہ مرنے لگا تو اس نے اللہ سے دعا مانگی کہ اے اللہ میں مر رہا ہوں جا رہا ہوں اس دنیا سے تو یہ میرا بچہ اکیلا رہ جائے گا تو میں اس گائے کو تیرے سپرد کرتا ہوں تو اس بچے کو اس گائے کی برکتیں دینا اور جنگل میں اس کو چھوڑ دیا، اللہ نے اس کی عرض کو قبول کیا اور وہ پلتی رہی، جب یہ بچہ جوان ہوا اس جنگل میں گیا جہاں وہ گائے چرا کرتی تھی تو اپنے مالک کی آواز سنتے ہی وہ گائے اس کے پاس آ گئی اب یہاں سے وہ واقعہ دوبارہ سے ہم جوڑتے ہیں جو پیچھے آپ نے پڑھا تھا کہ ایک امیر شخص جو تھا وہ فوت ہوا تو اس کے بھتیجوں نے اس کو قتل کیا تھا اب وہ ایک دوسرے پہ الزام لگا رہے ہیں یہاں تک کہ وہ سارے آ کھٹے ہو کہ موسیٰ کے پاس آتے ہیں اور موسیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ آپ ہمیں بتا دیجئے کہ اس کا قاتل کون ہے کیونکہ آپ اللہ کے نبی ہیں آپ کو علم ہوگا کہ اس کو کس نے قتل کیا ہے یہاں تک کہ موسیٰ ابھی یہ گفتگو جاری ہے کہ اللہ کی وحی آتی ہے۔

اللہ ارشاد فرماتا ہے کہ آپ انہیں گائے کا کہیں کہ یہ گائے لے کر آئیں اور موسیٰ یہ کہہ دیتے ہیں کہ آپ گائے لے کر آؤ، اب یہ لوگ جو ہیں بڑے بہانے باز قسم کے لوگ تھے تو انہوں نے اپنی ہٹ دھرمی ہر جگہ دکھائی ہے یہاں بھی انہوں نے یہی کیا، اب موسیٰ نے تو کہا تھا کہ تم گائے لے آؤ اور اس کی زبان جو ہے نا لگاؤ اس کے ساتھ تو یہ زندہ ہو جائے گا اور اس سے میں خود پوچھ لوں گا میں اللہ کا نبی ہوں، بجائے یہ کہ وہ جا کے گائے لے آتے، مفسرین فرماتے ہیں کہ وہ کوئی بھی گائے لے آتے تو اس سے یہ کام ہو جانا تھا لیکن انہوں نے جو ہے یہ جانتے تھے کہ ہم غلط ہیں اور ہم نے پکڑا جانا ہے تو انہوں نے آ کے سوال کرنے شروع کر دیئے موسی سے کہ موسیٰ یہ بتاؤ کہ گائے جو ہے کیسی ہونی چاہئے تو آپ نے فرمایا کہ میں نے تو تمہیں گائے کا کہا ہے، کہا نہیں ہمیں کوئی نشانیاں بتائیں چھوٹی ہو بڑی ہو، دبلی ہو پتلی ہو، اب جوں جوں وہ نشانیاں بتاتے گئے تو اللہ نے بھی قرآن میں اس کا اظہار کیا ہے کہ اللہ فرماتا ہے کہ تم پتلی لے آؤ ٹھیک ہے سفید لے آؤ ٹھیک ہے اب ایسی لاؤ جو کھیتی باڑی میں استعمال نہ ہوتی ہو، ایسی لاؤ جو بالکل صاف ستھری رہتی ہو گندی مندی نہ لاؤ، یعنی اپنے لئے خود مصیبت کھڑی کرتے چلے گئے ایک تو اس میں یہ اشارہ ملتا ہے کہ اگر کوئی بزرگ آپ کو کوئی کام کرنے کا کہے تو اس پہ زیادہ سوال اور جواب نہ کیا جائے یہ پہلا اس کا جو ہے سمجھ اور جو اس کے اندر حکمت ہے وہ یہ ہے کہ جب کوئی اللہ والا یا کوئی بھی نیک انسان آپ کو کسی کام کرنے کا کہتا ہے یا آپ کو حکم دیتا ہے تو اس سے سوال جواب نہ کیے جائیں بس بنیادی سی بات پوچھی جائے اس کے بعد جو حکم ہے اس پہ عمل کیا جائے تو یہ پہلی حکمت تھی اب وہ مصیبت اس طرح ان پہ آ گئی کہ وہ پوچھنے لگے کہ رنگ کیا ہو، آنکھیں کیسی ہوں، پاؤں کیسے ہوں، وہ سوال پوچھتے رہے تو موسیٰ بھی جواب دیتے گئے تو اب یہ جو ساری شرطیں جو ہیں یہ کسی بھی گائے میں پوری نہیں ہو رہی تھی سوائے اس گائے کہ جس کا ابھی ذکر ہوا کہ وہ شخص جس نے اللہ سے عرض کیا تھا کہ مولا میرا بچہ جو ہے وہ بعد میں کہیں دنیا کے ان معاملات کی وجہ سے پریشان نہ ہو میں اس گائے کو تیری امانت میں دیتا ہوں اور یہ میرے بچے کو بڑے ہو کر مل جائے گی تو میرا بچہ خوش رہے گا تو یہ ساری علامتیں اس گائے کے اندر تھی، پتلی تھی، خوبصورت تھی، رنگ بھی وہی جو اللہ نے بتایا ساری علامتیں اس کے اندر تھی اب ان تمام صفات والی صرف وہی گائے تھی جو اس نیک بندے کے لڑکے کے پاس تھی تو بنی اسرائیل نے اسے منہ مانگی قیمت دے کر خریدا اور بعض روایات میں آتا ہے کہ جتنا گائے کا وزن تھا اتنا سونا دیا گیا اس سے اس بچے کی امداد بھی ہو گئی اور بنی اسرائیل کو وہ گائے بھی مل گئی اس سے ایک اور سبق ملتا ہے جو **قرآن پاک بیان کرتا ہے کہ**

جو چیز اللہ کے حوالے کر دی جائے اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاتی۔

یعنی اگر آپ کسی چیز کو اللہ کے حوالے کر دیتے ہیں یعنی اپنے گھر کو اپنے معاملات کو اپنی چیزوں کو پھر آپ کا خدا اس کی حفاظت کرتا ہے، اپنے بچوں کو، تو اسی طرح اللہ کے حوالے کرنا چاہئے یہ ایک اچھا عمل ہے اور اس سے بندگی ظاہر ہوتی ہے اور یقیناً فائدہ ہوتا ہے تو یہ واقعہ یہاں سے چلتا ہے اور پھر آگے آیات۔

آیت نمبر ۷۳ کے اندر اللہ پاک نے ایک اور راز سے پردہ اُٹھایا ہے کہ یہ ایسے عجیب لوگ ہیں کہ ان کو میری آیات سے ذرا بھی خوف محسوس نہیں ہوتا ہے لیکن میرے پیدا کئے ہوئے پتھر بھی میرے الفاظ سن کر لرز جاتے ہیں اور ان کے اندر سے بھی پانی بہہ نکلتا ہے آپ نے دیکھا ہوگا کہ بہت سارے پتھر ایسے ہیں جن کے اندر سے پانی بہہ نکل آتا ہے آج بھی ہمارے جو شمالی علاقہ جات ہیں وہاں بھی ایسی کئی مثالیں موجود ہیں کہ بظاہر ایک پتھر ہوتا ہے لیکن اس کے اندر سے پانی بہہ نکلتا ہے تو اللہ نے اس کی طرف اشارہ کیا کہ وہ پتھر اصل میں میرے خوف سے رو رہا ہوتا ہے اور یہ ایسے عجیب لوگ ہیں کہ انہیں میرا کوئی خوف نہیں ہے، میرے خوف سے تو پتھر بھی گر پڑتے ہیں اور رو

پڑتے ہیں اسی طرح یہ گفتگو چلتی ہے اور یہ اللہ پاک بیان کرتا چلا جاتا ہے یہودیوں کی اور بنی اسرائیل کی ساری خصوصیات پیش کرتے ہوئے ، یہ آیت نمبر ۷ تک پہنچتی ہے اور پھر اللہ ایک اور حکم فرماتا ہے کہ یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم جو بھی کرر ہے ہیں ہمیں اللہ کی طرف سے کوئی بھی غزنہیں پہنچے گا اور ہم اللہ کی بہت لاڈلی قوم ہیں اور اس کا اظہار جو ہے وہ آیت نمبر ۸۰ میں موجود ہے۔

فرمایا یہ کہتے ہیں کہ انہیں دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی صرف چند دن کے بعد ہم جنت میں چلے جائیں گے، دوزخ کی آگ ہمیں کچھ نہیں کہہ سکتی تو یہ اللہ پاک نے اس میں حکم فرمایا کہ دوزخ کی آگ یہ کہتے ہیں کہ ہمیں جلا نہیں سکتی ہے اور انسائیکلو پیڈیا میں یہ دیکھا ہوا ہے کہ دوزخ گناہگار کو چھوئے گی بھی نہیں اس لئے کہ جہنم میں پہنچتے ہی وہ اپنے گناہوں کا اقرار کرلیں گے تو اللہ پاک انہیں جہنم سے بچالے گا، یہ یہودیوں کا ایک فضول ساعقیدہ ہے بنی اسرائیل کا کہ ہمیں دوزخ کی آگ سے اللہ نے بچالینا ہے لہذا ہم بخشی بخشائی قوم ہیں تو اللہ نے اس کا بیان کر دیا ہے کہ کیا تم نے اللہ سے کوئی وعدہ لیا ہوا ہے

(عربی) تم لوگ کیا اللہ سے وعدہ لے کر آئے ہو کہ ہم جنت میں جائیں گے یہ اصول نہیں ہے کہ تمہارے آباؤ اجداد میری بندگی کرتے رہے اور تم یہ سوچ رہے ہو کہ تم جو ہو جنت میں چلے جاؤ گے ایسا نہیں ہوسکتا (اللہ اکبر)

اسی طرح آگے یہی اصول اور یہی گفتگو چلتی جاتی ہے اور اللہ پاک نے ایک اور گفتگو فرمائی ہے جو آیت نمبر ۸۳ میں موجود ہے

وہ لوگ جو ہماری جنت کے وارث ہیں ان کی خصوصیات اللہ نے بیان فرمائی ہے، آیت نمبر ۸۰ کا آغاز ہوتا ہے فرمایا کہ ہم نے تم سے پختہ وعدہ لیا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا، ماں باپ سے اچھا سلوک کرنا، اور رشتے داروں، یتیموں، اور مسکینوں سے بھی اچھا سلوک کرنا، اور لوگوں سے اچھی بات کہنا، اب یہ ایک ترتیب اللہ نے نیکی کی بیان فرمائی ہے اس پہ آپ کی بڑی زبردست توجہ چاہئے جو اللہ نے نیکی کی ترتیب فرمائی ہے۔

سب سے پہلے اللہ نے فرمایا کہ اللہ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو یہ سب سے پہلے اللہ نے فرمایا

دوسرا فرمایا کہ اپنے والدین سے احسان کرو یعنی دنیا میں جتنے بھی لوگ رہتے ہیں ان میں سب سے زیادہ عزت کے حقدار تمہارے والدین ہیں اللہ کے بعد سب سے زیادہ عزت انہی کو دینی چاہئے والدین کے ساتھ رشتہ، والدین کے ساتھ پیار اور محبت یہ قرآن کی ترتیب ہے **وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا** اب یہاں احسان کرنے کا حکم ہے۔

احسان کہتے ہیں کہ اگر کسی نے آپ کو سو روپے دیا تھا ادھار تو آپ نے جب واپس کئے تو ساتھ سو روپیہ بھی دیا اور ساتھ مٹھائی کا ڈبہ بھی دے دیا اور یہ کہا کہ یار تم نے سود یا اور اب میرا کام ہو گیا ہے تو اس خوشی میں میں تمہیں مٹھائی بھی ساتھ دے رہا ہوں تو یہ جو اوپر مٹھائی دی ہے اسے احسن کہتے ہیں تو والدین کے ساتھ برابری کرنے کا حکم نہیں ہے کہ جتنا انہوں نے دیا اتنا تم بھی دے دو، والدین کے ساتھ احسان کرنے کا حکم ہے یعنی آپ ان سے بڑھ کر ان کی خدمت کریں جتنا انہوں نے آپ کو دیا آپ اس سے بڑھ کر ان کی خدمت کریں یہ والدین کا حق ہے اور اللہ کا حکم بھی

آقا ﷺ کی بارگاہ میں ایک صحابی حاضر ہوتے ہیں فرمایا یا رسول اللہ

میں آپ اور اللہ کے بعد کس کی سب سے زیادہ خدمت کروں فرمایا اپنی ماں کی، کہا حضور ٹھیک ہے اس کے بعد، فرمایا اپنی ماں کی، فرمایا حضور ٹھیک ہے اس کے بعد، فرمایا اپنی ماں کی، کہا ٹھیک ہے حضور اس کے بعد، فرمایا اپنے باپ کی، تین بار حضور ﷺ نے ماں کا ذکر کیا اس قدر ماں کو درجہ اور اعلیٰ رتبہ حاصل ہے کہ حضور ﷺ نے بھی تین بار ماں کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ

ماں کے قدموں تلے جنت ہے اور

اللہ کی رضا باپ کی رضا میں ہے

اگر تمہارا باپ تم سے راضی ہے تو اللہ بھی تم سے راضی ہے اور اگر جنت کو حاصل کرنا چاہتے ہو تو ماں کے قدموں تلے اور جنت ماں کی خدمت میں ہے تو لہذا یہ دونوں رشتے بہت قیمتی ہیں اور ان دونوں رشتوں کا اپنا ایک احساس ہوتا ہے اور جن کے ماں باپ اس دنیا میں نہیں ہوتے اس کا بہت احساس ہوتا ہے جن کی ماں چلی گئی ہو یا جن کے والد نہ ہوں یا جن کے دونوں ہی نہ ہوں، یہ کس قدر قیمتی کتنے پیارے رشتے ہیں اس کی قدر وہی جانتے ہیں تو یہ آقا ﷺ سے بھی ثابت ہے کہ آپ نے اس کی بڑی ترتیب فرمائی۔

یہاں تک کہ ایک صحابی کا ذکر ملتا ہے حدیث میں کہ وہ صحابی جو ہیں ان کا ماں کے ساتھ کوئی معاملہ تھا کوئی ان بن تھی تو اسی حالت میں ان کا انتقال ہونے والا ہوا بیماری بہت زیادہ بڑھ گئی یہاں تک کہ یہ یقین ہو گیا کہا بھی کچھ ہی لمحوں میں وہ دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تو صحابہ آ کھٹے ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ حضرت عنقمہؓ سے کہ اے عنقمہ کلمہ پڑھیئے تو حضرت عنقمہ فرماتے ہیں کہ کونسا کلمہ، بھول گئے، صحابہ خیران رہ گئے کہ عجیب انسان ہے حضورﷺ کا صحابی ہے اور ہم کہتے ہیں کہ کلمہ پڑھو تو یہ کہتے ہیں کہ کونسا کلمہ، بعض صحابہ نے اونچی آواز سے پڑھا کہا یہ پڑھیئے **لا اله الا الله محمد الرسول الله** زبان ساتھ نہ دے، کلمہ پڑھنے سے قاصر رہے یہاں تک کہ حضورﷺ کی خدمت میں خاضر ہوئے صحابہ فرمایا کہ حضور معاملہ بڑا خراب ہو گیا ہے ہم کہتے ہیں کہ کلمہ پڑھو اور اسے کلمہ یاد نہیں آ رہا، حضورﷺ خود تشریف لائے، فرمایا اے عنقمہ میں خود آیا ہوں کلمہ پڑھو، کہا حضور کونسا کلمہ مجھے کوئی کلمہ یاد نہیں ہے تو حضورﷺ سمجھ گئے فرمایا اس کی والدہ کو بلایا جائے، اس کی والدہ کو بلایا گیا فرمایا کیا تو اس سے ناراض ہے فرمایا، ہاں اللہ کے رسول میں اس سے ناراض ہوں اس نے مجھے بہت دکھ دیا ہے، بہت پریشان ہوں میں اس کی وجہ سے میں اس سے راضی نہیں تو فرمایا کہ اے والدہ میں تجھے حکم نہیں دے سکتا یہ اللہ اور اس کی شریعت کا معاملہ ہے میں تمہیں ایک مشورہ دے دیتا ہوں کہ تم اسے معاف کر دو اگر معاف کرو گی تو پھر اس کی جان نکلے گی ورنہ یہ اسی طرح تڑ پتا رہے گا فرمایا حضور اگر آپ یہ مشورہ دیتے ہیں حکم نہیں ہے آپ کا آ مشورہ دیتے ہیں تو میں اسے معاف نہیں کر سکتی کیونکہ اس نے مجھے بہت دکھ دیئے ہیں تو آقاﷺ نے جب یہ سنا تو فرمایا کہ لکڑیاں آ کھٹی کرو اور اس کو جلا کے اس کو ختم کر دو کیونکہ اس کی جان اس طرح نہیں نکلے گی اس کو جلا کے، صحابہ دوڑے آپﷺ کے حکم پہ اور لکڑیاں آ کھٹی کر لی گئی یہاں تک کہ آگ بھی جلا دی گئی اب یہ دیکھ کے ماں کا کلیجہ پھٹ پڑا کہ میرا بچہ میرے سامنے ہی آگ میں جل رہا ہے اور اسی وقت ماں کے دل کو وہ اللہ کا پیار اور محبت ملتی ہے فرمایا حضور ایسے نہ کریں میرے سامنے ہی آپ میرے بچے کو جلانا چاہتے ہیں، فرمایا اس کے علاوہ کوئی حل نہیں اس کی جان نکل نہیں سکتی جب تک تو اسے معاف نہیں کرے گی، فرمایا حضور میں اللہ کی رضا کے لئے اسے معاف کرتی ہوں جونہی یہ جملہ کہا ان صحابہ کی زبان اقدس سے یہ جملہ نکلا اور ان کی جان اللہ کے سپرد ہو گئی۔

تو یہ اتنا نازک مسئلہ ہے **وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا** اپنے والدین سے احسان کرو یہ اتنا نازک مسئلہ ہے آپ نے ہر حالت میں اپنے والدین کے ساتھ احسان کرنا ہے اپنی آواز اونچی نہیں کرنی ہے، اپنی نگاہوں کو جھکا کر رکھنا ہے ان کی ہر اچھی بری جو ہے سنی ہے، یہ ہم پہ لازم ہے قرآن نے ایک اور جگہ والدین کا درجہ بیان کیا کہ **ولا تقولا ما اف** تم انہیں اُف بھی نہیں کہہ سکتے ہو **ولا تنهما** اور نہ انہیں جھڑک سکتے ہو۔

بڑا اچھا جملہ کسی نے لکھا کہ

تو اپنی زبان کی تیزی اسی ماں پہ چلاتی ہے جس زبان کو ہی اس ماں نے بولنا سیکھایا تھا۔

اس ماں کو ہی تو اپنی زبان سے، تیری زبان کو بولنا اسی عورت نے سیکھایا تھا جس پہ تو چلا رہی ہے تو یہ آج کے دور میں بہت بڑا مسئلہ ہے اور والدین کے بہت سارے ارمان ہو تے ہیں اور بہت ساری قباحتیں ہوتی ہیں جن کی وجہ سے ایسی اولاد دنیا اور آخرت دونوں میں ہی ناکام ہو جاتے ہیں۔

ایک صحابی کا یہ معاملہ ہے تو میں آ کو ایکفکر دیتا ہوں ایک دعوت سوچ دیتا ہوں ایک صحابی کا یہ حال ہے تو میں اور آپ کس باغ کی مولی ہیں ہم کیا چیز ہیں ایک صحابی ماں کی ناراضگی کی وجہ سے دوزخی ہونے لگا اور پھر اللہ کے رسول نے آ کر اسے بچایا ورنہ وہ تو گیا تو میں اور آپ تو بہت زیادہ اللہ کے اس کرم سے دور ہیں وہ صحابہ تو ہر وقت کرم میں رہنے والے تھے، تو یہ یہاں واضح کر دیا گیا کہ نیکیوں میں کہ سب سے پہلے اللہ کو راضی کرو، شرک نہ کرو، اللہ کی عبادت کرو، نماز روزہ صحیح رکھو اس کے بعد والدین سے سلوک اچھا رکھو، اور پھر فرمایا صرف والدین سے نہیں **وَذِي الْقُرْبٰى** اپنے رشتے داروں سے اچھا سلوک کرو، تمہارے رشتے دار تم سے خوش ہونے چاہئے ہیں تمہارے رشتے داروں سے تمہاری اچھی اُٹھک بیٹھک ہونی چاہئے وہ بیشک برے ہوں لیکن تم ان سے سلوک اچھا کرو تمہاری طرف سے سلوک اچھا ہونا چاہئے، اگر وہ بہت برے ہیں تو دور سے انہیں سلام کر لو لیکن انہیں گالیاں نہ دو یہ حرکتیں نہ کی جائیں رشتے داروں سے پیار کرو۔

آقاعلیہﷺ نے ارشادفرمایا کہ

جو یہ چاہتا ہے کہ اس کی عمر بھی بڑھ جائے اس کا رزق بھی بڑھ جائے تو وہ اپنے رشتے داروں سے اچھا سلوک کیا کرے اس کا رزق اس کی عمر دونوں بڑھا دی جائے گی اور فرمایا قطع رحمی کرنے والا، قطعہ رحمی کہتے ہیں رشتے توڑنے والا، آپ دیکھتے ہیں جتنے بھی عام طور پہ لوگ ہوتے ہیں دکھی پریشان زیادہ تر یہ لوگ قطعہ رحمی کرنے والے ہوتے ہیں، میری پھوپھی نہیں راضی، میرا چچا نہیں راضی، میرا ماموں مجھ سے ناراض ہے، میرا فلاں رشتے دار وہ مجھ سے ناراض ہے، سب ناراض ہیں ایسا شخص جو ہے وہ کبھی بھی خوش نہیں رہ سکتا ہے اسے چاہئے کہ صلح کرنے کی کوشش کرے دل میں اچھے خیلات رکھے اور قطیہ رحمی سے بچے، اور رشتے داروں، یتیموں، مسکینوں سے اچھا سلوک کرے یہ اللہ نے دوسرا اصول بیان کیا کہ صرف میری عبادات سے کچھ نہیں ملتا ہے اور صرف والدین کے ساتھ ہی اچھا سلوک کرنا بلکہ رشت دار جوؑ کے بہن بھائی ہیں وہ سب سے پہلے حقدار ہیں اس کے، اپنی بہنوں سے اپنے بھائیوں سے اچھا سلوک کیا جائے، ان کے ساتھ محبت کی جائے، پیار کیا جائے، آقاعلیہﷺ کے بظاہر کوئی بھائی نہیں تھے آپ کی ایک بہن تھیں جو آپ کی رضائی بہن ہیں تو وہ ایک دفعہ جنگ میں کسی غزوے میں تھے جو رتو وہ قیدی بن کر آئیں تو حضورعلیہﷺ کو یہ خبر دی گئی کہ حضور ایک عورت آئی ہے اور وہ یہ کہہ رہی کہ میں آپ کے نبی کی بہن ہوں تو حضورعلیہﷺ مسکرادیئے اور آپﷺ نے فرمایا کہ ہاں میری ایک رضاعی بہن ہے میں نے اور اس نے یک ماں کا دودھ پیا ہے حضرت حلیمہ سعدیہ کی بیٹی، تو کہا گیا اسے بلایا جائے تو وہ تشریف لائی تو حضورعلیہﷺ نے اپنی چادر مبارک بچائی اور کہا کہ اے، بہن میری چار پہ بیٹھو، اور میرے لئے کیا حکم ہے تو فرمایا انہوں نے مجھے گرفتار کرلیا، کہا چھوڑا جائے میری بہن کو، کہا اور کوئی حکم، کہا کہ میرے ساتھ اور بھی بہت سارے قیدی ہیں میرے قبیلے کے، کہا انہیں بھی چھوڑتا ہوں، اے بہن تو جس طرح راضی ہوتی ہے اسی طرح محمدعلیہﷺ کرے گا تو یہ حضورعلیہﷺ کی بھی تعلیم ہے، حضورعلیہﷺ کی حالانکہ رضائی بہن تھیں وہ، ان کی بھی آﷺ نے اتنی عزت فرمائی لہذا آقاعلیہﷺ نے اس کی طرف بھی توجہ فرمائی

اورآگے فرمایا کہ وَقُوْلُوْالِلنَّاسِ حُسْنًالوگوں سے اچھی بات کرو، اچھی باتیں کرولوگوں سے اور پھر فرمایا کہ مومن کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ وہ جب بھی بولتا ہے تو اچھی بات بولتا ہے ورنہ وہ چپ رہتا ہے۔

جب بولتا ہے تو اچھی بات بولتا ہے ورنہ چپ رہتا ہے، یہاں پہ بولتا ہے تو وہی بات بولتا ہے، یہ نہیں ہونا چاہئے **وَقُوْلُوْالِلنَّاسِ حُسْنًا** لوگوں سے اچھی بات کرو، لوگوں سے پیار والی باتیں کرو، لوگوں سے چغلیاں نہ کرو، لوگوں کے عیب بیان کرتے رہنا ہر وقت اسی طرح کی گفتگو، عیبوں سے بچیں، لوگوں کے عیب بیام کرنا چھوڑ دیں

آگے فرمایا کہ ایک خاص نصاب میں زکوۃ دو مگر تم میں سے چند آدمی ثابت قدم رہے اور تم نے پھر روگردانی کی میرے ان اصولوں پہ پھرت نے عمل کیا، نہ تم لوگوں نے میری عبادت میں، نہ تم لوگوں نے والدین کے ساتھ احسان میں اور نہ رشتے داروں سے حسن سلوک میں تم لوگوں نے کسی بھی جگہ میرے حکموں کا پاس نہیں رکھا تھا، حالانکہ میں نے اتنے سارے حکم تمہیں دیئے (اللہ اکبر)

اسی طرح یہ گفتگو آگے چلتی ہے اور یہ گفتگو آتی ہے ایک بڑی عجیب اور خوبصورت بات پہ جو ایک طویل آیت، آیت نمبر ۸۵ کا حصہ ہے

آیت نمبر ۸۵ میں بہت خوبصورت گفتگو اللہ نے ان لوگوں سے کی ہے، یہ میں نے عرض کیا کہ یہ بڑی کیلکولیٹیڈ قوم تھی پیسوں کے حوالے سے بڑے کیلکولئیڈ لوگ تھے اور اس آیت نمبر ۸۵ کے اندر اللہ نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ تم ایسے عجیب لوگ ہو کہ میں نے تمہیں تورات دی تھی، اور تورات کے اندر میرے سارے احکامات موجود ہیں میں نے تمہیں اپنے نبیوں کی علامات بتائی تھیں، میں نے تمہیں اپنی علامات بتائی تھیں میں ے تمہیں اس دور کی ساری خرافات سے آگاہ کیا تھا پھر تم لوگوں نے ایک عجیب کام یہ کیا کہ جب تم کسی جگہ جنگ میں پھنس جاتے اور قیدی چھڑانے کی باری آتی تو اس وقت تورات کی باری آجاتی اور تم لوگ تورات کھول کر بیٹھ جاتے اور اس وقت تورات کو کھول کر اس کے اندر سے قیدیوں کے احکامات دیکھتے اور اپنی مرضی کی آیتیں تلاش کرتے حالانکہ میں نے جو باقی آیتیں نازل کی تھیں تمہارا اس کی طرف دھیان نہیں ہے، عجیب قوم ہو کہ میں نے

پوری تورات کے اندر بہت سے اوراحکام بھی نازل کیے ہیں تو تم بہت سے احکام چھوڑ کے صرف جو پیسے دینے والی آیتیں ہیں جہاں سے تمہیں پیسہ ملنا ہے، فدیہ ملنا ہے، بس کوئی نا کوئی رقم سامنے آنی ہے، بس وہ والیآیتیں تم نے اُٹھالی ہیں باقی آیتیں تم نے چھوڑ دی ہیں یہ تم نے عجیب کام کیا ہے تو یہ ایک بہت بڑا سبق مسلمانوں کے لئے بھی اس آیت میں موجود ہے، اور وہ لوگ جو قرآن پاک کو صرف اپنی ضرورتوں کے لئے استعمال کرتے ہیں، ہیں ایسے لوگ جنہیں قرآن صرف اس وقت یاد آتا ہے جب انہیں اپنی کوئی ضرورت ہوتی ہے انہیں قرآن کا کوئی اور مقصد نہیں پتہ ہے اور نہ وہ قرآن سے کچھ اور لینا چاہتے ہیں مثلاً گئے کسی بزرگ کے پاس اور ان سے جا کر پوچھا کہ حضرت ہم کیا کریں بیماری ہے غریبی ہے انہوں نے کہہ دیا سورۃ یسین پڑھیں بس اب آئیں گے گھر میں ہوسکتا ہے چھ مہینوں سے قرآن نہ کھولا ہو، میری بات سمجھ رہی ہیں بیٹو، چھ مہینوں سے قرآن نہ کھولا ہو اب سورۃ یسین کھلے گی تو یہ قرآن نے اشارہ تو بنی اسرائیل کو کیا لیکن یہ خدا کی قسم مسلمانوں پہ بھی سوٹ کرتا ہے، یہ آیت مسلمانوں کے لئے بھی ہے کہ ہم لوگوں نے قرآن کو اپنی مرضی سے استعمال کیا ہوا ہے، اللہ کے رسول نے کہا ہے یا فلاں کسی بزرگ سے سن لیا ہے کہ فلاں جو آیت ہے نا اس کا ورد کرو گے نا تو بیٹا ہوگا، چلو اب قرآں کھلے گا اور ڈائریکٹ اس آیت پہ جاؤ گے اور جا کر اس کا ورد کرو گے یعنی قرآن کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے، ضرور کریں آ قرآن سے یہ چیزیں لینا کوئی جرم نہیں ہے، قرآن سے یہ چیزیں لینا کوئی غلط کام نہیں ہے ضرور لیں لیکن کیا قرآن اس لئے نازل ہوا تھا کیا قرآن ہمیں بچے دینے آیا ہے، کیا قرآن تیرے سر درس کو دور کرنے آیا ہے، کیا قرآن کی تعلیم یہ تھی کہ تم اس سے روپے پیسہ ڈھونڈتی تو قرآن نے آیت نمبر ۸۵ کے اندر یہ ساری باتیں میں ترجمہ پڑھوں گا تو لمبا ہو جائے گا کام، آپ خود اس وک پڑھیئے میرا اشارہ ہے، قرآن نے کھل کر کہا کہ اس کتاب کے ساتھ کیا حشر کر دیا ہے تم نے کہ تم اس وقت قرآن کھولتے ہو جب تم نے فدیہ دینا ہوتا ہے، پیسہ دینا ہوتا ہے اس وقت، تو باقی جو میری آیات ہیں انہیں تم کیوں نہیں پڑھتے ہو بالکل یہی حال مسلمانوں کا ہو چکا ہے آج کے دور میں ہم نے قرآن کو **الم** سے شروع نہیں کیا ہے **والناس** تک نہیں گئے اور اس کو ترجمے سے نہیں پڑھا ہے، بس جہاں سے جی چاہا کسی نے بتا دیا یہ پڑھنا شروع کر دو بس شروع کر دیا، کسی نے کہا یہ شروع کر دو وہ شروع کر دی، یہ کیا ہو رہا ہے بھئی، قرآن پاک کے ساتھ یہ کھیل ہے، ایسا نہ کیا جائے، قرآن کی ایک عزت ہے اور وہ عزت یہ ہے کہ آپ اس کو مرتبہ اور مقام دیں آپ اس کو کھول کے پڑھتی چلی جائیں اور کہیں مولا میں نہیں جانتی کہ قرآن کی اس آیت سے مجھے کیا ملنے والا ہے، میں تو اس کو محبت سے پڑھ رہی ہوں پیار سے پڑھ رہی ہوں میں نہیں جانتی کہ اس سے مجھے تو کیا کیا دے سکتا ہے یہ تیری مرضی ہے، لیکن میں اسے پیار سے پڑھتی ہوں، تو مجھے کب دیتا ہے، کس وقت دیتا ہے مجھے اس سے کوئی غرض نہیں یہ ہے قرآن سے محبت یہ ہے قرآن سے پیار، کوئی فوت ہو گیا ہے جناب، فوتگی ہو گئی ہے کھولو اب قرآن، اپنے مقصد کے لئے تو ضرور آپ قرآن سے اپنے مقاصد حل کریں، قرآن خود کہتا ہے کہ میرے اندر ہر رحمت موجود ہے

قرآن خود کہتا ہے

ولا یتل ولا ،،،الا فی قرآن مبین ہم نے ہر خشک وتر شے قرآن کے اندر لکھ دی ہے۔

تو جب موجود ہے تو آپ لیں وہاں سے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ باقی چیزیں چھوڑ دیں اس کو تجارت بنا لیا ہے لوگوں نے، یہ ایک قرآن پاک کی گفتگو آپ کے سامنے رکھی گئی، فرمایا کہ تم لوگوں نے جس پہ اپنا نفس راضی ہے وہ حصہ پکڑ لیتے ہو اور جس حصے میں تمہارا نفس راضی نہیں ہے وہ حصہ چھوڑ دیتا ہے بعض لوگ ہوتے ہیں نا وہ اپنے نفس کے لئے دین پہ عمل کرتے ہیں مثلاً کسی کو آسانی ہے نا عصر پہ وہ عصر ہی پڑھ رہا ہے، عصر ہی پڑھتی جاتی ہے، باقی سارا دن ٹائم نہیں ہے تو نہیں پڑھتی ہے، اور کسی وک اگر فجر پہ آسانی ہے نا تو وہ فجر ہی پڑھتا ہے۔

بزرگوں نے ایک بڑی عجیب بات لکھی ہے بزرگ فرماتے ہیں کہ

جو ایسے اسلام پہ عمل کرتا ہے کہ جہاں اس کا نفس راضی ہے وہاں کرتا ہے تو اسے اسلام سے کوئی حصہ نہیں ملا، اسلام تو پورے کا پورا اپنے جسم اور روح کو اللہ کے حکموں پہ ڈالنے کا نام ہے۔

یہ نہیں کہ آپ صرف ایک حصہ پہ یا ایک دعا پہ، ایسا تو نہیں ہوسکتا، اور جہاں پہ یرا نفس راضی ہوتا ہے وہاں تو ٹھیک ہوتی ہے اور جہاں تیرا نفس راضی نہیں ہے وہاں تو چھوڑ دیتی ہے اسلام کو، اسلام کو تو موم کی ناک تو نہ بنا، جدھر سے چاہا موڑ لیا، اوپر کر کے، دائیں کر کے بائیں کر کے، یہ ایک اصول ہے اللہ کے بنائے ہوئے اصول ہیں ان پہ عمل کرنا پڑے گا

(اللہ اکبر)

اسی طرح یہ گفتگو آگے چلتی ہے اور حضرت عیسیٰؑ کی بڑی خوبصورت آیت سامنے آتی ہے جو آیت نمبر ۵۷ ہے اس آیت میں اللہ پاک نے حجرت عیسیٰؑ کی روشن نشانیاں فرمائی ہیں اور یاد کروایا ہے بنی اسرائیل کی قوم کو کہ اللہ پاک نے جو اپنے نبی عیسیٰؑ کو نشانیاں دی تھیں وہ واضح موجود ہیں کہ آپ مادرزات اندھے کو آنکھیں عطا کرتے تھے، کوڑھ کے مریضوں کو شفاء دیتے تھے، مردے کو زندہ کرتے تھے، غیب کی خبریں دیتے تھے یہ آپ کی نشانیاں بیان کی کہ میں نے اپنے نبی کو بہت سی نشانیاں دی لیکن تم لووگس نے میری قدر نہیں کی حالانکہ یہ تمہارے سامنے ہے، بنی اسرائیل کی نبوت جو ہے میں نے عرض کیا تھا یہ چار ہزار نبی پیدا ہوتے ہیں اور سب سے آخری نبی جو بنی اسرائیل کے ہیں وہ حضرت عیسیٰؑ ،س سے آخر میں جو نبی ہیں وہ حضرت عیسیٰؑ ہیں اور سب سے زیادہ شہرت جوان تمام نبیوں میں جس کو ملتی ہے وہ حضرت موسیٰؑ ہیں تو حضور ﷺ سے پہلے حضرت عیسیٰؑ آخری نبی ہیں جو بنی اسرائیل میں پیدا ہوتے ہیں اور بنی اسرایل کو ٹھیک کرنے کے لئے یہودیوں کے لئے اللہ نے انہیں بھیجا اور اللہ نے ان کی نشانیاں بیان کردی کہ میں نے اتنا اعلی نبی تمہاری طرف بھیجا اور میں نے یہ انہیں اعزازات دیئے کہ وہ اندھوں کو ٹھیک کر لیتے تھے، وہ کوڑھ کا مرض ٹھیک کر لیتے وہ شفاء دیتے، وہ مردوں کو زندہ کر لیتے اور تم ان کو بھی نہیں مانتے رہے اور تم یہ کہتے رہے کہ نہیں ہم اللہ کی طرف سے نہیں بھیجے گئے۔

اس کے بعد ایک اور معرکتہ الارا آیت سامنے آتی ہے وہ ہے آیت **نمبر ۸۵** اس میں اللہ پاک نے حضور ﷺ کی بہت بڑی شان کا ذکر کیا ہے اور کمال کردیا آقا ﷺ کی بہت عزت اس آیت میں ملتی ہے، ارشاد فرمایا کہ

تم لوگ احسان نہیں مانتے ہو لیکن میں تمہیں یاد کروار رہا ہوں کہ جب تم لوگ بات مشرکین سے جا کر کرتے تھے تو تم جب ہار رہے ہوتے تھے تو تمہارے علماء میرے اس نبی کے نام کو لے کر دعا مانگا کرتے تھے میرے نبی کے نام کے صدقے تم فتح مانگا کرتے تھے تو میں تمہیں فتح عطا کرتا تھا، اس وقت تم میرے نبی کے نام سے فتح مانگتے تھے وسیلے سے دعا مانگتے تھے

یہ ایک دعا ہے جس میں اللہ پاک نے وسیلے کا ذکر فرمایا، آیت نمبر ۸۹ میں اللہ فرماتا ہے

وَلَمَّاجَآءَ هُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنۡدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَلَمَّاجَآءَ هُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ O

اور اس سے پہلے تم فتح مانگتے تھے اس نبی کے وسیلے سے تو جب وہ تشریف فرما ہوا ان کے پاس وہ نبی جس کو وہ جانتے تھے تو انکار کردیا اس سے کہا اب تم مانتے نہیں ہو، پہلے انہی کے نام سے فتح مانگا کرتے تھے، اس سے ایک چیز ثابت ہوئی کہ حضور ﷺ کے نام سے فتح مانگنا یا حضور ﷺ کے نام سے اللہ کی بارگاہ میں عرض کرنا یہ حضور ﷺ کی آمد سے پہلے بھی تھا ابھی حضور ﷺ پیدا نہیں ہوئے، آقا ﷺ دنیا میں تشریف بھیں لائے تھے حضور ﷺ کے نام سے لوگ دعائیں مانگا کرتے تھے، حضور ﷺ کی آمد سے پہلے حضور ﷺ کے نام سے فتح ملتی تھی، جب آمد سے پہلے فتح ملتی تھی تو اس سے یہ پتہ چلا کہ آمد کے بعد بھی ملے گی یہ تو ایک understood چیز ہے ایک عام فہم رکھنے والا بھی یہ سوچ سکتا ہے کہ جب آقا ﷺ ابھی تشریف نہیں لائے تو حضور ﷺ کے نام سے فتح مل رہی ہے جب حضور آچکے ہیں اب کوئی حضور ﷺ کا نام لے تو فتح کیوں نہیں ملے گی، لہذا حضور ﷺ کے نام سے دعائیں مانگنا، اسی طرح اللہ والوں کے نام سے دعائیں مانگنا، نیک لوگوں کے نام سے وسیلے پیش کرنا، اے اللہ غوث اعظم کا صدقہ، اے اللہ داتا صاحب ؒ کا صدقہ، اے اللہ پیر مہر علیؒ کا صدقہ، کسی اچھے انسان کا نام لیں، یہ ہر حالت میں جائز ہوگا، اس لئے کہ حجو ﷺ کے نام سے وسیلے کا ذکر قرآن میں اللہ نے خود فرمایا ہے کہ تم لوگ، اچھا یہ غور کریں اس میں میں آپ کو ایک اور دعوت فکر دیتا ہوں کیونکہ سمجھا رہے ہیں ہم آپ کو قرآن، حضور ﷺ کو وہ لوگ مانتے ہیں اور وہ لوگ وسیلہ بناتے ہیں جو حضور ﷺ پہ ایمان نہیں لائے تھے، حضور ﷺ پہ ایمان نہیں ہے تو حضور ﷺ پہ ایمان لائے ہیں تو اللہ انہیں فتح عطا فرما دیتا ہے، حالانکہ کلمہ نہیں پڑھا حضور ﷺ پہ ایمان نہیں لایا تو لوگ جو حضور ﷺ پہ ایمان لا چکے حضور ﷺ کی محبت کا کلمہ پڑھ چکے اب اگر وہ حضور ﷺ کو وسیلہ کہیں گے تو اس پہ اللہ کتنا خوش ہوگا، سیدھی سی بات ہے اس میں تو کوئی دوسری بات ہو نہیں سکتی کہ ایک شخص جو حضور ﷺ پہ ایمان نہیں لایا وہ مانتا ہے حضور ﷺ کو، اور یہاں عجیب وغریب باتیں پھیلا دی گئی ہیں اور لووگس کو خراب کیا گیا اور اللہ والوں سے دور کرنے کا بہت بڑا یہ طریقہ کیا گیا

،لہذا ایہ غور کرلیں آیت نمبر ۸۹ کے اندر اللہ نے با قاعدہ حضورﷺ کے وسیلے کا ذکر فرمایا، اور یہ وسیلہ بھی اس وقت دیا گیا جب حضورﷺ ابھی دنیا میں آئے ہی نہیں تو جب آ گئے ہیں تو اس کے بعد تو بادرجہ اولا یہ ثابت ہوا کہ حضورﷺ کے وسیلے سے دعا کی جا سکتی ہے آپ کی بیٹیوں کے وسیلے سے دعا کی جا سکتی ہے آپ کی بیویوں کے وسیلے سے دعا کی جا سکتی ہے، آ کے صحابہ کے وسیلے سے دعا کی جا سکتی ہے اس میں کوئی خرج نہیں ہوگا، امید ہے بات سمجھ آ گئی ہوگی۔

اسی طرح یہ گفتگو آگے چلتی ہے اور آگے آتی ہے یہ طویل گفتگو، نافرمانیوں کیا گے طویل لسٹ ہے جو آگے چلتی ہوئی آتی ہے اور آگے اللہ پاک یہاں ایک اور ان کے ساتھ گفتگو کرتا ہے، آیت نمبر ۹۴ کے اندر، **آیت نمبر ۹۴** میں اللہ نے ان سے گفتگو کی ہے کہ

تم لوگ یہ کہتے پھرتے ہو کہ ہم اللہ کے ہاں جنتی ہیں، آج بھی میں پڑھ رہا تھا کہ یہودیوں کے جو علماء ہیں یا عیسائیوں کے علماء، عیسائیوں کا عقیدہ تو یہ ہے کہ

Eat, Drink And Be Marry

کھاؤ پیو، اور خوش رہو، تو پوچھا گیا کہ کیوں جی، یہ جوان کے پادری حضرات ہیں یہ یہ کہتے ہیں کہ اس لئے کہ عیسیٰؑ نے ہماری غلطیوں کی سزا پھانسی چڑھ کے لے لی ہے وہ پھانسی چڑھ گئے ہمارے لئے انہوں نے ہمارے لئے صلیب پہ قربانی دی ہے اب ہم جتنے مرضی گناہ کریں ہم عیسیٰؑ کی وجہ سے بخشے گئے یہ ان کا عقیدہ ہے اور وہ اپنے لوگوں کو یہ ہی بتا بتا کے گمراہ کرتے ہیں کہ کوئی مسئلہ نہیں ہے اور وہ ہماری کوتاہیوں کی سزا لے چکے اور اب ہم جنتی ہیں۔

جب کہ جو یہودی علماء ہیں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ہم اللہ کی لاڈلی قوم ہیں بھئی جس قوم کے اندر چار ہزار نبی آئے تو وہ واقعی لاڈلی قوم ہے، ہم لاڈلی قوم ہیں لہذا ہمیں اللہ ہر حالت میں معاف کر دے گا، تو تم بھی جو مرضی کرو، عیاشیاں کرو موج کرو تو اس آیت میں آیت نمبر جیسے میں نے عرض کیا ۹۲ میں اور ۹۵ کے اندر اللہ نے اس راز سے پردہ اُٹھایا ہے کہ تمہارا یہ کہنا کہ تمہارے لئے جنت کی نعمتیں ہیں اللہ کی طرف سے محسوس ہیں تو پھر تم موت کی آرزو کیوں نہیں کرتے ہو، یعنی تم بس یہ کہتے پھرتے ہو کہ ہم جنتی ہیں تو کہو نا مولا ٹھیک ہے ہمیں موت دے دے تا کہ ہم جنت میں جا کر رہیں، یہاں کیا کر رہے ہو، بھئی جنتی ہو تو موت کی آرزو کرو اور چھیتی چھیتی فوت ہو جاؤ اور اللہ کی جنت تمہارے لئے ہے، کھل کے اللہ نے گفتگو کی ہے اور یہ اللہ پاک کا وہ خوبصورت انداز ہے قرآن میں، یہ ہے علم مخاصمہ، اسے علم مخاصمہ کہتے ہیں، قرآن پاک میں اللہ کا جھگڑا کرنے کا انداز کہ کیا بات کر رہے ہو یہ بات ہے کرنے والی، اور یہ قرآن کی آیات قرآن کے سینے پہ قیامت تک جگمگائیں گی کہ ہم نے تمہیں کہا تھا اور تم کہتے پھرتے ہو لوگوں سے کہ ہم لاڈلی قوم ہیں تو پھر زندہ کیوں ہو، موت کی آرزو کرو اور فوت ہو کر جنت میں جاؤ، دنیا میں کیا کرتے پھرتے ہو تو آقاﷺ نے فرمایا جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضورﷺ نے فرمایا کہ اس وقت اگر یہودی یہ آرزو کر لیتے تو دنیا میں کوئی یہودی زندہ نہ رہتا سب موت کا شکار ہو جاتے۔

کیونکہ اللہ نے ان سے کہہ دیا تھا کہ تم آرزو کرو میں ابھی تمہیں موت دیتا ہوں اور تمہیں دکھاتا ہوں کہ تم وہاں کس درجے پہ ہو اور یہ بہترین جو گفتگو ہے یہ اللہ نے فرما کر اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ تم اپنے بنائے ہوئے جو تمہارے اصول ہیں وہ ہمارے ہاں نہیں ہیں، ہمارے ہاں

؎ عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری

نیڑی لاڈلی قوم ہونے سے یا سید ہونے سے یا نیڑا جو ہو پیر کا بیٹا ہونے سے کوئی پیر نہیں بن جاتا، ہم نے عمل دیکھنے ہیں لہذا تم اب موت کی آرزو کرو ہم تمہیں تمہارا آئینہ دکھا دینگے

آگے فرمایا

وَلَنۡ يَّتَمَنَّوۡهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتۡ اَيۡدِيۡهِمۡ ط وَ اللّٰهُ عَلِيۡمٌ ۢ بِالظّٰلِمِيۡنَ O

اے نبیﷺ یہ آرزو نہیں کریں گے۔

یہ جھوٹے ہیں، یہ کبھی بھی آرزو نہیں کریں گے اپنی کارستانیوں کے خوف سے اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو، یہ کبھی بھی آرزو نہیں کریں گے اور ان کا عقیدہ غلط ہے (**اللہ اکبر**)

اسی طرح یہ گفتگو آگے چلتی ہے اور حضرت جبرائیلؑ کی طرف یہ گفتگو آتی ہے اور یہ آیت نمبر ۹۷ ہے جس میں حضرت جبرائیلؑ کا ذکر اللہ نے فرمایا کہ

یہ جبرائیلؑ کے بڑے دشمن ہیں، جبرائیلؑ کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں یہاں ذکر ہے کہ یہودیوں کے ایک عالم دین عبداللہ ابن صوریا نے حضورﷺ سے دریافت کیا کہ کونسا فرشتہ وحی لے کر آپ کے پاس آتا ہے، آپﷺ نے فرمایا کہ جبرائیل امین تو وہ کہنے لگا کہ وہ تو ہمارا بڑا پرانا دشمن ہے وہ ہم پہ غضب اور عذاب لے کر اترتا رہا ہم اس کی لائی ہوئی وحی پہ ایمان نہیں لائیں گے، تو کیسے عجیب لوگ تھے کہ بھئی وحی تو اللہ نے بھیجی ہے جبرائیلؑ تو پیام بر ہے وہ تو پیغام پہنچانے والا ڈاکیا ہے جبرائیلؑ کی اپنی وحی تھوڑی ہے، تو جبرائیلؑ سے دشمنی کی وجہ سے وہ وحی سے انکاری ہو گئے کہ ہم نہیں مانیں گے اس لئے کہ جبرائیلؑ وحی لے کر آتا ہے۔

حضرت جبرائیلؑ آقاﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھے تو حضورﷺ نے آپ سے پوچھا اے جبرائیلؑ تم تمام نبیوں سے ملتے رہے تمام نبیوں سے تمہاری ملاقاتیں رہیں ہر نبی سے تمہاری گفتگو رہی ہر نبی تمہارے پاس اُٹھتا بیٹھتا رہا تو کس نبی سے زیادہ پیار ہے کس نبی سے زیادہ محبت ہے تو بڑا پیارا جملہ آپ نے ارشاد فرمایا کہا حضور میں گواہی دیتا ہوں ساری دنیا کے ہر نبی کو اللہ نے میرے ساتھ وقت گزارنے کا موقع دیا ہے میں نے بھی ان کے ساتھ وقت گزارا ہے لیکن ہر نبی سے ملتے ہوئے میری ایک ہی تمنا رہی کہ کاش اس سے اگلا نبی محمدﷺ ہو، اور میں اس سے ملوں، میری یہ سعادت ہے کہ میں آپ سے محبت کرتا ہوں اور آپ سے پیار کرتا ہوں تو بڑی حضورﷺ سے محبت رہی اور تقریبا جو اس میں لکھی ہے تعداد ساڑھے چھ ہزار بار یہ حضورﷺ کی خدمت میں خاضر رہے اللہ سے پیغام لے کر اور قرآن لے کر اور ویسے ہی گفتگو کرنے کے لئے یہ بعض اوقات خود ہی آجاتے تھے اور اللہ کے رسول کے پاس انسانی شکل میں بیٹھ جایا کرتے تھے اور انہیں حضورﷺ سے بڑی محبت رہی اور آقاﷺ بھی ان سے بڑا پیار فرماتے، تو یہاں پہ حضرت جبرائیلؑ کے بارے میں ذکر کیا کہ وہ ہماری وحی لے کر آتا تھا اور تم نے ہماری وحی سے ہی انکار کر دیا۔(اللہ اکبر)

اسی طرح یہ گفتگو آگے چلتی ہے اور یہ گفتگو آتی ہے ایک بہت بڑے مسئلے پہ جو آیت نمبر ۱۰۲ کے اندر جس کا ذکر کیا گیا ہے، جو آج کے دور میں بھی موجود ہے جسے جادو کہتے ہیں، ایک گفتگو جادو کے حوالے سے میں پہلے بھی کر چکا ہوں ڈیڑھ گھنٹے کا لیکچر پہلے ہو چکا ہے لیکن میں اس کے نکات یہاں پیش کرنا مناسب سمجھوں گا تا کہ عالم القرآن کورس میں بھی اس کی برکت شامل ہو، یاد رکھیئے کہ جادو اس وقت لوگ استعمال کرتے ہیں جب قومیں اپنے زوال پہ ہوتی ہیں جب قوم کو زوال آتا ہے جب کسی کو زوال آتا ہے تو اس وقت وہ جادو کا سہارا لیتا ہے کیونکہ یہ علم بحر حال موجود ہے اور یہ آج بھی ہے اور اس علم کو لوگ سیکھتے ہیں اور اس سے کام کرتے ہیں تو بظاہر یہ علم موجود ہے اور اللہ نے اس جگہ اس کو بیان کیا ہے جسے جادو کہا جاتا ہے یہ جادو اور منتر جو ہے یہ حضرت موسیٰؑ کی قوم سے شروع ہوتے ہیں اس وقت بہت بڑا جادوں کا ایک سلسلہ تھا اور لوگ جادو سیکھا کرتے تھے یہاں تک کہ حضرت سلیمانؑ کے دور میں بھی اس کا بہت بڑا زور تھا اس لئے اللہ نے حضرت سلیمانؑ کو ہر جادو پہ فتح عطا فرمائی گئی اور آپ کو بہت بڑی مملکت عطا فرمائی، ہوا کو آپ کے زیر اثر کیا گیا، جانوروں کو آپ کے زیر اثر کیا گیا، زمین کی ہر شے کو حضرت سلیمانؑ کے زیر اثر کیا گیا تو یہاں **پہ دوفرشتوں کا ذکر کیا گیا ہے جسے ہاروت اور ماروت کہتے ہیں** اس وقت ایک شہر ہوتا تھا جسے بابل کہا جاتا تھا آج بھی وہ موجود ہے اللہ پاک نے اس شہر میں ان دوفرشتوں کو اتارا اور اس شہر میں بہت زیادہ جادوگر لوگ تھے اس قدر جادو ہونے لگا شروع ہو گیا تھا کہ معجزہ اور جادو دونوں کو مکس کر دیا گیا۔

دیکھیں یہ جو چاند کو دوٹکڑے کیا حضورﷺ نے، بظاہر اگر کوئی بے ایمان ہو گا تو وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ جادو ہوا ہے، جیسے حضورﷺ کے ہاتھوں میں کنکر آتے ہیں تو وہ کلمہ پڑھتے ہیں تو بے ایمان شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ بھی جادو ہے کہ یہ کنکر کلمہ پڑھ رہے ہیں اسی طرح کوئی بھی معجزہ جو حضورﷺ نے دکھایا آپ نے سورج کو واپس پلٹایا، درخت سے باتیں کی، اور بغیر گھٹلی کے کھجور پیدا کر دی بہت سارے معجزے ہیں حضورﷺ کے ہاتھوں سے پانی بہہ نکلا، ایک بے ایمان یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ جادو ہے تو لخاضہ اس وقت کچھ ایسا ہی معاملہ ہو چکا تھا کہ لوگ معجزے اور جادو میں کوئی فرق نہیں سمجھتے تھے تو اللہ نے دوفرشتے نازل کئے جن کے نام ہاروت اور ماروت ہیں اور انہوں نے آکر پھر لوگوں کو جادو میں اور اس معجزے میں فرق سمجھانا شروع کیا کہ نہیں جادو جادو ہوتا ہے اور معجزہ معجزہ ہے

تو یاد رکھیئے کہ جادو جو ہے یہ اصل میں سحر کو کہتے ہیں مسحر کہتے ہیں کہ کسی چیز کی حقیقت کو بدل دینا، یعنی آپ کی آنکھوں میں ایک پردہ ڈال دیا جاتا ہے اور آپ اس سے یہ دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ نہیں یہ سامنے رسی نہیں سانپ چل رہا ہے، ہوتی وہ رسی ہی ہے لیکن چونکہ آپ کی آنکھوں پہ وہ ایسا پردہ ایسی عملیات کرنے کے بعد وہ آپ کو سانپ دکھایا جاتا ہے آپ کہتے ہیں نہیں میں نے دیکھا ہی سانپ تھا وہ ہے ہی سانپ تھا میں مان ہی نہیں سکتی اس لئے، بھئی میں کب کہتا ہوں کہ سانپ نہیں تھا، دیکھا سانپ ہی تھا لیکن پیچھے رسی تھی

اصل میں پیچھے معاملہ کچھ اور تھا لیکن تمہیں دکھا اے کچھ اور گیا سحر بھی کچھ ایسی ہی چیز ہے بظاہر آپ کو کچھ ایسی چیزیں دکھائی جاتی ہیں جن کا آپ کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اور ان ہی چیزوں کو بدل دیا جاتا ہے۔

تو جادو جو ہے اس کے اندر ایک کوالٹی ہے، وہ کوالٹی یہ ہے کہ جادو جب بھی ہوگا یہ اس شخص پہ ہوگا جو سخت بے نماز سخت برا، جس کے اندر ہر جگہ گندگی ہے بری عادات میں رہنے والا ، ماں باپ کا نافرمان اور اسی طرح دیگر برائیاں جس کے اندر ہوتی ہیں اس پہ جادو بہت آسانی سے ہو جاتا ہے، جو نیک لوگ ہوتے ہیں، نماز پڑھنے والے، قرآن پڑھنے والے، جس گھر میں نماز اور قرآن پڑھا جاتا ہو جن گھروں میں بھی نیکیاں ہوتی ہوں وہاں جادو کبھی بھی نہیں ہو سکتا اس لئے کہ اگر آپ تھوڑی دیر بھی اس پہ یقین کر لیں تو دنیا میں کوئی بھی نیکی باقی نے رہے اور ہر طرف جادو ہی جادو ہو، یہ بڑا آسان طریقہ ہے کہ اپنی ساری غلطیاں کوتاہیاں نامرادیاں اور اپنی ساری کرتوتوں کو ایک لفظ کے اندر پھینک دیا جائے جناب مجھ پہ تو جادو ہو گیا ہے، کیا آسان حل ڈھونڈا ہوا ہے لوگوں نے کہ اپنی ساری بے نمازیاں کوتاہیں اللہ رسول کی نافرمانیاں، ماں باپ کی نافرمانیاں، جی مجھ پہ جادو ہو گیا ہے، اچھا جی، اور پھر اکثر آتے ہیں لوگ میرے پاس تو گھر سے ہی فیصلہ کر کے آتے ہیں، ہونا تو یہ چاہئے کہ آئیں اور آ کے ہم سے پوچھیں کہ حضرت یہ علامات ہیں تو کیا یہ جادو ہے ایسا نہیں کریں گے اور گھر سے آتے ہی پہلی بات یہ کریں گے کہ حضرت مجھ پہ جادو ہو گیا ہے تو بھئی پھر میرے پاس لینے کیا آئے ہو یہ حال ہے ہمارا، یہ ہمارے ایمانوں کی حالت ہے ہمارے گھروں کے جس نے بڑے بڑے ستون ہلا کے رکھ دیئے ہیں ہمارا سکون برباد ہو گیا ہے، نیندیں اُڑ چکی ہیں رزق کی برکتیں ختم ہو چکی ہیں آپس کی لڑائیاں جھگڑے ہیں جی مجھ پہ جادو کر دیا ہے یہ فلاں بھی کرتی ہے یہ فلاں نے بھی کیا ہوا ہے دور رہو اس سے، رشتے ٹوٹ گئے اور لوگ ایک دوسرے کی شکل دیکھنے سے آوازار ہیں اس لئے کہ دل میں یہ ہے کہ اس نے مجھ پہ جادو کروا دیا ہے ارے بھئی جادو اتنا ہی آسان ہوتا ہے تو زرداری زندہ ہے لاکھوں کروڑوں اربوں میں کھیل رہا ہے اس پہ جادو نہیں ہو سکتا کیا اور اتنے عیاش قسم کے لوگ ان پہ جادو کروا اور لوٹ لو ان کی دولت۔

ایسا نہیں ہے یہ اللہ کا اصول نہیں یہ گلاس پڑا ہے یہاں ساری دنیا کے جن آ جائیں اور آ کر اس گلاس کو اُٹھا کے یہاں رکھنا چاہیں تو نہیں رکھ سکتے، اس لئے کہ یہ عالم اسباب ہے، یہ عالم اسباب کا نام ہے یہ ایک سبب بنا کہ کسی نے اس کو اُٹھایا اور یہاں رکھا، یہ قیامت تک یہیں رہے گا اگر اس کے ساتھ کوئی سبب نہیں لگتا، جنات یہ ساری چیزیں عالم اسباب کی چیزیں ہیں یہ، ان کا جہاں اور ہے یہ ایسا نہیں کر سکتے ہیں نہیں تو جتنے بھی ہیں یہ جو کالے علم والے لوگ ہیں جو ساس اپنے قبضے میں آ جاؤ، شوہر اپنے قبضے میں، بیوی قبضے میں، محبوب قدموں میں آ جائے گا، کمیٹی نکل آئے گی اور کاروبار چمک اُٹھے گا اور خود جو ہے دو سو روپے کی دیاڑی لگا رہا ہے روز اور دوسروں کے کاروبار چمکا رہا ہے، دوسروں کے کاروبار چمکا رہا ہے اور خود جناب کرائے پہ بیٹھا ہوا ہے او بیوقوفا تو خود کیوں نہیں اپنا کاروبار چمکا لیتا تو پتہ چلا جھوٹ ہے سب فراڈ ہے لوگوں سے، لوگوں کے پیسے کھینچنے کے طریقے ہیں اور لوگوں کو بیوقوف بنانے کے اور عورتیں ایسے ان کے چکروں میں پھنستی ہیں ایک سیکنڈ نہیں لگتا عورتوں کو تو یہ سیکنڈ میں، اچھا آپ آج صبح اُٹھی تھی تو آپ کی قمر میں درد ہو رہا تھا ناہاں درد ہو رہا تھا، ہاں سر بھی بھاری بھاری تھا، بھئی بندہ جب اُٹھتا ہے تو کمر میں درد ہوتا ہے اور سر بھی بھاری بھاری ہوتا ہے اچھا آدھی تو وہ convance ہو گئی اچھا بچہ بھی رو پڑا تھا نا اسی وقت، ہاں آپ کو سب پتہ، اچھا جب آپ گئی تھی کچن میں تو گرم گرم پتیلی پہ ہاتھ بھی لگ گیا، واہ واہ واہ، 100 فیصد یہ بندہ ولی اللہ ہے وہ لوگ انسانی فطرت سے کھیلتے ہیں بھئی آج کونسا گھر ہے جس میں بیماری نہیں، وہ کونسا گھر ہے جس میں دولت کی کمی نہیں وہ کونسا گھر ہے جس میں لڑائی جھگڑے نہیں، ہر گھر میں ہیں چاہے وہ ولی اللہ کا ہے، چاہے وہ بدمعاش کا ہے، ہر گھر میں یہ کمیاں ہیں یہ بیماریاں اور اسی طرح کی دردیں، اب یہ لوگ اس کی فطرت سے کھیلتے ہیں اور کھیلتے ہوئے آپ کو اپنے چنگل میں پھنسا لیتے ہیں اور آپ بھی یقین کر کے بس ۵۰۰۰ ہزار کا تعویذ لائی ہوں آج، وہی پانچ ہزار اللہ کے رستے میں دیئے جاتے تو پانچ کڑوڑ بن کر آتے، دیکھو جادو، یہ اتنا بڑا تعویذ اللہ نے دیا ۶۶۶۶ آیتیں، یہ کب کام آئیں گی۔

میں اکثر یہ کہا کرتا ہوں کہ اپنی کوتاہیاں، اپنی زیادتیاں، اپنی ناکامیاں ان کو چھپانے کا بہترین طریقہ ہے کہ مجھ پہ جادو ہو گیا ہے، اس سے پوچھ کے دیکھو نہ اس نے فجر پڑھی نہ اس نے ظہر پڑھی، نہ اس نے اللہ رسول کا کوئی حکم مانا ہے نہ قرآن کبھی محبت سے پڑھا ہے، دن رات کوتاہیوں میں لگی ہوئی ہے اور کہتی ہے مجھ پہ جادو ہوا ہے، صحیح ہوا ہے تجھ پہ جادو، تجھ پہ ہونا چاہئے تھا۔ لحاضہ بیٹیو یہ ذہن نشین کر و کہ ایسی کوئی شے نہیں، اس چیز سے نکل جائیں اور جو بندہ آپ سے یہ کہتا ہے کہ آپ پہ جادو ہو گیا ہے اس پہ ہزار بار لعنت بھیجیں جادو نہیں ہوتا ہے اور جب یہ ہوتا ہے تو وہ ایک بہت بڑی چیز ہے اور وہ ہر ایک پہ نہیں ہوتا ہے اور اسکے پیچھے پوری ایک قوت ہوتی ہے پورا پورا کفر میں جانا پڑتا ہے شیطان کو ماننا پڑتا ہے اور اللہ رسول سے رشتہ توڑنا پڑتا ہے

اس لئے آ قاعلیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ

سحر کبھی بھی بخشا نہیں جائے گا۔

جادو کرنے والا اور کروانے والے دونوں پہ اللہ کی لعنت ہے

یہ بظاہرا تنا آسان عمل نہیں ہے اللہ نے ایک اصول بنایا ہے دنیا کے اندر، اللہ نے کچھ لوگوں کوامیر رکھا ہے کچھ کوغریب رکھا ہے تو یہ اصول اس نے اوپر نیچے رکھا ہوا ہے اور یہ اس نے ختم نہیں ہونے دینے یہ رہیں گے پھر بزرگ بڑی اچھی بات کیا کرتے ہیں کہ

اللہ کی اتنی بڑی قوت پہ لوگوں کا ایمان نہیں کہ جوسورج کو روزانہ مشرق سے اُٹھا تا ہے اور مغرب تک لے کر جاتا ہے اتنی بڑی قوت ہے اللہ کی جو زمین کے سینے کو پھاڑ کر تمہارے لئے درخت اگا دیتا ہے ارے اس پہ ایمان نہیں ہے اور چھوٹا سا ایک کام ہوا اور اللہ پہ ایمان چھوڑ کے شیطان پہ ایمان لے آئے کہ جی جادو ہو گیا۔

یہ بہت بڑا ظلم ہے اور اس سے بھی بڑا ظلم ہے کہ اگر کوئی اپنے ریفرنس میں یہ بات کر دے کہ او ہو ہمارے نبی پہ بھی تو ہو گیا تھا اللہ کے نبی پہ بھی تو جادو ہو گیا تھا یہ بات جس نے کر دی اس کو اندازہ ہی نہیں ہے کہ اس کو کلمہ دوبارہ پڑھنا پڑھے گا کہ یہ اتنا بڑا ظلم اتنا بڑا جرم ہے اور اس نے ایویں ہی منہ سے کہہ دیا ہیا ور اس کو پتہ ہی نہیں چلا، آ قاعلیہ وسلم نے اسی لئے فرمایا کہ میری امت میں بعض لوگ ایسے ہوں گے کہ وہ زبان سے ایسا جملہ کہہ دیں گے وہ ان جملوں کی وجہ سے دوزخ کی گہرائیوں میں چلے جائیں گے اور انہیں پتہ بھی نہیں ہوگا، منہ سے یہ کہہ دیا کہ حضور پہ بھی ہوا تھا، ہمارے نبی پہ بھی جادو ہو گیا تھا، ایسا نہیں ہے، حضور علیہ وسلم پہ نہ پہلے کبھی جادو ہوا، نہ ہوسکتا ہے اور نہ ہوگا، آ قاعلیہ وسلم پہ ایک سیکنڈ کے لئے بھی کبھی جادو نہیں، تو یہ گفتگو اللہ نے اسی لئے یہاں فرمادی کہ تم لووگ یہ کام بھی کیا کرتے تھے اور یہاں ایک بڑی خاص بات ہے جو میں آپ سے کرنا چاہتا ہوں **جو آیت نمبر ۱۰۳ اور تفسیر نمبر ۱۸ ہے ہماری آخری گفتگو ہے**

آیت نمبر ۱۰۳ تک، اس میں اللہ نے ارشادفرمایا، میں اس کو دوبارہ پڑھ لیتا ہوں تا کہ ہمارا عقیدہ بھی درست ہو جائے میں نے جو بھی گفتوگ کی ہے جادو کے حوالے سے وہ بھی زرا سامنے آجائے ارشادفرمایا اللہ نے

وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْ وَاتَّقَوْالَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَوْ كَانُوْ يَعْلَمُوْنَ O

انہوں نے یہ کہا لووگوں سے کہ ہم آزمائش میں ہیں تم کوئی نافرمانی نہ کرنا اس کے باوجود لوگ ان سے منتر سیکھتے رہے جس سے وہ جدائی ڈالتے تھے خاوند اور بیوی میں

ایک تو یہ جملہ آپ کی توجہ چاہوں گا کہ اللہ نے فرمایا کہ زیادہ تر لوگ جادو اس لئے سیکھتے تھے کہ وہ میاں اور بیوی میں جدائی ڈال دیں کیونکہ شیطان کا یہ عزیز ترین کام ہے کہ وہ میاں اور بیوی میں جدائی چاہتا ہے اس لئے وہ لڑائیاں کرواتا ہے جھگڑے کرواتا ہے کہ ان دونوں میں طلاق ہو جائیا ور یہ دور ہو جائیں اور معاشرے کے اندر اس سے جو بے اطمینانی پھیلتی ہے اس کا کوئی بیان نہیں تو فرمایا یہ لوگ زیادہ تر خاوند اور بیوی کی جدائی کے لئے جادو سیکھتے تھے اور آگے اللہ نے وہ جملہ کہا جو میں پڑھنا چاہتا ہوں۔

وہ ضرر نہیں پہنچا سکتے اپنے جادو سے کسی کو بھی بغیر اللہ کے ارادے کے یعنی تم لاکھ جادو کر لو اگر اللہ کا ارادہ نہیں ہے تو اس شے کو تم ہلا نہیں سکتے، اللہ نے اگر ارادہ کر لیا تو ہلے گی ورنہ نہیں ہلے گی اس کا مطلب یہ بنا کہ دنیا میں کوئی کسی قسم کا جادو آپ پہ کرنے کی کوشش کرے رزق بند کرنے کی کوشش کرے، بچے بند کرنے کی کوشش کرے، بیمار کرنے کی کوشش کرے آپ کی زندگی کے سکون کو برباد کرنے کی کوشش کرے وہ نہیں کر سکتا جب تک اللہ کا ارادہ نہ ہو، یہ ہے وہ ایمان جو قرآن ہمیں دے رہا ہے کہ تم ضرر نہیں پہنچا سکتے اپنے جادو منتر سے بغیر اللہ کے ارادے کے **(اللہ اکبر)**

اور جو سیکھتے ہیں وہ چیز جو ضرر رساں ہیں ان کے لئے اور نفع نہیں پہنچا سکتی ہاں انہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں جس کا انہوں نے سودا کیا ہے لیکن جو یہ کام کر رہے ہیں ان کے لئے خود خطرناک ہے اصل میں لہذا باز آئیں اپنی ان حرکتوں سے تو لہذا اللہ نے اسے کھول کر رکھ دیا کہ اگر میری مرضی ہوگی تو یہ ہوگا ورنہ نہیں **(اللہ اکبر)**

آخری آیت میں اللہ پاک نے گفتگو کی ہے کہ اگر یہ لوگ پرہیزگار رہتے تو اللہ کے ہاں ان کا بہت بڑا مقام ہوتا کاش وہ کچھ جانتے۔۔۔ واذ یعلمون۔۔ کاش، یعنی اللہ سے یہ گفتگو

سنیں کہ کاش وہ اس بات کو جان لیتے کہ ہم ان سے کتنا پیار کرتے تھے اور انہوں نے کوئی ہماری قدر نہیں کی ہے تو یہ ساری گفتگو آپ کے سامنے رکھی گئی چار اس کے رکوع تھے جس کی اللہ نے گفتگو فرمائی ہے اس کا لب لباب ابھی بھی بنی اسرائیل کی قوم ہی ہے۔